محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت تقاضے اور غلطیوں کی اصلاح

www.KitaboSunnat.com

از قلم

ابو کلیم مقصود الحسن فیضی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت، تقاضے اور غلطیوں کی اصلاح

مؤلف

مولانا مقصود الحسن فیضی صاحب حفظہ اللہ

ناشر

سلفی پبلیکیشنز

422، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی 110006

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت، تقاضے اور غلطیوں کی اصلاح
مؤلف	:	مولانا مقصود الحسن فیضی صاحب حفظہ اللہ
صفحات	:	270
قیمت	:	70/-
سنہ اشاعت	:	جنوری 2011ء
ناشر	:	**سلفی پبلیکیشنز**
		422، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔6

Published by:

Salafi Publications

422, Matia Mahal, Jama Masjid,
Delhi-110006 (INDIA)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینۂ کتاب

عرضِ مؤلف 9

مقدمہ

ایمان بالرسالت —— 24

رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے 24

رسولوں پر ایمان لانے کا معنی 26

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ' کا معنی 28

پہلے جزء کی تشریح 28

محمد رسول اللہ کا معنی 32

ایمان بالرّسالت کی شرائط 35

پھلی فصل

محبت کا معنی اور اس کا حکم —— 37

حکم 37

پہلا درجہ 38

دوسرا درجہ 39

قرآن کریم سے محبت رسول ﷺ کے وجوب پر دلائل 39

احادیث شریفہ سے استدلال 41

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ دوسری فصل

اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کے اسباب ——— 43

❁ پہلا سبب 43

❁ دوسرا سبب 46

پہلی دلیل: رسالت ونبوت کے لیے آپ ﷺ کا انتخاب 48

دوسری دلیل: آپ ﷺ پر قرآن کریم کا نزول 49

تیسری دلیل 52

چوتھی دلیل 55

پانچویں دلیل 57

چھٹی دلیل 58

ساتویں دلیل 59

❁ تیسرا سبب: اُمت پر کمال رأفت ورحمت 64

❁ چوتھا سبب: اُمت کے لئے کمالِ خیر خواہی اوراحسان 68

❁ پانچواں سبب: ہر قسم کی ظاہری وباطنی خوبیوں کا مجموعہ 71

ا۔ بہادری میں 73

۲۔ سخاوت میں 76

۳۔ اخلاق میں 79

✿ تیسری فصل

محبتِ رسول ﷺ کے فوائد ——— 88

ا۔ اطاعتِ الٰہی 88

۲۔ گناہوں کی معافی 89

۳۔ ایمان کی چاشنی ولذت 91

۴۔ جنت میں نبی کریم علیہ السلام کا ساتھ 91

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ایمان کی تکمیل 93
۶۔امن وامان کی ضمانت 94

✿ چوتھی فصل

محبتِ رسول ﷺ میں اضافے کے اسباب ——— 97
۱۔دعا 97
۲۔اللہ تعالیٰ کی محبت 100
۳۔مطالعۂ سیرت 101
۴۔اُسوۂ حسنہ کی پیروی 102
۵۔اللہ تعالیٰ کے احسان کا شعور وادراک 102
۶۔آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا 103
۷۔آپ ﷺ کی محبت میں اجر وثواب کا تصور 104

✿ پانچویں فصل

نبی ﷺ سے محبت کی علامتیں ——— 106
پہلی علامت: آپ ﷺ کی کامل اطاعت اور اتباع 108
دوسری علامت: آپ ﷺ کو دیکھنے کی تمنا 118
تیسری علامت: نبی ﷺ کی مدد اور آپ کی طرف سے دفاع 124
سنن رسول ﷺ پر اٹھنے والے اعتراضات کا جواب 131
ازواجِ مطہرات اور آپ ؐ کے دیگر اہل وعیال کی طرف سے دفاع 135
صحابہ کرام ؓ کی طرف سے دفاع کرنا 139
چوتھی علامت: آپ ﷺ کو کثرت سے یاد کرنا 146
۱۔جمعہ کے دن 150
۲۔اذان کے بعد 151

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔صبح وشام 151

۴۔مجلس کے اختتام پر 152

۵۔مسجد میں داخل ہوتے وقت 152

۶۔دعا کے وقت 153

۱۔جنت میں نبی ﷺ کی قربت کا سبب 155

۲۔فرشتوں کی خصوصی دُعاؤں کا حق دار 156

۳۔سب سے بڑا بخیل کون؟ 156

۵۔آپ ﷺ پر درود میں کوتاہی جہنم میں داخلہ کا سبب 157

چھٹی فصل

نبی ﷺ سے محبت کے بارے میں غلطیاں —— 160

آپ ﷺ کے بارے میں کمی وکوتاہی 161

۱۔آپ ﷺ سے ثابت شدہ سنتوں پر عمل میں غفلت 161

۲۔احادیث صحیحہ سے منہ پھیر لینا 165

۳۔سیرت طیبہ کا مطالعہ اور آپ ﷺ کی سنت سیکھنے میں لا پرواہی 168

۴۔حدیث نبویؐ اور آپ ﷺ سے متعلقہ چیزوں کی تعظیم میں کمی 169

۵۔دینی مجالس سے دوری 172

۶۔درود وسلام میں کوتاہی 174

آپ ﷺ کے بارے میں افراط وغلو (مبالغہ) 177

آپ ﷺ کے بارے میں دنیوی زندگی کا عقیدہ رکھنا 178

پہلا شبہ اور اس کا ازالہ 187

(ا) انبیاء کا ترکہ تقسیم نہ ہونا 188

(ب) ازواج مطہرات کا نکاح حرام ہونا 191

دوسرا شبہ اور اس کا ازالہ 198

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ حاضر وناظر کا عقیدہ	204
ایک شبہ کا ازالہ	209
کیا گواہی کے لئے دیکھنا اور حاضر رہنا ضروری ہے؟	210
نبی ﷺ کے شاہد وشہید ہونے کا کیا معنی ہے؟	212
❁ آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا	214
❁ آپ ﷺ کے جاہ ذات اور مرتبہ کا وسیلہ پکڑنا	220
❁ حدیث: "لَولَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الاَفْلَاک"	224
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	227
❁ نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کو واجب سمجھنا	232
❁ محفل میلاد کا قیام	235
❁ درود وسلام کے شرکیہ الفاظ والے صیغے ایجاد کرنا	241
درود تاج میں وارد بعض شرکیہ اور غیر شرعی الفاظ	243
❁ حدیث نور	246
❁ نبی ﷺ کے سایہ کا مسئلہ	254
۱) اس عقیدے کی بنیاد کیا ہے؟	255
۲) کیا کسی چیز کا سایہ ہونا اس میں کسی نقص کی دلیل ہے؟	256
۳) کیا نبی ﷺ کا سایہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہ ہے؟	258
۴) کیا واقعتاً نوری جسموں کا سایہ نہیں ہوتا؟	261
۵) کیا سایہ کی توہین ممکن ہے؟	262
❁ انگوٹھے چومنا	262
❁ نعت رسول ﷺ میں غلو	266
۱۔ نعت رسول ﷺ میں غلو کمیت کے اعتبار سے	266
۲۔ نعت رسول ﷺ میں غلو کیفیت کے لحاظ سے	268

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارفِ مؤلف

مقصود الحسن بن احمد اللہ' ۱۹۵۵ء کے اواخر یا ۱۹۵۶ء کے اوائل میں یوپی اُودھ (بھارت) کے ایک ضلع پرتاب گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ایک ہندی پرائمری اسکول سے پرائمری پاس کرنے کے بعد ہندوستان کی قدیم دینی درس گاہ فیض عام میں داخلہ لیا' جہاں پر تجوید اور درسِ نظامی سے فراغت کے بعد منشی فاضل اور مولوی عالم کے امتحانات پاس کیے اور ہندی انگلش میں ہائی اسکول کی سند حاصل کی۔ بعد ازاں مولوی فاضل کرنے کے بعد پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت سے پہلے بی اے اور پھر ادیب کامل کی ڈگری علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کی۔

۱۹۷۸ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد چند سال ایک مقامی مدرسہ میں درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ پھر مدرسہ ریاض العلوم دہلی کے ناظم کے اِصرار اور فیض عام کے صدر مدرس مفتی حبیب الرحمٰن صاحب کے ارشاد پر دہلی چلے گئے۔ مدرسہ ریاض العلوم میں تقریباً تین سال کا عرصہ گزارنے کے بعد اہل مدرسہ ہی کے بھیجنے پر سعودی عرب چلے گئے' جہاں پر ۱۴۰۴ء سے درس وتدریس اور دیگر دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ o وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ:

کائناتِ ارض وسما میں جو مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے وہ مقام کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کیا، اس مقام تک نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکا ہے اور نہ ہی کوئی مَلَک مقرب۔ چنانچہ شب معراج کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو دیکھ کر حسرت وافسوس سے رو پڑے اور اس کیفیت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

"اَبْکِیْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِہٖ اَکْثَرُ مِمَّا یَدْخُلُھَا مِنْ اُمَّتِیْ"(۱)

''میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان جو میرے بعد نبی بنایا گیا ہے میری اُمت کے مقابلہ میں اس کی اُمت کے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔''

---

(۱) صحیح البخاری: ۳۸۸۷، المناقب۔ و صحیح مسلم: ۱۶۴، الایمان۔ بروایت انس بن مالکؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"لَمْ اَظُنَّ اَحَدًا یُرْفَعُ عَلَیَّ (۲)

"میں نہیں سمجھا تھا کہ کوئی مجھ سے زیادہ بلند مقام حاصل کر سکے گا۔"

اس حدیث سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتنا اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔ زمانہ قدیم ہی سے بہت سے علماء کرام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' حتیٰ کہ بعض نے اس موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں۔ مثلاً امام بیہقی کی کتاب "دلائل النبوۃ" امام ابونعیم الاصفہانی رحمہ اللہ کی عظیم کتاب "دلائل النبوۃ" اورسلطان العلماء العز بن عبدالسلامؒ کی مختصر مگر جامع تالیف "بدایۃ السول فی تفضیل الرسول" وغیرہ۔ خصوصاً آخر الذکر کتاب میں اس کے مؤلف نے صحیح دلائل کی روشنی میں دیگر انبیاء کرام پر آپ کے چالیس سے زائد فضائل کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عصر حاضر کے ایک سلفی عالم ابوالحسن مصطفیٰ بن اسماعیل المصری نے اپنی کتاب "کشف الغمۃ ببیان خصائص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامۃ" میں تمام مخلوقات پر (جس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہیں) نبی ﷺ کی ستر سے زائد خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے خواہاں حضرات ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں پر آپ ﷺ کی صرف ایک فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جانا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۝﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

(۲) فتح الباری ۲/ ۲۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے نبی!) ہم نے تو آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

یعنی آپ ﷺ ہر اُس چیز کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں جس پر عالم کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ انسانوں کے لئے بھی رحمت ہیں، جنوں کے لئے بھی رحمت ہیں' حیوانوں کے لئے بھی رحمت ہیں، گوروں کے لئے بھی رحمت ہیں' کالوں کے لئے بھی رحمت ہیں' مؤمنوں کے لئے بھی رحمت ہیں اور کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں' اپنے دوستوں کے لئے بھی رحمت ہیں' حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ غرضیکہ ہر وہ چیز جس پر عالم کا اطلاق ہے اس کے لئے آپ رحمت بن کر آئے ہیں۔ عربی ادب سے دلچسپی رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں حصر اور نکرہ کا اسلوب استعمال ہوا ہے جس سے دو اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد نوعِ انسانی پر خصوصاً اور سارے عالم پر عموماً رحمت الٰہی کا نزول ہے۔ گویا آپ کی شریعت کی بنیاد اور روح رحمت ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ کی ذات اللہ رؤف و رحیم اور رحمٰن و غفور کی طرف سے تمام جہانوں اور عالموں کے لئے رحمت کا ہدیہ اور تحفہ ہے۔ ایک حدیث میں نبی ﷺ (فداہُ ابی و اُمّی) نے فرمایا:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُھْدَاۃٌ))(۳)

"اے لوگو! میں تو صرف ایک تحفۂ رحمت ہوں۔"

۲۔ یہ رحمت کسی قوم، جماعت اور جنس کے لئے خاص نہیں ہے' بلکہ ہر وہ چیز جس پر عالم کا اطلاق ہوتا ہے' ذو عقل ہے یا غیر ذی عقل، اہل ایمان سے ہے یا اہل کفر و شرک سے' ذی روح ہے یا غیر ذی روح' ہر ایک کو شامل ہے۔ ایک بار

---

(۳) المستدرك للحاكم ۱/۳۵۔ ومعجم الطبرانی الصغیر ۱/ ۵۱۔و معجم الاوسط (مجمع البحرین: ۳۴۹۳' ۶/ ۱۳۲) بروایت ابوہریرہؓ' دیکھئے الصحیحۃ ۴۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر پڑھیے اور غور کیجیے!

﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔''

بالخصوص تین چیزوں پر اس رحمت کی برسات اس قدر واضح ہے کہ اس کا انکار کوئی عقل وسمجھ رکھنے والا انسان نہیں کرسکتا۔

(۱) اہل ایمان کے لئے آپ ﷺ کا رحمت ہونا تو بالکل معروف بات ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

''تمہارے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے' جسے تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے' جو تمہاری منفعت کا بڑا خواہش مند ہے' ایمان داروں کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا وَلَدُ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضِبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ))(۴)

''میں اپنے جس اُمتی کو گالی دوں یا اس پر لعنت بھیجوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مَیں بھی اولادِ آدم سے ہوں، جس طرح عام آدمی کو غصہ آتا ہے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے' اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے' لہٰذا (اے اللہ تعالیٰ!) اس لعنت یا گالی کو قیامت کے دن اُس شخص کے حق میں دُعا اور رحمت بنا دے۔''

(۴) سنن ابی داوٗد: ۴۶۵۹ السنة۔ ومسند احمد ۵/ ۴۳۷' بروایت سلمان الفارسیؓ دیکھئے الصحیحة: ۱۷۵۸ وصحیح الجامع: ۲۷۲۸' ۱/ ۵۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رحمت کس نوعیت کی تھی اور کن کن شکلوں میں اس کا اظہار اُمت پر دنیا میں ہوا اور آخرت میں بھی ہوگا' اس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے[1]۔ یہاں پر صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں اور اس کے تقاضے پورے کرنے والوں کے لئے اس دنیا میں عزت و سرخروئی اور آخرت میں نجات اور جنت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾

(آل عمرن:۱۳۹)

''(غزوۂ اُحد میں جو تمہیں نقصان پہنچا ہے اس کی وجہ سے) نہ تو سستی کرو اور نہ ہی غمگین ہو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔''

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(۲) کافروں کے لئے نبی ﷺ کے تحفۂ رحمت ہونے کی کئی صورتیں ہیں' جن میں دو صورتیں بہت ہی واضح ہیں:

۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ اُمت یعنی اُمتِ دعوت (۵) پچھلی قوموں کی طرح بالکلیہ ہلاک و برباد ہونے سے محفوظ رہی' بلکہ اہل مکہ' منافقوں اور کافروں کی ہر قسم کی شدید ایذاؤں کے باوجود جب آپؐ سے کہا گیا کہ آپ کافروں اور مشرکوں کے لئے بددعا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)) (۶)

---

[1] دوسری فصل ''نبی ﷺ سے محبت کے اسباب'' میں اس کا ذکر آئے گا۔

(۵) آپ ﷺ کی بعثت کے بعد پوری دنیا کے جن وانس آپ کی اُمت میں داخل ہیں۔ جو آپ پر ایمان لائے انہیں امت اجابت کہا جاتا ہے اور جو آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے انہیں امت دعوت کہا جاتا ہے۔

(۶) صحیح مسلم: ۲۵۹۹' البر والصلة۔ والادب المفرد للامام البخاری: ۳۲۱ بروایت ابوہریرہؓ۔ دیکھئے صحیح الادب المفرد' ص ۱۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں تو رحمت مجسم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

آپ ﷺ کے کمالِ رحمت کا اظہار درج ذیل روایت سے بھی ہوتا ہے:

ایک بار کفارِ قریش نے اللہ کے رسول ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ صفا پہاڑی کو سونا بنا دے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے بطورِ تاکید اُن سے سوال کیا کہ اگر ایسا ہوا تو تم یقیناً ایمان لاؤ گے؟ کفار نے جواب دیا کہ ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ ان کے اس مطالبے پر آپ ﷺ نے دعا کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی بھیج رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو کوہِ صفا کو اِن کے لئے سونا بنا دوں' لیکن پھر اس کے بعد ان میں سے جو کوئی بھی کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا عذاب کسی کو نہ دیا ہوگا' اور اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر نبی رحمت ﷺ (فداہ ابی و اُمّی) نے جواب دیا:

((بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ))

"میں چاہتا ہوں کہ ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہے۔"(٦)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت ﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا (یعنی نبی ﷺ کی پیروی کی) تو اسے دنیا و آخرت کی رحمت حاصل ہوئی اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا وہ پچھلی قوموں کی طرح خسف و مسخ کے (بالکلیہ تباہی و بربادی والے) عذاب سے محفوظ رہا۔"(٧)

(٦) مسند احمد ٣٤٥/١۔ والطبرانی الکبیر: ١٢٧٣٦' ٢٥٢/١٢۔ ومسند البزار (المجمع ١٩٦/١٠) بروایت عبداللہ بن عباسؓ۔ صحیح السیرۃ النبویۃ للالبانی' ص ١٥٣۔

(٧) تفسیر ابن جریر الطبری ١٠٠/٩

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کافروں کے لئے آپ ﷺ کے رحمت ہونے کی دوسری بڑی دلیل یہ ہے کہ کافر اسلامی حکومت کے زیر سایہ جزیہ دے کر اس قدر امن و امان سے رہتا ہے کہ دنیا کے کسی نظامِ حکومت میں اس کی مثال موجود نہیں ہے۔ مسلمانوں سے بنیادی طور پر اختلاف اور دلی عداوت رکھنے کے باوجود کافر مسلم معاشرے میں اپنے اہل و عیال اور جان و مال کے بارے میں اس قدر مطمئن رہتا تھا کہ وہ اپنی ہم مذہب کافر حکومت کے زیر سایہ اس قدر مطمئن نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب میں انسانی جان و مال پر خود انسانوں کے ظلم و زیادتی کو دیکھ کر ایک کافر مصنف جس نے ماضی قریب کے تمام سیاسی نظریات کو بہت قریب سے دیکھا تھا' کہتا ہے کہ ''موجودہ انسانی مصائب سے نجات پانے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس دنیا کے حکمران بنیں۔''(۸)

(۳) حیوانوں کے لئے نبی اکرم ﷺ کے رحمت ہونے کا اظہار مختلف اوقات میں مختلف انداز سے ہوا ہے۔ مثلاً:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ کسی ضرورت سے ایک طرف چلے گئے' اس دوران ہم نے ایک چھوٹی سی سرخ چڑیا کو دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ اس چڑیا کو غافل پا کر ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور جب چڑیا واپس آئی تو اپنے پروں کو پھڑ پھڑانے اور زمین سے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ اسی دوران جب نبی ﷺ واپس تشریف لے آئے تو یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا)) (۹)

''اس کے بچوں کو لے کر کس نے اسے دکھ دیا ہے؟ اس کے بچوں کو واپس

---

(۸) شانِ محمد ﷺ ص ۹

(۹) سنن ابی داوٗد: ۲۶۷۵' الجهاد۔ والادب المفرد: ۳۸۲' دیکھئے الصحیحة: ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردو۔"

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اپنا پاؤں بکری کی گردن پر رکھ کر اس کو ذبح کرنے کے لئے چھری تیز کر رہا تھا اور کیفیت یہ تھی کہ وہ مسکین یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا ؟ اَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ؟))(۱۰)

"اس سے پہلے تم نے کیوں نہ چھری تیز کر لی؟ کیا تم اسے دو بار مارنا چاہتے ہو؟"

آپ ﷺ کی اس تعلیم کا یہ اثر تھا کہ سچے محب رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو اس حالت میں دیکھتے تو اس پر دُرّے برساتے اور اسے متنبہ کرتے۔(۱۱)

۳۔ حضرت قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص خدمت نبویؐ میں عرض کرتا ہے کہ میں بکری ذبح کرتے وقت اس پر رحم کرتا ہوں، یہ سن کر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

((وَالشَّاةُ اِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ)) (۱۲)

"اگر تم بکری پر رحم کرو گے تو اللہ تمہارے اوپر رحم کرے گا۔"

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنی اسرائیل کا ایک قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، اِذْ رَاَتْهُ بَغِيٌّ

(۱۰) الطبرانی الکبیر والاوسط (مجمع الزوائد ۳۳/۴)۔ وسنن الکبریٰ للبیہقی ۲۸۰/۹۔ دیکھئے الصحیحة ۲۴۔

(۱۱) الصحیحة للالبانی ۶۷/۱ نقلاً عن البیہقی ۲۸۰/۹ و ۲۸۱۔

(۱۲) مسند احمد ۴۳۶/۳۔ والادب المفرد : ۷۳۔ دیکھئے الصحیحة: ۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ بَغَايَا بَنِیْ إِسْرَائِيْلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ فَغُفِرَلَهَا بِهِ)) (۱۳)

''ایک بار ایک کتا کسی کچے کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور قریب تھا کہ پیاس کی شدت سے ہلاک ہو جائے۔ اسی دوران اسے بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ پیشہ ور عورت نے دیکھا تو اس نے اپنا چمڑے کا موزہ نکال کر اس کے لئے کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پانی پلایا۔ اسی عمل کے بدلے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔''

نبی رحمت ﷺ کی زبانی اس قسم کا ایک اور واقعہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَاَجْرًا؟ فَقَالَ: ((فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ)) (۱۴)

''اے اللہ کے رسول! کیا ان جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''ہر تر جگر والی میں اجر ہے۔''

۵۔ نبی رحمت ﷺ نے حیوانون پر رحم کرنے کی دعوت دیتے ہوئے ایک بار فرمایا:

((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۱۵)

''جس نے رحم کیا خواہ ایک چڑیا کے ذبح کرتے وقت ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم کرے گا۔''

برخلاف اس کے اگر حیوانوں پر معمولی سا بھی ظلم کیا گیا تو اس پر نبی رحمت ﷺ

---

(۱۳) صحیح البخاری: ۳۴۶۷، الانبیاء۔ وصحیح مسلم: ۲۲۴۵، السلام۔ ومسند احمد ۲/۵۰۷۔

(۱۴) صحیح البخاری: ۲۳۶۳، المساقات۔ وصحیح مسلم: ۲۲۴۴، السلام بروایت ابوہریرہؓ۔

(۱۵) الادب المفرد: ۳۸۱۔ والطبرانی الکبیر: ۷۹۱۵، ۸/۲۷۹ بروایت ابوامامہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سختی سے متنبہ کیا ہے اور بسا اوقات دردناک عذاب کی دھمکی بھی دی ہے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔ آپؐ نے اُس وقت مجھ سے راز کی بات کہی جسے میں کسی کو بھی نہ بتلاؤں گا۔ آپ کو یہ پسند تھا کہ قضائے حاجت کے وقت کسی بلند چیز یا کھجور کے گھنے درخت کی آڑ میں بیٹھیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے نبی ﷺ کو دیکھا تو آواز نکالنے لگا اور اس کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں۔ نبی رحمت ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور جب اس کی گدی پر ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ!) یہ میرا اونٹ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ جانور جس کا تجھے اللہ نے مالک بنایا ہے' اس کے بارے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اس لئے کہ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام میں تھکا دیتے ہو''۔ (۱۶)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ)) (۱۷)

---

(۱۶) مسند احمد ۱/۲۰۴۔ وسنن ابی داوٗد: ۲۵۴۹' الجهاد دیکھئے الصحيحة: ۲۰۔

(۱۷) صحیح البخاری: ۲۳۶۵' المساقات۔ وصحیح مسلم: ۲۲۴۲' البر والصلة۔ الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک عورت ایک بلی کے بارے میں عذاب میں مبتلا کی گئی جسے اس نے قید کر رکھا تھا' یہاں تک کہ وہ مرگئی جس کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں داخل ہوئی۔ جب اسے باندھ رکھا تھا تو نہ ہی اسے کھلایا پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے ہی اپنا پیٹ بھر لے۔"

یہ موضوع بہت ہی طویل ہے' یہاں ان تمام احادیث کا جمع کرنا مقصود نہیں ہے' صرف اشارہ یہ کرنا ہے کہ نبی رحمت ورأفت ﷺ سارے عالم حتیٰ کہ حیوانوں کے لئے بھی رحمت بن کر آئے تھے اور آپ ﷺ نے عالم کو ایسا پیغام دیا جو کسی مذہب' تحریک اور فلسفہ میں موجود نہیں ہے اور آج اسی چیز کو اہل غرب منظم انداز میں اس طرح پیش کر رہے ہیں کہ عام ذہن رکھنے والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کی اختراع ہے' حالانکہ یہ سبق اور یہ اصول نبی رحمت ﷺ نے آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے دنیا کو دیا اور آپ کے اُمتیوں نے اسے دنیا میں پھیلایا اور اس پر عمل بھی کیا' جس کی بعض مثالیں علامہ البانی کی کتاب **سلسلة الاحاديث الصحيحة** (ص ۶۷-۶۹) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے عالم کے لئے رحمت تھے۔ اس حقیقت کا انکار وہی شخص کرے گا جس کا دل حسد و بغض سے پُر ہوگا۔ لیکن جس کے دل میں عدل وانصاف کی کچھ بھی رمق ہوگی وہ اس حقیقت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ ایک مغربی مفکر ڈاکٹر ڈی رایٹ لکھتا ہے کہ:

"محمد (ﷺ) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں ہے جس نے احکامِ خداوندی کو اس عمدہ طریقے سے انجام دیا ہو۔"(۱۸)

اور یہ امر بھی حقیقت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے متبعین کی دنیا میں کامیابی کا

---

(۱۸) شانِ محمد ﷺ' ص ۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی راز بھی یہی ہے کہ جس طرح اس دنیا کا خالق رب العالمین ہے اسی طرح اس دنیا کا خاتم النبیین بھی رحمۃ للعالمین ہے اور اس رسول کے سچے متبعین ہی اس دنیا کو رحمت و شفقت کا پیغام دینے والے ہیں اور دنیا نے شفقت و رأفت اور حریت و آزادی کا سبق انہی سے سیکھا ہے۔ سچ ہے:

لبرٹی میں ہیں آج فائق جو سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

حالیؔ

اور شاید یہی وجہ ہے کہ امریکہ کا مشہور مصنف مائیکل ہارٹ اپنی مشہور کتاب The100 (۱۹) میں رسولِ رحمت ﷺ کو پہلا مقام دیتا ہے اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''قارئین میں سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہاں کی مؤثر ترین شخصیات میں محمد (ﷺ) کو سرفہرست کیوں رکھا ہے' اور مجھ سے وجہ طلب کریں' حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان ایسے تھے جو دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران اور سرفراز ٹھہرے۔'' (۲۰)

آپ ﷺ کی مذکورہ انوکھی شخصیت کے پیش نظر عالم انسانیت کا آپ ﷺ سے متاثر ہونا ایک فطری چیز ہے۔ خصوصاً آپ پر ایمان لانے والے' آپ سے محبت رکھنے والے اور دل و جان سے آپ کی تصدیق کرنے والے لوگ یقینی طور پر آپ سے نہ صرف متاثر ہیں بلکہ آپ کے لئے ان کے دلوں میں ایک تعلق خاطر

(۱۹) اس کتاب میں مؤلف نے تاریخ عالم سے سو شخصیات کا انتخاب کیا ہے جن کا اثر دنیا پر سب سے زیادہ ہے۔

(۲۰) شانِ محمد ﷺ' ص ۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوتا ہے۔

وہ لوگ جو آپ ﷺ کی ذات کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی محبت کے دعوے دار ہیں' آپ کی ذاتِ بابرکات کے بارے میں ان کے اندر تین قسم کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔

ایک گروہ آپ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں کوتاہی کا شکار رہا۔ اس کے مقابلے میں دوسرے گروہ نے افراط اور غلو سے کام لیا۔ البتہ اہل سنت وجماعت اللہ کے فضل وکرم سے اس بارے میں بھی صراطِ مستقیم پر گامزن رہے' نہ ہی کمی وکوتاہی کا شکار ہوئے کہ آپ کے جائز حقوق میں بھی کمی کی ہو' جیسا کہ کفار' منافقین' شیعہ اور ان کے چیلوں نے کیا' اور نہ ہی آپ ﷺ کو آپؐ کے حقیقی مقام سے اوپر اٹھا کر الوہیت وربوبیت کے مقام پر پہنچانے کی کوشش کی' جیسا کہ صوفیاء کے بعض فرقوں نے کیا' بلکہ یہ ہر میدان میں آپ ﷺ کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن رہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اُمت پر نبی کریم ﷺ کے بہت سے حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کا پاس ولحاظ رکھنا ہر مؤمن کے لئے فرض وواجب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں جس قدر کمی ہوگی اسی قدر بندے کا ایمان گھٹتا جائے گا' حتیٰ کہ اگر کسی نے ان حقوق کو کچھ بھی ادا نہ کیا تو اس کا ایمان سلامت نہ رہ سکے گا۔ ان حقوق کی تفصیل امامِ اندلس قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی نادر تالیف "الشِّفاء بتعریف حُقوق المُصطفیٰ ﷺ" میں کتاب وسنت سے ماخوذ دلائل کے ساتھ بیان کی ہے۔ ہر محبِ رسول کے لئے اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

انہی واجب حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کی جائے۔ چونکہ بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ کے اس حق اور اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتے لہٰذا یا تو تفریط کا شکار ہو کر آپ ﷺ سے محبت کو یکسر بھول گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یا پھر افراط کا شکار ہو کر بہت سی شرکیات کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس لئے بندۂ ناچیز نے ضروری سمجھا کہ بندگانِ الٰہی کی رہنمائی کے لئے آسان اور سلجھے ہوئے انداز میں آپ ﷺ کے اس حق کو مدلل بیان کر دیا جائے اور اس کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے دلائل سے واضح کیا جائے۔ زیر نظر کتاب اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پیش کی جارہی ہے۔ اس بحث کو ہم نے درجِ ذیل حصوں میں تقسیم کیا ہے:

تمہید: اس میں اس موضوع کی اہمیت اور طریقۂ بحث کا بیان ہے۔

مقدمہ: اس میں ایمان بالرسالت' اس کی اہمیت' معنیٰ' تقاضے اور شرائط مذکور ہوں گے۔

پہلی فصل: اس میں محبت کا لغوی اور شرعی معنیٰ ومفہوم اور اس کے حکم کا بیان ہوگا۔

دوسری فصل: اس میں آپ ﷺ سے محبت کے اسباب ذکر کئے جائیں گے۔

تیسری فصل: اس میں آپ ﷺ سے محبت کے فوائد اور آثار مذکور ہوں گے۔

چوتھی فصل: یہ فصل ان امور کے بیان کے لئے خاص کی گئی ہے جن کا لحاظ کرنے سے آپ ﷺ کی محبت دلوں میں پیدا ہوتی ہے یا بڑھ سکتی ہے۔

پانچویں فصل: اس فصل میں نبی ﷺ سے محبت کی علامات کا بیان قدرے تفصیل اور مثالوں سے ہوگا۔

چھٹی فصل: اس فصل میں ان بعض غلطیوں کی طرف اشارہ ہوگا جو آپ سے محبت کے نام پر کی جاتی ہیں۔

یہ امر بھی واضح رہے کہ اس بحث کی تیاری میں قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ اور کتب سیرت سے استفادہ کے بعد سب سے زیادہ استفادہ قاضی عیاضؒ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ''الشفاء'' اور فضیلۃ الشیخ عبدالرؤوف محمد عثمان کی کتاب ''محبۃ الرسول بین الاتباع والابتداع'' سے کیا گیا ہے اور آخری مباحث میں کچھ باتیں المنتدی الاسلامی لندن سے شائع شدہ کتاب ''حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین الاجلال والاخلال'' سے لی گئی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہ کتاب اصل میں میری بعض ان تقریروں کا خلاصہ ہے جو سعودی عرب کے مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں اپنے ہم زبان لوگوں کے سامنے کی گئی تھیں' جو اللہ کے فضل و کرم سے اور بعض ساتھیوں کے مشوروں سے بلکہ اصرار سے کتابی شکل اختیار کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے میرے محترم مولانا شبیر احمد نورانی کو جنہوں نے اس کی بہت سی لغوی اور فنی غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور بہت سے علمی مشوروں سے نوازا۔ اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مزید مشوروں اور اصلاحات سے نوازیں۔ میں یقینی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ سیرتِ رسول ﷺ پر میرا کچھ لکھنا اس موضوع پر کسی اضافہ کا سبب نہیں ہے' بلکہ بقول ایک غیر مسلم مؤلف میرے لئے یہ باعث عز و شرف ہے۔ پروفیسر مارکیولیس لکھتا ہے کہ:

> ''محمد (ﷺ) کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے' لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے۔''(۲۱)

ابو کلیم فیضی

جمعیۃ الغاط الخیریۃ۔ الغاط

سعودی عرب

---

(۲۱) شانِ محمد ﷺ' مؤلفہ میاں عابد حسین' ص ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

ایمان بالرسالت

رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا ایمانیاتِ اسلام کا پہلا رکن ہے، جس کے بغیر کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ۝﴾

(البقرۃ:۲۸۵)

''رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اُس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے، اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سب اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (اور ان کا یہ قول ہے کہ) ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کرلی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

وہ مشہور حدیث جو حدیثِ جبرئیلؑ کے نام سے جانی جاتی ہے، اس میں ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ مَا الْاِیْمَانُ؟ یعنی ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ))(۲۲)

''ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر' آخرت کے دن پر' اور یہ کہ تو ایمان لائے اچھی اور بُری تقدیر پر۔''

اس موضوع سے متعلق متعدد آیات قرآنِ حکیم (۲۳) میں وارد ہیں اور بہت سی احادیث (۲۴) بھی مذکور ہیں جن میں ایمان بالرسالت کو ایمان کا رکن اور جزوِ لازم قرار دیا گیا ہے۔

نیز مرنے کے بعد آخرت کی پہلی منزل میں بندوں سے جو سب سے پہلے سوالات ہوں گے ان میں دوسرے سوالوں کے ساتھ ساتھ ایمان بالرسالت سے متعلق بھی سوال ہوگا' جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ وَاِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ' اَتَاهُ مَلَكَانِ فَیُقْعِدَانِهٖ' فَیَقُوْلَانِ: مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))(۲۵)

''جب بندے (میت) کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی وہاں سے رخصت ہوتے ہیں اور ابھی وہ اتنی ہی دُور گئے ہوتے ہیں کہ ان کے جوتوں کی آواز وہ سن رہا ہوتا ہے کہ دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟''

---

(۲۲) صحیح مسلم: ۸' الایمان' وسنن ابی داؤد: ٤٦٩٥' السنة بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

(۲۳) علی سبیل المثال دیکھیے سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۷' سورۃ النساء آیت ۱۳۶' سورۃ الحدید آیت ۲۸۔

(۲۴) علی سبیل المثال دیکھیے مشکاۃ المصابیح' ح ۱۰' ۱۲' ۱۷' ۲۱' ۷۷ وغیرہ۔

(۲۵) صحیح البخاری: ١٣٧٤' الجنائز۔ وصحیح مسلم: ٢٨٧٠ صفة جهنم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولوں پر ایمان لانے کا معنیٰ

رسولوں پر ایمان لانے میں چار چیزیں شامل ہیں:

۱۔ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ جن انبیاء کا تذکرہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں موجود ہے ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے' لہٰذا ان میں سے کسی کی رسالت کا انکار جائز نہیں ہے۔ جس نے کسی ایک رسول کو ماننے سے انکار کیا گویا اس نے سب رسولوں کا انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ (الشعراء:۱۰۵)

''قومِ نوح نے رسولوں کا انکار کیا۔''

حالانکہ جس وقت قومِ نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اُس وقت آپ کے علاوہ کوئی دوسرا رسول تھا ہی نہیں' اس کے باوجود انہیں تمام رسولوں کے جھٹلانے کا مجرم قرار دیا گیا۔

۲۔ جن رسولوں کا ذکر ہمارے علم میں آ جائے ان کے نام کے ساتھ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ مثلاً حضرت محمد ﷺ' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح علیہم الصلاۃ والسلام۔ نیز جن دیگر رسولوں اور نبیوں کے نام قرآنِ مجید اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہو جائیں ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ البتہ جن انبیاء کا ذکر قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں نہیں ہے ان کی نبوت و رسالت پر بالاجمال ایمان لانا واجب ہے۔ لہٰذا ہم کہیں گے کہ فلاں فلاں رسول اور نبی کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور جن جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا ہے ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ﴾ (غافر : ۷۸)

''(اے نبی ﷺ!) تم سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تم کو بتادیے ہیں اور بعض کے نہیں بتائے۔''

۳۔ انبیاء و رُسل کی ذات اور دعوتی کام سے متعلق جو واقعات قرآنِ مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان کی تصدیق کرنا۔ البتہ جو واقعات کچھ اسرائیلی کتابوں یا ناقابلِ قبول احادیث میں بیان ہوئے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

اوّلاً: وہ واقعات جن کی تردید قرآنِ حکیم اور صحیح احادیث سے ثابت ہے' یا ایسے واقعات جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مقام و مرتبہ کے مناسب حال نہیں ہوتے ہیں' اس قسم کے جملہ واقعات و احوال کا ہم انکار کرتے ہیں۔

ثانیاً: اگر ایسا نہیں تو نہ ہم ان واقعات کی تردید کریں گے اور نہ ہی ان کی تائید کریں گے' جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لاَ تُصَدِّقُوا اَهۡلَ الۡكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوۡهُمۡ ، وَقُوۡلُوۡا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَا اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ)) (۲۶)

''اہل کتاب کی بات کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ ہی ان کو جھٹلاؤ' بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو چیز ہماری طرف نازل کی گئی اور جو ہم سے پہلے نازل کی گئی اس پر ایمان لائے۔''

۴۔ ان انبیاء و رُسل میں سے جس شخص کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا' اور وہ ہیں خاتم النبیین' سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ بن عبداللہ الہاشمی القرشی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ (۲۷)

---

(۲۶) صحیح البخاری: ٤٤٨٥ ' التفسیر ' بروایت ابوہریرہؓ۔

(۲۷) تفصیل مزید کے لئے دیکھئے ''ایمان کے بنیادی عقائد'' تالیف علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ ترجمہ الشیخ ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور حفظہ اللہ' طبع نور اسلام اکیڈمی' لاہور' پاکستان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا معنی

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

اس جملے کے دو حصے ہیں: (۲۸)

۱۔ محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں۔

۲۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

صحتِ ایمان کے لئے ان دونوں حصوں پر ایمان لانا واجب ہے اور دونوں حصوں پر ایمان لا کر ہی بندہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے بچ سکتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ان دونوں حصوں پر ایمان کی حقیقت کو مدنظر نہیں رکھا وہ صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

پہلے جزء کی تشریح

"حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں"

یعنی دل کی گہرائیوں سے قبول کر کے زبان سے اقرار کرے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں' آپ ﷺ میں الوہیت و معبودیت کی کوئی صفت موجود نہیں' بلکہ عبدیت اور بندگی کی ساری صفات آپؐ میں بدرجۂ کمال موجود ہیں۔ عام انسانوں کی طرح آپؐ کی پیدائش ہوئی اور آپؐ کے ساتھ وہ سارے حالات وحقائق ہیں جو ایک عام انسان میں پائے جاتے ہیں۔ عام انسانوں کی طرح آپ ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے اور زندگی کے مراحل' بچپن' جوانی'

(۲۸) یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس جملے کے تین ارکان ہیں: ۱۔ محمد ۲۔ اللہ کے بندے ۳۔ اللہ کے رسول ——— پہلے رکن سے آپ ﷺ کی بشریت اور اولادِ آدم سے ہونے کا ثبوت ہے۔ دوسرے رکن سے آپؐ کی عبدیت کا ثبوت ہے' یعنی آپ کے اندر الوہیت و ربوبیت کی کوئی خاصیت نہیں ہے اور تیسرے رکن میں آپؐ کے رسول اور متبوع ہونے کا ثبوت ہے کہ سارے عالم پر آپ کی اتباع فرض وواجب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھاپا طے کیے اور پھر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ عام انسانوں کی طرح آپ ﷺ کو کھانے اور پانی کی احتیاج تھی۔ کائنات کو چلانے اور سنبھالنے میں آپ کو کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ غرضیکہ وہ تمام حالات و حقائق جو ایک عام انسان کے لئے ضروری ہیں' آپ ﷺ کے ساتھ بھی تھے۔ قرآنِ حکیم اور حدیث مبارک میں ان امور پر اس قدر دلائل موجود ہیں کہ ان کا احاطہ و شمار مشکل ہے' بطورِ مثال چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں' ملاحظہ ہوں:

اللہ ربّ العالمین نے اپنی آخری کتاب میں واضح الفاظ کے ساتھ فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف: ۱۱۰)

''آپ خود کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں' ہاں میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔''

رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کو عام طور پر یہ مغالطہ تھا کہ ہماری طرح چلنے پھرنے' کھانے پینے والا شخص رسول کیسے ہوسکتا ہے؟ اہل مکہ کو بھی یہی مغالطہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مغالطے کا ذکر قرآنِ حکیم میں ایک سے زائد جگہ پر کیا ہے۔ فرمایا

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ۹۴)

''لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی ہے کہ انہوں نے کہا: کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجا ہے؟"

اسی لئے وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے ایسے امور کا مطالبہ کرتے تھے جو کسی عام بشر کی استطاعت سے باہر ہوں۔ ان کے اسی قسم کے ایک مطالبے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں تفصیل سے فرمایا ہے اور اس مطالبے پر اللہ کے رسول ﷺ کو جو جواب بتلایا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو:

﴿ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ○ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ○ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ ﴾

(الاسرا:۸۹-۹۳)

"ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لئے ہر طرح سے تمام مثالیں بیان کر دی ہیں' مگر اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں تاوقتیکہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دیں یا خود آپ کے لئے ہی کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دکھائیں' یا آپ آسمان کو ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں' جیسا کہ آپ کا گمان ہے' یا آپ خود اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کریں' یا آپ کے اپنے لئے سونے کا کوئی گھر ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں' اور ہم آپ کے چڑھ جانے کا بھی اُس وقت تک ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ لیں۔ آپ جواب دے دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے' میں تو صرف ایک انسان ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔"

قارئین سے گزارش ہے کہ ان آیات کے ترجمے کو ایک بار پھر پڑھیں اور اس پر غور کریں کہ کافروں کے اس لمبے چوڑے مطالبے کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو کیا بتلا رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ! میرا رب تو ہر چیز پر قادر ہے' وہ چاہے تو تمہارے مطالبے آنِ واحد میں لفظ "کُـنْ" سے پورے کر دے' لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہی ہوں' کیا کوئی بشر اِن چیزوں پر قادر ہے جو تم مجھ سے ایسی چیزوں کا مطالبہ کرتے ہو؟ ہاں اس کے ساتھ میں اللہ کا رسول بھی ضرور ہوں' لیکن رسول کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے سو وہ میں نے پہنچا دیا اور پہنچا رہا ہوں۔ لوگوں کے مطالبات پر معجزات ظاہر کر کے دکھانا رسول کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا' بلکہ جب اللہ تعالیٰ کی حکمت فیصلہ کرتی ہے معجزات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

بلکہ حق یہ ہے کہ رسولوں کی بشریت کا انکار کرنے کو قرآنِ مجید میں صراحت کے ساتھ کفر کہا گیا ہے۔ سورۃ التغابن میں ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ (التغابن:٦)

"یہ (دنیا اور آخرت کا عذاب جو کافروں کو ملے گا) اس لئے کہ ان کے پاس رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ کیا انسان ہماری رہنمائی کرے گا؟ پس انہوں نے کفر کیا (انکار کر دیا) اور مُنہ پھیر لیا' اور اللہ نے بھی بے نیازی کی' اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز' سب خوبیوں والا۔"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے کفر و انکار کی وجہ صرف یہی تھی کہ کوئی بشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول کیسے ہوسکتا ہے۔ یعنی بشریت اور رسالت کا ایک ذات میں جمع (۲۹) ہونا ان کے نزدیک محال تھا اور یہی بنیاد تھی کہ وہ لوگ کفر پر اڑے رہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ میں الوہیت کی کوئی صفت موجود نہیں ہے' بلکہ بطور ایک انسان کے آپ ان تمام چیزوں کے محتاج تھے جس کا ایک عام انسان محتاج ہوتا ہے' البتہ انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو جن فضائل و خصائص سے نوازا ہے اس کا احاطہ اور تصور کرلینا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کہہ کر آپ کے مقام کو بہت ہی اونچا کردیا ہے کہ دنیا میں آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں' آخرت میں صاحب حوضِ کوثر اور شفیع المذنبین ہیں اور یہ کہ جنت کا دروازہ آپ کھولیں گے اور مقامِ وسیلہ پر براجمان ہوں گے۔ اس کے بعد کوئی اونچا مقام ہی نہیں جس کو بیان کیا جاسکے اور بس...... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

ہم جب آپ کو عام انسانوں کی طرح انسان کہتے ہیں تو اس کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ ہم آپ کو عام انسانوں کے مقام و مرتبے کے برابر قرار دیتے ہیں۔ حاشا وکلا' بلکہ اس عقیدے کو ہم کفر کا درجہ دیتے ہیں۔

دوسرے جزء کی تشریح

شہادت اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا معنی یہ ہوا کہ دل کی گہرائیوں سے یہ تصدیق کرنا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جنہیں تا قیامِ قیامت تمام انسانوں

(۲۹) آج بھی مسلمان کہلانے والا ایک گروہ اس مغالطے کا شکار ہے۔ یہ لوگ آپ ﷺ کو رسول مانتے ہیں انسان نہیں مانتے اور سابقہ لوگ انسان مانتے تھے رسول نہیں مانتے تھے۔ دونوں کے مغالطے کی بنیاد ایک ہی ہے کہ رسالت اور بشریت ایک ذات میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔
(ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جنوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا......﴾

(الاعراف:۱۵۸)

''آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا......﴾

(سبا:۲۸)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

سورۃ الفرقان کی ابتدا میں ہے:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (الفرقان: ۱)

''نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لئے خبردار کرنے والا ہو۔''(۳۰)

---

(۳۰) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جس طرح عمومی طور پر انسانوں کے لئے نبی تھے اسی طرح جنوں کے لئے بھی آپ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ علماء نے اس عقیدے پر متعدد آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے۔ علی سبیل المثال:

(ا) سورۃ الفرقان کی جو آیت ابھی مذکور ہوئی اس میں وارد لفظ ''عالمین'' کی تفسیر مفسرین نے جن اور انس سے کی ہے۔ دیکھئے تفسیر البغوی: ۷۱/٦، تفسیر القرطبی: ۲/۱۲، تفسیر ابن عطیه الاندلسی: ۱۹۹/٤، فتح القدیر للشوکانی: ۷٦/٤ وغیرہ۔

(ب) سورۃ الجن میں ہے: ﴿وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا﴾ (آیت ۱۳) ''اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی تعلیم سنی تو ہم اس پر ایمان لائے، اب جو کوئی بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے کسی حق تلفی یا ظلم کا خوف نہ ہوگا۔''

نیز دیکھئے سورۃ الاحقاف، آیت ۳۱، ۳۲۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس بات پر ایمان لانا کہ آپ ﷺ نے ماضی کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے سب حق ہے اور آپ ﷺ نے مستقبل کے بارے میں جو پیشین گوئیاں کی ہیں وہ بھی سچ ہیں۔ جن امور کو آپ ﷺ نے حلال کیا ہے اسے حلال مان لیا جائے اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے اسے حرام مانا جائے۔ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کی جائے اور آپ ﷺ کے فیصلے کو دل کی گہرائی سے قبول کرلیا جائے' کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے' انسانوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے آپ ﷺ ہی ہیں۔ آپ ہی کے ذریعے دین سماوی کی تکمیل ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اب کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم کی جاسکے' آپ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کوئی ایسی شریعت نہیں ہے جس کی پیروی کی جاسکے اور کوئی ایسا قانون نہیں ہے جسے قابل تنفیذ قرار دیا جائے' بلکہ دنیا کے کسی قانون کو شریعت کے برابر یا بہتر کہنا کفر ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ساری انسانیت کو ایک ایسی شاہراہ پر لا کھڑا کیا جو بالکل واضح تھی اور اس کی رات بھی دن کی طرح روشن تھی۔ اب بھی اگر کوئی اس سے اعراض کرتا ہے تو اس سے بڑا بد بخت کوئی نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

(ج) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ' أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ' وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ' وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ' وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا' وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً' وَخُتِمَ بِيَ النَّبُوَّةُ))

(صحيح مسلم: ٥٢٣' المساجد۔ وسنن الترمذي ٤/ ١٠٤' كتاب السير' باب ٥۔ ومسند احمد ٢/ ٤١٢)

''چھ چیزوں کے ذریعے مجھے انبیاء پر فضیلت حاصل ہے: مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں' (دشمن کے دل میں) خوف کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' مال غنیمت کو میرے لئے حلال کیا گیا ہے' زمین میرے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت ہے' اور میں تمام مخلوق (جن وانس) کی طرف بھیجا گیا ہوں' اور مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے[۳۱] جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ)) [۳۲]

''تم لوگوں کو میں ایک ایسی واضح شاہراہ پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے' اس سے وہی شخص اعراض کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہوگا۔''

محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان میں ختم نبوت کا عقیدہ بھی شامل ہے کہ قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں' کوئی رسول نہیں اور آپؐ کی زندگی میں کوئی سابقہ نبی بھی زندہ ہوتا تو آپؐ کی پیروی کرتا۔ لہٰذا ساری انسانیت آپ کی اطاعت کی پابند ہے' ورنہ نجات محال ہے۔[۳۳]

ایمان بالرّسالت کی شرائط

پچھلی باتوں سے ظاہر ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا رکن ایمان ہے۔ ایمان کا معنی و مفہوم بھی بالاختصار بیان ہو چکا ہے' لیکن اس ایمان کی قبولیت کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا لحاظ بہت ضروری ہے' ورنہ کسی بھی شخص کا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہ ہوگا۔ علمائے کرام نے قرآن و سنت اور اقوالِ سلف کی روشنی میں یہ شرائط متعین کی ہیں۔ ہم یہاں پر فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان کی کتاب ''عقیدۃ التوحید'' سے ان شرطوں کو نقل کرتے ہیں۔

شہادتِ ''محمد رسول اللہ'' کی شرطیں یہ ہیں:

---

(۳۱) اعلام السنۃ المنشورۃ' ص ۱٤۔

(۳۲) سنن ابن ماجۃ: ٤۳' المقدمۃ۔ ومسند احمد ٤/١٢٦ بروایت عرباض بن ساریہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۹۳۷۔

(۳۳) ابوعبدالرحمٰن کے قلم سے اضافہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ آپ ﷺ کی رسالت کا دل سے اعتراف اور اقرار۔

۲۔ آپ ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار۔

۳۔ آپ ﷺ کی پیروی' اس طرح کہ جو حق بات آپ لے کر آئے ہیں اس کے مطابق عمل اور جس باطل سے آپ نے منع فرمایا ہے اس کو ترک کر دینا۔

۴۔ ماضی اور مستقبل سے متعلق غیب کی جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے اس کی تصدیق۔

۵۔ جان و مال' باپ' بیٹے اور تمام کائنات سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت۔

۶۔ آپ ﷺ کے فرمان کو ہر شخص کی بات پر مقدم رکھنا اور آپ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرنا۔ (۴۴)

ان مذکورہ شرطوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے دل کی گہرائی سے محبت کی جائے۔ اور صرف محبت کرنا کافی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی محبت کو جان و مال' عزیز و اقارب اور دنیا کی ساری چیزوں پر مقدم رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ سے محبت ہی ہماری زیر نظر کتاب کا موضوع ہے۔

---

(۴۴) عقیدۃ التوحید' ص ۵۷۔ بعض علماء نے شہادتِ محمد رسول اللہ کی شرائط بعینہٖ وہی بیان کی ہیں جو شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کی ہیں' یعنی علم' یقین' قبول' انقیاد یعنی پیروی و اطاعت' صدق' محبت اور اخلاص۔ دیکھئے اعلام السنۃ المنثورۃ' ص ٤٥۔ اگر غور کیا جائے تو مدعا ایک ہی ہے' اور خود راقم سطور نے اپنی کتاب "حکم بغیر ما انزل اللّٰہ" کے مقدمہ میں انہی متاخر الذکر شرطوں کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

محبت کا معنیٰ اور اس کا حکم

لغت میں لفظ ''محبت'' بغض اور دشمنی کے مقابلے میں مستعمل ہوتا ہے۔(۳۵)

لغوی اعتبار سے محبت کسی مرغوب چیز کی طرف دل کے میلان کو کہا جاتا ہے۔

اُردو زبان میں اسے پیار' چاہت اور یارانہ وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

شرع کی اصطلاح میں بھی محبت کا یہی لغوی معنیٰ مراد ہے' یعنی ایک مؤمن کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے پیار' چاہت اور یارانہ ہو اور یہ جذبہ ہر محبوب چیز پر غالب رہے۔(۳۶)

حکم

آپ ﷺ کی محبت تمام علمائے اُمت کے نزدیک فرض ہے اور اس فرضیت کی حیثیت شرط کی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن عثیمین ؒ لکھتے ہیں:

''تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ایمان کا جزوِ لازم ہے اور جس بندے کے دل میں آپ ﷺ کی محبت جس قدر کم ہوگی اسی قدر اس کا ایمان بھی ناقص ہوگا' یہاں تک کہ اگر محبت بالکل ہی نہ ہوگی تو وہ مکمل طور پر ایمان سے خارج ہوگا۔''(۳۷)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بندے کے ایمان کا بڑا اہم جزو ہے کہ اگر محبت ہے تو اس کا ایمان باقی ہے اور اگر محبت بالکل نہیں تو اس کا

---

(۳۵) لسان العرب' مادہ ح ب ب' ۲۸۹/۱

(۳۶) محبۃ الرسول ﷺ' ص ۳۷ للشیخ عبدالرؤف عثمان' طبع دار الافتاء۔

(۳۷) القول المفید' شرح کتاب التوحید ۵۰/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان بھی بالکل نہیں۔ اس لئے کوئی انسان اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت اپنے مال و دولت اور اہل و عیال حتیٰ کہ دنیا کی ساری چیزوں سے بڑھ کر نہ ہو۔ (۳۸) بقولِ شاعر: ؎

محمدؐ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

واضح رہے کہ اس محبت کے دو درجے ہیں۔ ایک درجہ وجوب کا ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہے اور دوسرا درجہ استحباب کا ہے جس کے بغیر ایمان نجات کا سبب بننے کے لئے تو کافی ہے' البتہ ایمانِ کامل کا حصول نہیں ہوگا اور نہ ہی بندہ لذتِ ایمانی سے سرفراز ہوگا۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے امام ربانی حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے اپنی کتاب "استنشاق نسیم الانس من نفحات ریاض القدس" میں واضح کیا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے:

پہلا درجہ

ایسی محبت جس کا تقاضا یہ ہو کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے لائے ہیں برضا ورغبت اور تعظیم وتسلیم (اپنے آپ کو حکم کا پابند کرنے) کے جذبے سے اُسے قبول کرلیا جائے' آپ ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے ذریعے سے ہدایت طلب نہ کی جائے' پھر آپ ﷺ اللہ کی طرف سے جو کچھ پہنچائیں اس کی تصدیق کی جائے' فرائض وواجبات میں آپؐ کی اطاعت کی جائے' حرام کاموں سے پرہیز کیا جائے' آپؐ کے لائے ہوئے دین کو قائم کرنے میں مدد کی جائے اور دین کے مخالفین سے حسبِ استطاعت جہاد کیا جائے۔ امام ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ یہ محبت فرض ہے' اس کے بغیر بندے کا ایمان قبول نہیں ہے۔

(۳۸) محبة الرّسول ﷺ' ص ٤٢

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا درجہ

ایسی محبت جس کا تقاضا یہ ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے لئے اچھا نمونہ بنایا جائے' آپ ؐ کی سنتوں پر عمل کیا جائے' آپ ؐ کے اخلاقِ حسنہ و آدابِ جمیلہ' نوافل و مستحبات' کھانے' پینے' اٹھنے' بیٹھنے' پہننے' اوڑھنے میں اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت وغیرہ میں آپ کی پیروی و اقتداء کا حق ادا کیا جائے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی سیرت و تاریخ سے متعلق معلومات حاصل کی جائیں' آپ ﷺ کی محبت و تعظیم میں دلی تڑپ رہے' آپ ﷺ کے فرمان و احادیث سے محبت ہو' آپ ﷺ کی احادیث سننے کو عام مخلوق کی باتیں سننے پر ترجیح دی جائے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر جس طرح آپ ﷺ دنیا سے بے رغبت اور دنیا کی معمولی سی پونجی پر قناعت کرنے والے تھے اور آخرت کی طرف کوشاں تھے اسی حالت و کیفیت کو اپنے اوپر طاری کرلیا جائے۔(۳۹) یہ محبت واجب کا درجہ تو نہیں رکھتی کہ اس پر نجات منحصر ہو' البتہ رفع درجات اور ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

قرآن کریم سے محبت رسول ؐ کے وجوب پر دلائل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

---

(۳۹) استنشاق نسیم الانس' ص ٣٤ و ٣٥' نقلاً عن کتاب محبة الرسول ﷺ لعبد الرؤوف محمد عثمان' ص ٤٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ کے رسول ﷺ کو مومنوں کے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ حق دار، آپ ﷺ کی محبت کو دیگر تمام محبتوں سے فائق تر اور آپؐ کے حکم کو اپنی تمام خواہشات سے اہم تر قرار دیا گیا ہے۔(۴۰)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبة:۲٤)

''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہاری اولاد، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے قبیلے والے، اور تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

قاضی عیاضؒ یہ آیت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ کی محبت پر ابھارنے، متنبہ کرنے، آپ ﷺ کی محبت کے لازم ہونے پر دلالت و حجت، اس کی فرضیت، اس کی اہمیت اور آپ ﷺ کے اس محبت کے مستحق ہونے کے لئے یہ آیت کافی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو متنبہ کیا ہے جس کے مال و اولاد اُسے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں زیادہ محبوب ہوں، اور یہ دھمکی بھی دی ہے کہ اگر ایسا رہا تو

(۴۰) تفسیر احسن البیان، ص ۱۱٦٦، مطبوعہ مجمع ملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة المنورة، باسم قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آیت کے خاتمے پر ایسے لوگوں کو فاسق قرار دیا اور انہیں یہ بھی بتلا دیا کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم رکھے اسے کوئی شخص ہدایت دینے والا نہیں ہے۔"(۴۱)

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی دلیل ہے اور اس کے بارے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر قسم کی محبت پر مقدم ہے۔(۴۲)

احادیثِ شریفہ سے استدلال

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))(۴۳)

"تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

مسلم شریف کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))(۴۴)

"تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اس کے اہل خانہ، اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب

---

(۴۱) الشفاء ۲/۱۸۔

(۴۲) تفسیر القرطبی ۸/۹۵۔

(۴۳) صحیح البخاری: ۱۵، الایمان۔ وصحیح مسلم: ٤٤، الایمان، بروایت انسؓ۔

(۴۴) صحیح مسلم مع شرح منة المنعم ۱/۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو جاؤں۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ)) (۴۵)

''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

ایک مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! میری جان کو چھوڑ کر آپ میرے نزدیک ہر چیز سے محبوب ہیں''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابھی بات نہیں بنی' اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (اُس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا) جب تک کہ تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ سمجھو'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تب تو آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں''۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْآنَ یَا عُمَرُ!))

''اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہوا ہے!)''(۴۶)

(۴۵) صحیح البخاری: ۱۴' الایمان بروایت ابوہریرہؓ۔

(۴۶) صحیح البخاری: ۶۶۳۲' الایمان والنذور۔ ومسند احمد ۴/ ۲۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کے اسباب

انسان کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے' خواہ وہ سبب فطری ہو' جیسے والدین اور اولاد سے محبت' یا یہ محبت اعتقادی و شرعی ہو' جیسے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ سے محبت' خواہ محبت کرنے والا اپنے احساسات کو بیان کر سکے یا اس کی گویائی مافی الضمیر کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور محبت کے اسباب جس قدر اہم اور جذبات کے زیادہ قریب ہوں گے محبت اسی قدر زیادہ لائق ستائش اور قابل رشک ہوگی۔

فطری محبت اس وقت ہمارا موضوع بحث نہیں ہے۔ البتہ اعتقادی و شرعی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد ہر وہ ذات یا چیز محبت کی حقدار ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ مثلاً اللہ کی کتاب' اللہ کے گھر اور اللہ کے رسولوں سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں سے محبت۔ اسی نسبت اور تعلق کی بنیاد پر ہر مسلمان اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ سے محبت کے بہت سے اسباب ہیں۔ ہم ذیل میں چند اسباب کا ذکر پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے اکثر اسباب الشیخ عبدالرؤف محمد عثمان کی کتاب "محبة الرسول ﷺ" سے بالاختصار لئے گئے ہیں۔ (۴۷)

پہلا سبب

اللہ کے رسول ﷺ سے محبت' اللہ سے محبت کی وجہ سے ہے۔ چونکہ ایک

(۴۷) چونکہ راقم سطور نے اس کتاب سے صرف "فکر" اور بعض دلائل لئے ہیں اور بلفظہ مذکورہ کتاب سے نقل نہیں کیا ہے اس لئے جگہ جگہ اس کا حوالہ نہیں دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن اپنے محسن حقیقی، خالق و مالک اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرتا ہے، نتیجتاً اللہ کے رسول ﷺ سے بھی محبت کرتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارا خالق، رازق، ہمارے ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک اور ہمارے سارے امور کا مدبر ہے، اس لئے وہی ذات ہماری ہر قسم کی عبادات کی حق دار ہے، خواہ ان عبادات کا تعلق افعالِ قلبیہ سے ہو یا افعالِ بدنیہ اور افعالِ قولیہ سے۔ علماء لکھتے ہیں کہ ان ساری عبادات کا دار و مدار دل کی تین کیفیات پر ہے، یعنی محبت، خوف اور امید۔ جس عبادت میں یہ تینوں کیفیات پائی جائیں گی وہ عبادت مقبول ہوگی ورنہ ردّ کر دی جائے گی۔ اور جب بھی یہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک غیر اللہ سے مرتبط ہوگی تو توحید میں خلل واقع ہو جائے گا۔ اسی لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی دوسرے سے یہ اعتقادی محبت رکھتے ہیں وہ راہِ حق سے بھٹک جاتے ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ انہیں گمراہ قرار دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ ﴾

(البقرة:١٦٥)

''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدّ مقابل بناتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے، حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ کاش کہ جو کچھ عذاب دیکھ کر انہیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ حقیقی محبت صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے' باقی جتنی محبتیں ہیں وہ اس ذات کی محبت کے تابع ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ جن اشخاص واعمال واقوال سے محبت کی جائے وہ محبت' محبت الٰہی کے تابع ہونی چاہئے' بلکہ ہر وہ چیز جو اللہ سے منسوب ہے' اس سے محبت صرف اللہ کے لئے کی جائے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: اہل ایمان جس قدر اللہ سے محبت رکھتے ہیں اتنی زیادہ کامل اور عظیم محبت کوئی کسی مخلوق سے نہیں کرتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کائنات میں کوئی ایسا ہے کہ ہر اعتبار سے اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس سے محبت کی جائے' اور اللہ کے علاوہ جس سے بھی محبت کی جائے اس کی محبت اللہ کی محبت کے تابع ہونی چاہئے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت اللہ ہی کے لئے کی جائے گی' اللہ ہی کے لئے آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے گی اور اللہ ہی کے لئے آپ ﷺ کی پیروی کی جائے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.....﴾

(آل عمران:۳۱)

''کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو (اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ) میری اتباع کرو' اللہ بھی تم سے محبت کرے گا......''

اور حدیث میں وارد ہے:

((اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ بِهِ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ)) (۴۸)

(۴۸) فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۱۹۵۲' ۳/ ۹۸۶۔ وسنن الترمذی: ۳۷۸۹' المناقب۔ ومستدرك الحاكم ۳/ ۱۵۰' بروایت ابن عباسؓ۔ یہ حدیث ضعیف ہے جسے امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ ۵/۳۹۶ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ نیز دیکھئے ضعیف الجامع ۱۷۶' ۱/۱۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن نعمتوں سے نوازا ہے اس کے بدلے اس سے محبت کرو' اور اللہ سے محبت کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔'' (۴۹)

✪ دوسرا سبب

چونکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے اسی لئے تو آپؐ کو اس نے سارے جہان پر منتخب فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے محبوب سے محبت کی جائے۔

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ ''دوست کا دوست دوست ہوتا ہے''۔ اور فطرتاً بھی یہ بات ہر ایک کے مشاہدے میں ہے کہ جب انسان کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو محبوب کے دوست' اس کے متعلقین بلکہ اس سے متعلقہ چیزوں حتیٰ کہ در و دیوار سے بھی محبت کرنے لگتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ بندہ اللہ کے نبی ﷺ سے بھی محبت کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾ (آل عمران:۳۱)

''کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا لازمی تقاضا یہ قرار دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے اور اس اطاعت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ اطاعت محبت کے ساتھ کی جائے۔ (۵۰)

---

(۴۹) مجموع الفتاوی ۱۰/۶٤۹۔

(۵۰) واضح رہے کہ پیروی تو قانون کی بھی ہوتی ہے لیکن وہاں صرف اطاعت ہوتی ہے محبت نہیں ہوتی' جب کہ شریعت کی پیروی میں اطاعت کے ساتھ ساتھ محبت کا ہونا ضروری ہے' ورنہ یہ پیروی عند اللہ مقبول نہ ہوگی۔ (ابو عبدالرحمٰن نورانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾ (مریم : ٩٦)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کے لئے رحمٰن محبت پیدا کر دے گا۔''

اور ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے اچھا ایمان لانے والا اور بہتر عمل کرنے والا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے آپ کی محبت بھی اہل ایمان کے دل میں سب سے زیادہ ہوگی۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ جن وانس میں سے جس قدر دل آپ ﷺ کی محبت میں تڑپے اور تڑپ رہے ہیں اور قیامت تک تڑپتے رہیں گے اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ ایک حدیث میں وارد ہے:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ)) (۵۱)

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، نتیجتاً حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان کے فرشتوں میں یہ صدا لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم سب بھی اس سے محبت کرو، تو آسمان کے فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد اہل زمین میں اس کے لئے قبولیت عام کر دی جاتی ہے۔''

---

(۵۱) صحیح البخاری: ٦٠٤٠، الادب ـ وصحیح مسلم ٢٦٣٧، البر والصلة بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی روایت سنن الترمذی میں ہے جس میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بعد سورۂ مریم کی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ (۵۲)

مناسب ہوگا کہ مختصراً چند دلائل ایسے ذکر کردیئے جائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

پہلی دلیل: رسالت ونبوت کے لیے آپ ؐکا انتخاب

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسالت ونبوت کے لئے منتخب کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ؐ سے محبت کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾ (الحج:۷۵)

''فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے' بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔''

صرف یہی نہیں کہ آپ ﷺ کا انتخاب سلسلۂ نبوت کے لئے ہے' بلکہ آپ ؐ کا انتخاب سلسلۂ نبوت کی تکمیل اور رسالت سماوی کے خاتمے کے لئے ہوا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ' فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ!))

قَالَ: ((فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ)) (۵۳)

''میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے ایک گھر

---

(۵۲) سنن الترمذی: ۳۱۶۱' التفسیر۔

(۵۳) صحیح البخاری: ۳۵۳۵' المناقب۔ وصحیح مسلم ۲۲۸۶۔ الفضائل بروایت ابوہریرہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر کیا' اور بہت ہی اچھا اور خوب صورت گھر تعمیر کیا' بجز ایک اینٹ کی جگہ کے جو کسی گوشے میں باقی رہ گئی۔لوگ اس گھر کا معائنہ کرنے لگے' اسے پسند کرنے لگے اور اس سے خوش ہونے لگے اور کہنے لگے کہ (ایسا خوب صورت گھر؟ مگر) یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

دوسری دلیل: آپؐ پر قرآن کریم کا نزول

جس شخص سے کسی کو جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے اس کے لئے اتنا ہی قیمتی تحفہ اور ہدیہ پیش کرتا ہے۔اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن جیسی مبارک کتاب آپ ﷺ پر نازل فرمائی' جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ' فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ' فَسَلَّمَ وَقَالَ: اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَمْ تَقْرَأْ حَرْفًا مِنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهُ (۵۴)

''ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اپنے اوپر ایک تیز آواز سنی تو اپنے سر کو اوپر کی جانب اٹھایا اور فرمایا: یہ آواز آسمان کے اُس دروازے کے کھلنے کی ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا' اور اس دروازے سے ایک ایسا فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے

(۵۴) صحیح مسلم: ۸۰۶' المسافرین۔ وسنن النسائی الکبریٰ' ۸۰۲۱' ۵/ ۱۴' ۱۵ بروایت عبداللہ بن عباسؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس فرشتے نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور کہنے لگا کہ خوش خبری ہو آپ کو دو ایسے نور کی جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دیئے گئے' (یعنی) سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آخر (کی دو آیتیں) آپ جو حرف (جملہ) بھی ان دونوں میں سے تلاوت کریں گے تو آپ کو وہ چیز دی جائے گی (جس کا مطالبہ اس جملے میں ہوگا)۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمِئِينَ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ))(۵۵)

"تورات کی جگہ مجھے سبع طوال (یعنی سات بڑی سورتیں) دی گئیں' زبور کی جگہ مجھے مئین (وہ سورتیں جن کی آیات سو یا اس سے اوپر ہیں) دی گئیں اور انجیل کی جگہ مثانی (یعنی وہ سورتیں جن کی آیات سو سے کم ہیں یا اس کے لگ بھگ ہیں) دی گئیں اور مفصل (چھوٹی سورتیں) دے کر مجھے فضیلت بخشی گئی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے

---

(۵۵) مسند الطیالسی: (منحة المعبود ۱۹۱۸- ۲/ ۹- ومسند احمد ٤/ ۱۰۷- والطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد' ٧/ ٤٦) بروایة واثلة بن الاسقع۔ دیکھئے الصحیحة ۱٤۸۰۔

نوٹ: اس حدیث میں قرآن مجید کی سورتوں کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے:

۱۔ سبع طوال' یعنی سات بڑی سورتیں' یعنی سورۃ البقرۃ' آل عمران' النساء' المائدۃ' الانعام' الاعراف اور التوبۃ مع الانفال۔

۲۔ المئین' یعنی وہ سورتیں جو سو آیات یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہیں' یعنی سورۃ یونس سے سورۃ الکہف تک۔

۳۔ المثانی' جو المئین کے بعد ہیں یا بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ ان کی حد راجح قول کے مطابق سورۃ الفتح پر ختم ہوتی ہے۔

۴۔ المفصل' یعنی سورۃ الحجرات سے آخر تک۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ ان پر سے نبی ﷺ کا گزر ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اُبی!'' حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ آپ کی طرف متوجہ تو ہوئے لیکن جواب نہیں دیا اور ہلکی نماز پڑھ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ''السلام علیک یارسول اللہ''۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''اے اُبی! جب ہم نے تمہیں بلایا تو جواب دینے میں کیا چیز مانع رہی؟'' حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو (قرآن) میری طرف وحی کیا گیا ہے اس میں تمہیں یہ حکم نہیں ملا کہ ''اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔'' (۵۶) حضرت اُبیؓ نے جواب دیا کہ یقیناً یہ حکم موجود ہے' اب ان شاء اللہ دوبارہ ایسا نہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَکَ سُوْرَۃً لَمْ یَنْزِلْ فِی التَّوْرَاۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْآنِ مِثْلُھَا))

''کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبے کی کوئی سورت نہ توریت میں نازل ہوئی' نہ انجیل میں نازل ہوئی' نہ زبور میں نازل ہوئی اور نہ قرآن میں۔''

حضرت اُبیؓ نے عرض کیا: ہاں حضور! (وہ سورت مجھے ضرور بتلا دیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۵۶) اس سے آپ ﷺ کا اشارہ سورۃ انفال کی آیت ۲۴ کی طرف ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ﴾

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالاؤ جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلائے' اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ))

"جب تم نماز میں قراءت کرتے ہو تو کیسے قراءت کرتے ہو؟"

حضرت اُبَی بن کعبؓ نے اُمّ القرآن یعنی سورۃ الفاتحہ پڑھ کر سنا دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا، وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُعْطِيْتُهُ)) (۵۷)

"قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! توریت میں، انجیل میں، زبور میں اور قرآن میں اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ یہی وہ سبع مثانی (سات وہ آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم ہے جو اللہ کی طرف سے مجھے عطا کیا گیا ہے۔"

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُعْطِيْتُ هٰذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِيْ وَلَا يُعْطَهَا مِنْهُ أَحَدٌ بَعْدِيْ)) (۵۸)

"سورۂ بقرہ کے آخر کی یہ آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئی ہیں، نہ ہی مجھ سے قبل کسی نبی کو دی گئیں اور نہ ہی میرے بعد کسی کو ملیں گی۔"

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرب فرشتے عرشِ بریں سے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے بالخصوص مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ

(۵۷) مسند احمد: ۴۱۲/۲۔ وسنن الترمذی، ۲۸۷۵، فضائل القرآن، بروایت ابوہریرہؓ۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۷۰۷۹

(۵۸) مسند احمد ۱۵۱/۵۔ ومختصر قیام اللیل، ص ۶۵ بروایت حضرت حذیفہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۴۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی پر درود بھیجیں۔ یہ اہتمام اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب:٥٦)

''اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اِس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہو۔''(٥٩)

اور یہ بات صرف تعمیل حکم تک ہی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی مسلمان نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے بڑی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''ایک بار نبی ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے چہرۂ انور سے بشاشت ظاہر تھی۔ ہم لوگوں نے دریافت فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ کے چہرے کو جس قدر ہشاش و بشاش ہم آج دیکھ رہے ہیں ایسا کبھی نہ دیکھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بات کچھ ایسی ہے کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ:

((يَا مُحَمَّدُ أَمَا يُرْضِيكَ اَنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اِنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ مِنْ اُمَّتِكَ اَحَدٌ صَلَاةً اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ تَسْلِيْمَةً اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا؟

---

(٥٩) اس آیت کریمہ میں نبی ﷺ کے اس مرتبے اور منزلت کا بیان ہے جو ملأ اعلیٰ (آسمان) میں آپؐ کو حاصل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں میں آپ کی ثناء وتعریف کرتا ہے اور آپؐ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپؐ کی بلندئ درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی اہل زمین کو حکم دیا کہ وہ بھی آپؐ پر صلاۃ وسلام بھیجیں تاکہ آپؐ کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں۔ تفسیر احسن البیان' ص ١١٩٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْتُ: بَلٰی یَا رَبِّ)) (٦٠)

''اے محمد (ﷺ)! آپ کا رب کہہ رہا ہے کہ کیا آپ کو یہ پسند نہیں ہے کہ اگر آپ پر آپ کی اُمت کا کوئی بھی شخص ایک بار درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلے میں اُس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہوں' اور اگر وہ آپ پر ایک بار سلام پڑھتا ہے تو میں اُس پر دس سلامتیاں نازل کرتا ہوں؟ تو (آپ ﷺ فرماتے ہیں) میں نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً (میں اس پر خوش ہوں)۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) (٦١)

''جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا' اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور اس کے دس درجات بلند کرے گا۔''

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اتنی رحمتیں اور نعمتیں بغیر محبت کے ممکن ہیں؟ حاشا وکلا! بلکہ یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اسی لئے اس پر درود بھیجنے والوں پر اس قدر عنایتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید اور دعا ہے کہ ہر مسلمان کو اس نعمت سے سرفراز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

(٦٠) مسند احمد: ٤/ ٢٠۔ وسنن النسائی ٣/ ٤٤' فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ: ٢'١۔ وصحیح ابن حبان: ٢٣٩١' الموارد۔ والحاکم: ٢/ ٤٢٠۔
حدیث کے الفاظ مسند احمد اور صحیح ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہیں' دیکھئے صحیح الجامع: ٧١ اور الصحیحۃ: ٨٢٩۔

(٦١) سنن النسائی: ٣/ ٥٠۔ ومسند احمد ٣/ ١٠٢۔ الادب المفرد: ٦٤٩۔ بروایت انس بن مالکؓ۔ الفاظ نسائی شریف کے ہیں۔ دیکھئے سنن النسائی' ١/ ٢٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی دلیل

اِس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے فضائل و مناقب سے نوازا ہے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہیں۔ جیسے آپ کی رسالت کا عام ہونا' مالِ غنیمت کی حلت اور روئے زمین کا نماز و تیمّم کے لئے حلال ہونا وغیرہ۔ یہ موضوع بہت ہی طویل ہے۔ جسے تفصیل درکار ہو وہ اس موضوع پر سلطان العلماء العز بن عبدالسلامؒ کے رسالے کا مطالعہ کرے جو مختصر اور بہت ہی مفید رسالہ ہے۔ یہ علامہ البانی کی تحقیق سے چھپا ہے۔ راقم نے اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ مذکورہ رسالہ اس سلسلے کی ایک بہترین کاوش ہے۔ (٦٢)

بطورِ اختصار ہم یہاں دو ایک حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ' نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ' وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ' وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ' وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ' وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً)) (٦٣)

---

(٦٢) ماضی قریب میں کچھ تحقیقی کتابیں اس موضوع سے متعلق منصۂ شہود پر آئی ہیں جن کا مطالعہ ہر محبِ رسول اور طالبِ علم کے لئے مفید ہے: ١۔ خصائص المصطفیٰ بین الغلو والجفا للباحث الصادق بن محمد بن ابراھیم طبع مکتبۃ الرشد الریاض۔ ٢۔ کشف الغُمّۃ عن خصائص النبیﷺ والامۃ للشیخ ابوالحسن مصطفیٰ اسماعیل جس کا مقدمہ مشہور سلفی عالم مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ کے قلم سے ہے۔ طبع مکتبۃ ابن تیمیہ القاہرہ۔ ٣۔ تحقیق کتاب غایۃ السّؤل فی تفضیل الرسولﷺ للحافظ ابن الملقن بقلم عبداللّٰہ بحر الدین' طبع دار البشائر بیروت۔

(٦٣) صحیح البخاری: ٣٣٥' التیمم۔ وصحیح مسلم: ٥٢٠' المساجد۔ بروایت جابر بن عبداللہؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پانچ چیزیں مجھے ایسے ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں: (۱) ایک مہینے کی مسافت سے دشمن پر میرا رعب پڑ جاتا ہے (۲) ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنائی گئی ہے' تو میری اُمت کے جس آدمی کو بھی جس جگہ نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لے۔ (۳) اور میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے (جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں تھا)۔ (۴) شفاعت کبریٰ مجھے ملی ہے۔ (۵) مجھ سے پہلے ہر نبی خاص اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

اس سلسلے میں آپ ﷺ کے خصائص صرف پانچ کے عدد تک ہی محدود نہیں' بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں سترہ فضائل کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ امام ابو سعید النیسابوری نے اپنی کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں آپ ﷺ کے ساٹھ فضائل ذکر کئے ہیں۔ (۶۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

((أُعْطِيتُ سَبْعِينَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ' وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقُلُوبُهُمْ عَلَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ' فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ' فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِينَ أَلْفًا)) (۶۵)

''مجھے میری اُمت کے ستر ہزار لوگ ایسے دیئے گئے جو جنت میں بغیر حساب وعذاب کے جائیں گے' جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے' ان کے دل (صفائی میں) ایک آدمی کے

---

(۶۴) فتح الباری: ۴۳۹/۱' طبع دار الافتاء۔

(۶۵) مسند احمد: ۶/۱' مسند ابویعلی' ۱۱۲' ۱۰۴/۱' بروایت ابوبکر الصدیقؓ۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۳۴۵/۱۱ میں اس حدیث کی سند کو جید اور علامہ البانی نے صحیح الجامع: ۱۰۵۷ اور سلسلة الاحادیث الصحیحة میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ الصحیحة: ۱۴۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کی طرح ہوں گے۔ میں نے اپنے رب سے مزید طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور زیادہ کر دیئے۔"

(یعنی ۷۰,۰۰۰x۷۰,۰۰۰=۴۹,۰۰۰۰۰۰۰)

پانچویں دلیل

میدانِ حشر میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد ایسے فضائل سے نوازا ہے کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

۱۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) (٦٦)

"قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار میں ہوں، سب سے پہلے میری ہی قبر پھٹے گی، اور میں ہی سب سے پہلا سفارشی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

۲۔ ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ)) (٦٧)

"قیامت کے دن میں ہی اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، یہ بات فخر کے طور پر نہیں ہے (بلکہ امر واقعہ اور تحدیث نعمت کے طور پر ہے)، میرے ہی ہاتھ میں حمدِ باری تعالیٰ کا جھنڈا ہو گا، یہ بات بطور فخر نہیں ہے، آدم علیہ السلام

(٦٦) صحیح مسلم: ۲۲۷۸، الفضائل۔ و سنن ابی داود: ٤٦٧٣، السنة، بروایت ابو ہریرہؓ۔

(٦٧) مسند احمد: ۳/ ۲، سنن الترمذی: ۳٦۱٥، المناقب۔ و سنن ابن ماجة: ٤٣٦٣، الزھد، تحقیق الاعظمی، بروایت ابو سعید الخدریؓ۔ یہاں پر مذکورہ حدیث کے الفاظ محولہ تینوں کتابوں کے الفاظ کا مجموعہ ہیں۔ دیکھئے صحیح الجامع: ١٤٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُن کے بعد کے بھی انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے' میں پہلا سفارشی ہوں گا اور سب سے قبل میری سفارش قبول کی جائے گی' اور یہ بات بطور فخر نہیں ہے۔"

۳۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَاْخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا)) (۶۸)

"میں پہلا شخص ہوں جو جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا۔"

ان تینوں حدیثوں میں یہ کل سات ایسی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہیں' جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

چھٹی دلیل

اللہ تعالیٰ حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اس کی دلیل بہت ہی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ اور خلیل کی دلی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ محبوب کے دل میں اپنے حبیب کی محبت اس قدر گھر کر جائے کہ کسی دوسرے کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ یہ ایسی فضیلت ہے جس کا ثبوت صرف دو نبیوں کے لئے ہے' ایک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے ہمارے نبی ﷺ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا۝﴾ (النساء:۱۲۵)

"اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔"

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات سے پانچ دن قبل ہم نے سنا کہ آپؐ فرمارہے تھے:

((اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ مِنْكُمْ خَلِيْلٌ' فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدِ

(۶۸) سنن الترمذی: ۳۱۴۷' التفسیر۔ ومسند الدارمی ۱/ ۲۷' المقدمة' باب ۷' بروایت انسؓ۔ الفاظ مسند الدارمی کے ہیں۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۱۴۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا)) (٦٩)

''میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو اپنا خلیل بناؤں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح اپنا خلیل بنالیا ہے جس طرح ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا' وَلٰکِنَّهُ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ' وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا)) (٧٠)

''اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن نہیں' وہ ہمارے بھائی اور ساتھی ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی (یعنی نبی ﷺ) کو خلیل بنالیا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے آخری نبی ﷺ سے محبت کا یہ جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ اُس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس کثیر تعداد میں سے صرف آپ ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا ہے۔

ساتویں دلیل

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی ﷺ کے محبوب ہونے کی ایک بڑی اہم دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطورِ احسان یہ فرمایا کہ:

۱۔ ہم نے آپ کے دل کو کھول دیا ہے۔

۲۔ آپ کو ذکر کی بلندی عطا کی ہے۔

۳۔ وہ بوجھ جو آپ کی کمر توڑ دے رہا تھا' ہلکا کر دیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(٦٩) صحیح مسلم: ٥٣٢' المساجد۔ وسنن النسائی الکبریٰ' ١١١٢٣' التفسیر: ٣٢٨/٦

(٧٠) صحیح مسلم: ٢٣٨٣' الفضائل۔ وسنن الترمذی: ٢٦٥٥' المناقب۔ وسنن ابن ماجۃ: ٩٣' المقدمۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ (الانشراح:۴-۱)

”اے نبی! کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لئے کھول نہیں دیا؟ اور تم سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑ رہا تھا۔ اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا۔“

ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر اپنے تین انعامات کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔ سینے کا کھول دینا یا شرحِ صدر ہونا۔

اِس کا مطلب ہے سینے کا منور اور فراخ ہو جانا تا کہ حق واضح ہو کر دل میں سما بھی جائے۔

اسی مفہوم کو قرآنِ مجید کی یہ آیت بھی واضح کرتی ہے:

﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾

(الانعام:۱۲۵)

”جس کو اللہ ہدایت سے نوازنے کا ارادہ کرے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔“

یعنی وہ اسلام کو دینِ حق کے طور پر پہچان بھی لیتا ہے اور اسے قبول بھی کر لیتا ہے۔ یعنی نبی ﷺ کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے کھول دیا۔ آپ نے تمام احکامات کو جو من جانب اللہ نازل ہوئے، شرحِ صدر سے قبول کر لیا اور دعوت الی اللہ کے لئے بھی آپ کا دل کشادہ رہا۔

اسی شرح صدر کے مفہوم و معنی میں آپریشن کے مانند سینہ کھول دینا بھی ہے، جو معتبر روایات کے مطابق دو مرتبہ نبی ﷺ کا کیا گیا۔ ایک بار بچپن میں جبکہ آپ ﷺ کی عمر چار سال تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا اور دل سے شیطان کا وہ حصہ نکال دیا جو ہر انسان کے اندر ہوتا ہے' پھر اسے دھو کر بند کر دیا۔ (۷۱)

اور دوسری بار معراج کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ کا سینہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چاک کیا اور دل کو نکال کر سونے کی طشتری میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا۔ (۷۲)

۲۔ دوسرا انعام جس کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے وہ ہے بوجھ ہلکا کرنا۔

یہ کون سا بوجھ تھا جس کی وجہ سے آپ بہت پریشان تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے ہلکا کر دیا؟ اس بارے میں مفسرین کرام کے دو قول ہیں:

ا: یہ بوجھ نبوت سے قبل چالیس سالہ زندگی کے بارے میں تھا۔ اس دور میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھا تھا' آپؐ نے نہ تو کسی بت کی پوجا کی' نہ ہی شراب و قمار کے قریب گئے اور نہ ہی کسی اور برائی میں ملوث ہوئے' لیکن چونکہ عبادت و اطاعت کا صحیح طریقہ آپ کو معلوم نہیں تھا اس لئے آپ کے دل و دماغ میں اس چالیس سالہ زندگی کا بہت بھاری احساس تھا' حالانکہ حقیقت میں یہ کوئی گناہ کی بات نہ تھی جس کی وجہ سے بوجھ ہوتا' پھر بھی آپؐ کے شدتِ احساس کا لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ کرم فرمایا اور آپؐ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا اور آپؐ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ جیسا کہ سورۃ الفتح میں اعلان ہے:

﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

---

(۷۱) صحیح مسلم: ۱۶۲' الایمان' باب ۷۵' بروایت انس بن مالکؓ۔ نیز دیکھئے شرح مسلم مع منۃ المنعم: ۱/ ۱۴۳' ۱۴۴۔

(۷۲) صحیح البخاری: ۳۸۸۷' المناقب' باب ۴۲۔ وصحیح مسلم: ۱۶۴' الایمان' بروایت انسؓ۔ دیکھئے تفسیر احسن البیان' ص ۱۷۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾ (الفتح:۲-۱)

''اے نبی! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی' تا کہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھا راستہ دکھائے۔''

ب: یہ نبوت کی ذمہ داری کا بوجھ تھا جو یقیناً بہت بڑا' عظیم اور کمر توڑ دینے والا بوجھ تھا' لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس بوجھ کو بایں طریق ہلکا کر دیا کہ اولاً آپؐ کو اس ذمہ داری کو برداشت کرنے کا حوصلہ دیا' ثانیاً اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرنے کی طاقت بخشی۔ ثالثاً دعوت و تبلیغ کا جذبہ پیدا کر کے آپ کو مصروف کر دیا۔ رابعاً: ابتداء دعوت سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ساتھی عطا فرمائے دیئے جو داعی بن کر کھڑے ہو گئے، اور یہ سب کچھ بلاشبہ اللہ رب العالمین کا فضل و کرم ہے جو رحمۃ للعالمین پر ہوا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۳۔ ان آیات میں آپ ﷺ کے اوپر جس تیسرے انعام کا ذکر ہے وہ آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی ہے۔ یعنی جہاں کہیں اللہ کا نام آتا ہے وہیں آپ ﷺ کا نام بھی آتا ہے۔ پنج وقتہ نماز کی اذان و اقامت میں آپ کا ذکر خیر ہوتا ہے' ہر نماز میں آپؐ پر صلاۃ وسلام پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے' اس کے علاوہ متعدد اوقات و مواقع پر آپ ﷺ کا صلاۃ وسلام مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح گزشتہ تمام کتابوں میں بھی آپ کا تذکرہ' آپ کی آمد کی خوش خبری اور آپ کے اوصاف تفصیل سے مذکور ہیں۔ عالم علوی میں بھی فرشتے آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں اور حشر کے میدان میں بھی شفاعت عظمیٰ اور پھر مقامِ محمود کا عطیہ' یہ سب آپ ﷺ کے ذکر خیر اور بلندئ ذکر کے نمونے ہیں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت قرار دیا ہے' وغیرہ۔

کیا ہی خوب کہا ہے شاعرِ رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ؂

وضمّ الالٰه اسمَ النبيّ الى اسمه

اذ قال في الخمس المؤذن اشهد

وشقّ له من اسمه ليجلّه

فذو العرش محمود وهذا مُحمَّد

فامسى سراجا مستنيرا وهاديا

يلوح كما لاح الصّقيل المُهنَّد

(دیوانِ حسان' ص ۴۷)

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے' جیسا کہ پنج وقتہ نماز کے لئے اذان دیتے وقت مؤذن کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور آپ کی تعظیم و اجلال کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنے نام سے نکالا (مشتق کیا) ہے کہ عرش والا تو محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔ نتیجتاً آپ ہدایت کے ایسے روشن چراغ ہو گئے جو اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ صیقل شدہ ہندوستانی تلوار چمکے۔''

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ!

مختصر طور پر یہاں چند باتیں ذکر کی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے اور محبت میں آپ ﷺ کو اس مقام پر رکھا ہے جو ''خلت'' کا مقام ہے اور ہر شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جو شخص اللہ سے محبت کا دعوے دار ہے وہ یقیناً نبی ﷺ سے بھی محبت کرے گا' اور اگر وہ آپ سے محبت نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعوے دار ہے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ تیسرا سبب: اُمت پر کمال رأفت ورحمت

اُمت پر آپ ﷺ کے کمالِ مہربانی و رحمت کا مظہر یہ تھا کہ اُمت کی ہدایت کے لئے آپ کو شدید پریشانی تھی۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جو استاذ اپنے شاگردوں یا جو حاکم اپنی رعایا پر جس قدر مہربان ہوتا ہے اوران کی کامیابی اور مستقبل سنوارنے کے لئے جس قدر کوشش کرتا ہے وہ استاذ یا حکمران لوگوں کی نظروں میں اتنا ہی محبوب بن جاتا ہے۔اس اصول کو سامنے رکھ کر اگر دیکھا جائے تو جس قدر مہربان، رحیم اور اپنی امت کے لئے پریشان نبی ﷺ تھے اس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی، لہٰذا آپ اپنی اُمت کی محبت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد جگہ آپ ﷺ کے اس مثالی اندازِ اخلاص اور فداکاری کی حد تک جذبۂ ہدایت کا ذکر کیا ہے۔ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾ (التوبة : ۱۲۸)

''تمہارے پاس ایک ایسا رسول تشریف لایا ہے جو تمہاری ہی جنس سے ہے، جس کو تمہاری مضرت (نقصان) کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کا بڑا خواہش مند ہے، ایمان داروں کے ساتھ بڑا ہی مہربان اور شفیق ہے۔''

لوگوں کی ہدایت کے لئے کمالِ حرص اور شدتِ پریشانی کا نقشہ درج ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوں کھینچا ہے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ۝﴾ (الکهف:٦)

''پس اگر یہ لوگ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ! لوگوں کے ایمان لانے اور راہِ ہدایت پر گامزن ہونے کے جس قدر خواہش مند آپ ﷺ تھے اور لوگوں کے اعراض اور گریز سے آپ کو جو تکلیف ہوتی تھی اس جذبے کا اظہار اس آیت میں کس انداز سے ہوا ہے!

اسی جذبے کا اظہار نبی ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے اس طرح کیا ہے:

((اِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا ' فَلَمَّا اَضَائَتْ مَاحَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا ' فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا ' فَذٰلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ ' اَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ ' هَلُمَّ عَنِ النَّارِ ' هَلُمَّ عَنِ النَّارِ ' فَتَغْلِبُوْنِي فَتَقْتَحِمُوْنَ فِيهَا)) (۷۳)

''میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے (اندھیرے میں) آگ سلگائی' جب ارد گرد روشنی پھیل گئی تو پتنگے اور کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرتے ہیں' آگ پر گرنے لگے' وہ شخص انہیں آگ سے روکنے لگا' لیکن وہ مانتے ہی نہیں تھے اور آگ میں گرتے پڑتے رہے۔ یہی مثال میری اور تم لوگوں کی ہے' میں تمہاری کمر پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے بچو اور اِدھر آؤ' اِدھر آؤ' لیکن تم لوگ ہو کہ مجھ پر غالب آئے جا رہے ہو اور آگ میں کود رہے ہو۔''

آپ ﷺ کی یہ شدتِ حرص صرف لوگوں کی دُنیاوی زندگی میں راہِ ہدایت پر گامزن ہونے' اسلام لانے اور گناہوں سے بچانے تک ہی محدود نہیں تھی' بلکہ اپنی اُمت کی جہنم سے نجات اور ان کی شفاعت کے لئے بھی آپ کس قدر پریشان رہا کرتے تھے اور راتوں کو بیدار رہ کر ان کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے' اس کا اندازہ درجِ ذیل حدیث سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

---

(۷۳) صحیح البخاری: ٦٤٨٤' الرقاق۔ وصحیح مسلم: ٢٢٨٤' الفضائل' بروایت ابوہریرہؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں نازل شدہ کلامِ الٰہی تلاوت فرمایا:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (ابرٰهيم:٣٦)

''اے میرے پروردگار! اِن بتوں نے بہت سے لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا دیا ہے' پس جس نے میری پیروی کی وہ یقیناً میرا ہے' اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بہت ہی معاف کرنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول تلاوت فرمایا:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة:١١٨)

''اے اللہ! اگر تو اِن کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں' اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے' حکمت والا ہے۔''

یہ آیاتِ کریمہ پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کرنے لگے:

((اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ))

''اے اللہ! میری اُمت پر رحم فرما! اے اللہ! میری اُمت پر رحم فرما!''

آپ ﷺ یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ جب کافی دیر تک آپ روتے رہے' بلکہ مسند احمد (٧٤) میں ہے کہ صبح ہو گئی' تو اللہ تعالیٰ نے حضرت

(٧٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک رات تہجد کی نماز میں صبح تک ہر رکعت میں صرف یہی ایک آیت پڑھتے رہے اور اسی پر رکوع و سجدہ کر لیتے:
﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة:١١٨)
''اے اللہ! اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو زبردست ہے' حکمت والا ہے۔''

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور رونے کا سبب پوچھو! (حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ رونے کا سبب کیا ہے) حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپؐ سے رونے کا سبب پوچھا۔ آپ ﷺ نے اپنے رونے کا سبب بتلایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام خبر لے کر اللہ ربّ العزت کے پاس واپس گئے اور حقیقت حال کی خبر دی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی حقیقت حال کو جان رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سننے کے بعد فرمایا: ''اے جبریل! جاؤ اور محمد (ﷺ) سے کہہ دو کہ پریشان نہ ہو' میں تمہیں تمہاری اُمت کے بارے میں خوش کر دوں گا' ناراض نہیں کروں گا۔''(۷۵)

آیاتِ کریمہ اور احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی اُمت کے لئے کس قدر حریص اور ان کی ہدایت کے لئے کس قدر پریشان تھے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اس لئے جس ذاتِ مبارکہ کی یہ صفت ہو کہ وہ دوسروں کی ہدایت اور خلاصی کے لئے اس قدر حریص ہو' ہر اُمت پر بلکہ ہر فردِ بشر پر واجب ہے کہ اس سے محبت کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جب صبح ہوئی تو ہم نے آپؐ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ ہر رکعت میں صرف یہی ایک آیت پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''میں اپنی اُمت کے لئے شفاعت کا سوال کر رہا تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا اور یہ شفاعت ان شاء اللہ میری اُمت کے ہر اُس شخص کو ملنے والی ہے جو اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرے''۔ (مسند احمد ۱۴۹/۵' مصنف ابن ابی شیبہ ۴۹۷/۱۲)

(۷۵) صحیح مسلم: ۲۰۲' الایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سبب: اُمت کے لئے کمالِ خیر خواہی اور احسان

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے محسن وخیر خواہ کی طرف مائل اور اس سے محبت کرتا ہے۔ اگر کسی نے ایک بار بھی خیر خواہی کی تو وہ عقل مند انسان کے دل میں اپنی محبت کا بیج بو دیتا ہے۔ اور چونکہ نبی ﷺ ہمارے سب سے بڑے محسن اور ہمارے لئے سچے خیر خواہ ہیں اس لئے وہ ہماری محبت کے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ حقدار ہیں' بلکہ آپ کے احسانات اُمت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ دل و جان سے فدا ہو کر بھی ایک اُمتی آپ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران:١٦٤)

"بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل عرب معاشرے کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لوگ گمراہیوں کے اندھیروں(٧٦) میں بھٹک رہے تھے' گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے' شرک وبت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ

---

(٧٦) نبی کریم ﷺ نے اس چیز کو اپنے ایک طویل خطبے میں بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:
((وَاَنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ)) "اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا تو عرب وعجم سب سے سخت ناراض ہوا' بجز اہل کتاب کے کچھ بقیہ لوگوں پر جو حق پر گامزن تھے۔"
صحیح مسلم:٢٨٦٥' الجنة وصفة نعيمها' بروایت عیاض بن حمار المجاشعیؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ ﷺ کو بھیج کر لوگوں پر اپنا بہت بڑا احسان کیا اور آپ ﷺ نے اُمت کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ کا اہتمام فرمایا۔ مذکورہ آیت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔ درج ذیل حدیث میں یہی چیز تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

غزوۂ حنین میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انصار نے آپس میں کچھ ناراضگی کا اظہار کیا' کیونکہ اس موقع پر آپ ﷺ نے تالیف قلب اور دل جوئی کے لئے نئے اور کمزور دل مسلمانوں کو مالِ غنیمت کا ایک بڑا حصہ دے دیا اور انصار کو محروم رکھا جس پر ان کے بعض افراد کچھ ناراض ہوئے۔ جب محسن انسانیت ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے انصار کو ایک علیحدہ مجلس میں طلب فرمایا اور ایک پُر اثر خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي' وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي' وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟))

''اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تو اللہ نے میرے ذریعے تمہیں ہدایت سے ہم کنار کیا؟ اور تم اختلاف کا شکار تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں متحد کر دیا؟ اور تم نادار اور فقیر تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں مال دار و بے نیاز کر دیا؟''

آپ ﷺ نے جو جو بات بھی کہی اس کے جواب میں یک زباں ہو کر انصار نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول ہمارے محسن اور بڑے محسن ہیں۔'' اسی پر بس نہیں' بلکہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دل جوئی کے لئے محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا. أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ' وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا)) (۷۷)

(۷۷) صحیح البخاری: ۴۳۳۰' المغازی۔ وصحیح مسلم: ۱۰۶۱' الزکاۃ' بروایت عبداللہ بن زید۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس ایسی ایسی پریشانی کی حالت میں آئے تھے۔ سنو! کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ تو اونٹ اور بکری لے کر جائیں اور تم اپنی قیام گاہ میں رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں ایک انصاری آدمی ہوتا' اور اگر لوگ ایک وادی کا رخ کریں اور انصار دوسری وادی کا تو میں انصار کی وادی کا رخ کروں گا۔"

اس آیت و حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کا جو احسان اُمت پر ہے اُمت کسی طرح بھی اس کا بدلہ نہیں چکا سکتی' اِلا یہ کہ پورے قلب و قالب سے آپ ﷺ سے محبت کریں اور اس محبت کے تقاضوں کو پورا کریں تو شاید اس احسان و خیر خواہی کا کچھ حصہ ادا کر سکیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ!

درج ذیل احادیث سے بھی محسن انسانیت ﷺ کی خیر خواہی اور احسان پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْ بِهَا ' وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ)) (۷۸)

"ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول کی جاتی ہے جس کو اُس نے استعمال کر لیا ہے' اور میں چاہتا ہوں کہ اس دعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں۔"

اس حدیث سے نبی ﷺ کی کمالِ خیر خواہی ظاہر ہوتی ہے کہ اپنی اُمت کو اپنی ذات پر اور اپنے اہل بیت پر بھی ترجیح دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی ظلم کا بدلہ لیا ہو' اِلاّ یہ کہ وہاں اللہ تعالیٰ

---

(۷۸) صحیح البخاری: ۶۳۰۴' الدعوات۔ وصحیح مسلم: ۱۹۸' الایمان' بروایت ابوہریرہؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حرمتوں کو پامال کیا جا رہا ہو۔ ہاں، اگر وہاں اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام پر عمل کیا جا رہا ہو تو سب سے زیادہ غصہ ہوتے اور جب کبھی آپ ﷺ کو دو چیزوں کا اختیار دیا گیا تو اگر ان دونوں میں سے کوئی گناہ کا کام نہ ہوتا تو آسان کام کو اختیار کرتے (کیونکہ اس میں اُمت کے لئے آسانی تھی)۔(۷۹)

مثلاً ایک بار آپ ﷺ سفر میں تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا اور لوگ روزے سے تھے۔ نبی ﷺ بھی روزے کی حالت میں تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ گرمی سخت تھی جس کی وجہ سے بعض لوگوں کے لئے اپنے روزے کو پورا کرنا مشکل ہوگیا۔ جب یہ خبر محسن انسانیت ﷺ تک پہنچی تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور سواری پر بیٹھ کر لوگوں کو دکھا کر پانی پیا اور وہ لوگ جو افطار کرنے میں تاخیر کرنے لگے ان پر آپ سخت ناراض ہوئے۔(۸۰)

حالانکہ آپ ﷺ کو سفر میں روزہ رکھنے اور افطار کرنے دونوں کا اختیار تھا، اور یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا لیکن محسن انسانیت ﷺ کو جیسے ہی یہ خبر ملی کہ بعض لوگوں پر روزہ مشکل پڑ رہا ہے تو آپ ؐ نے فوراً روزہ افطار کر دیا اور لوگوں کو بھی روزہ افطار کرنے کا حکم دیا۔

۞ پانچواں سبب: ہر قسم کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا مجموعہ

ہر وہ چیز جو انسان کو دیکھنے میں خوب صورت لگتی ہے اس کی طرف طبعی طور پر انسان مائل ہوتا ہے، پھر یہی چیز اگر لذیذ بھی ہو تو اس کی طرف دل کا میلان اور بڑھ جاتا ہے، پھر مزید آگے بڑھ کر اس کا فائدہ مسلسل ہو تو اس سے محبت کا اندازہ

(۷۹) صحیح البخاری: ۳۵۶۰، المناقب۔ وصحیح مسلم: ۲۳۲۷، الفضائل۔ الامام الترمذی فی الشمائل: ۳۰۰۱۔ الفاظ شمائل ترمذی کے ہیں۔

(۸۰) دیکھئے صحیح البخاری مع فتح الباری: ۱۸۰/۴، ۱۸۱۔ وصحیح مسلم: ۱۱۱۴، الصیام ۱۶۷/۲ مع الشرح منة المنعم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا جا سکتا۔ دل میں محبت پیدا کرنے کے یہ اسباب ہمارے نبی ﷺ میں بدرجہ اکمل موجود ہیں کہ شکل وصورت کے لحاظ سے آپ ﷺ سب سے خوب صورت' اخلاق میں سب سے عالی مقام' بات کرنے میں سب سے میٹھے اور سب سے سچے' عطا کرنے میں سب سے سخی' بہادری میں سب سے آگے' حلم وصبر کے پیکر' رشتہ داری کو سب سے زیادہ جوڑنے والے' نیکی کے ہر کام میں پیش پیش' تو جب آپ ﷺ ان تمام خوبیوں کے مالک تھے جس کا اعتراف نہ صرف مسلمان کرتے تھے اور کرتے ہیں بلکہ کافر و دشمن بھی کرتے تھے اور کرتے ہیں' پھر آپ ﷺ سے بڑھ کر اس بات کا حق دار کون ہوسکتا ہے کہ محبت کرنے والوں کے دلوں سے محبت کا سیلاب اُس کی طرف بڑھے! ان باتوں پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر گواہ اور کون ہوسکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم:٤)

''اور آپ تو خلق عظیم پر ہیں۔''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ(۸۱)

''آپ سے زیادہ خوب صورت میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا' اور آپ سے بہتر اور حسین عورتوں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر قسم کے عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں' گویا کہ آپ کو آپ کی حسب منشا پیدا کیا گیا ہے۔''

آپ ﷺ کی سیرتِ شریفہ سے معمولی تعلق رکھنے والا شخص اچھی طرح جانتا

(۸۱) دیوان حسان بن ثابت: ص ۱۰ ' طبع دار صادر بیروت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آپ ﷺ ہر اعتبار سے اخلاقِ حسنہ کا نمونہ تھے جس کا اعتراف آپ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی کرتا تھا اور آج بھی کرتا ہے۔ اور لوگوں کی اکثریت نے آپ کے اخلاقِ حسنہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ شریفہ تو اس عالی مقام پر تھی کہ حضرت ابوبکر و ابوذر رضی اللہ عنہما کی سچائی، حضرت عمر و علی و خالد رضی اللہ عنہم کی بہادری، حضرت عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی سخاوت، یہ ساری خوبیاں ایک ذات میں جمع تھیں، بلکہ یہ سارے لوگ جمع ہو کر بھی آپ کی کسی ایک صفت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔

حسن یوسف، دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

ان خوبیوں پر تفصیلی گفتگو کا یہ موقع نہیں، البتہ چند مثالوں کا ذکر ہوتا ہے جس سے اصل مسئلہ کو سمجھا جا سکتا ہے اور آپ کی محبت میں ڈوبا ہوا شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے اور جنون کی حد تک محبت ہے، اور یہ محبت صرف نفسانی اور جذباتی نہیں ہے بلکہ ہمارا محبوب فی الواقع ایسا ہی ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔

مجھ کو تسلیم ہے اپنی دیوانگی، بے سبب تو نہیں میرا دیوانہ پن
اہل فکر و نظر یہ بھی دیکھیں ذرا زلفِ جاناں ہے کتنی شکن در شکن

عامر عثمانی

۱۔ بہادری میں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا وَاللّٰهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۸۲)

"اللہ کی قسم! اگر لڑائی خون ریز ہوتی تو ہم لوگ نبی ﷺ کی آڑ لیتے، اور ہم میں کا سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا جو اللہ کے رسول ﷺ کے پہلو میں ہوتا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كُنَّا اِذَا احْمَرَ الْبَأْسُ وَلَقِيَ الْقَوْمُ الْقَوْمَ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا يَكُوْنُ مِنَّا اَحَدٌ اَدْنٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْهُ (۸۳)

"جب زور کا رن پڑتا اور لوگ ایک دوسرے کے مقابل ہوتے تو ہم اللہ کے رسول ﷺ کی آڑ لیتے، آپؐ سے بڑھ کر ہم میں کا کوئی دشمن کے قریب تر نہ ہوتا۔"

آپ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِيْ عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوْا)) (۸۴)

"اللہ کے رسول ﷺ سب سے بہادر اور سب سے زیادہ حسین تھے۔ ایک رات اہل مدینہ (کسی آواز سے) خوف زدہ ہو کر آواز کی طرف دوڑے تو راستے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا استقبال کیا (یعنی آپؐ واپس ہو رہے تھے اور لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر حالات کا جائزہ لے چکے تھے) اُس وقت آپ ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

---

(۸۲) صحیح مسلم: ۱۷۷٦، الجهاد، باب ۲۸۔

(۸۳) مسند احمد: ۱/ ۱۵٦۔ ومستدرك الحاكم ۲/ ۱٤۳۔ دیکھئے تحقیق مسند احمد لشعیب الارناووط ۲/ ٤٥٤۔

(۸۴) صحیح البخاری: ۲۹۰۸، الجهاد۔ وصحیح مسلم: ۲۳۰۷، الفضائل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار گردن میں حمائل کر رکھی تھی
اور آپ ﷺ لوگوں سے فرماتے تھے: ''ڈرو نہیں' ڈرو نہیں۔''

قارئین! اگر غزواتِ نبویہ کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ ﷺ کی شجاعت سامنے آ جائے گی۔ خصوصاً غزوۂ اُحد اور حنین کے واقعات تو آپ ﷺ کی شجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ غیر مناسب نہ ہوگا اگر غزوۂ حنین کا ایک منظر آپ لوگوں کے سامنے رکھ دیا جائے۔

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے مکہ فتح کیا' پھر حنین پر چڑھائی کی۔ مشرکین اتنی عمدہ صفیں بنا کر آئے تھے جو ہم نے کبھی نہیں دیکھیں' سواروں کی صف' پھر پیادوں کی صف' پھر اُن کے پیچھے عورتیں' پھر بھیڑ بکریاں' پھر دوسرے چوپائے۔ ہم بڑی تعداد میں تھے' ہمارے سواروں کے میمنہ پر خالد بن ولید تھے مگر ہمارے سوار دشمن کی تیر اندازی کی وجہ سے ہماری پیٹھ کے پیچھے پناہ گزیں ہونے لگے اور ذرا سی دیر میں ہمارے سوار بھاگ کھڑے ہوئے' اعراب بھی بھاگے اور وہ لوگ بھی جنہیں تم جانتے ہو۔ (۸۵) بہر حال جب بھگدڑ مچی تو رسول اللہ ﷺ نے دائیں طرف ہو کر پکارا: ''لوگو! میری طرف آؤ' میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں''۔ اُس وقت اُس جگہ آپ ﷺ کے ساتھ چند مہاجرین اور اہل خاندان کے سوا کوئی نہ تھا۔

ان نازک ترین لمحات میں رسول اللہ ﷺ کی بے نظیر شجاعت کا ظہور ہوا۔ یعنی اس شدید بھگدڑ کے باوجود آپ ﷺ کا رُخ کفار کی طرف تھا اور پیش قدمی (۸۶) کے لئے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے:

---

(۸۵) یعنی وہ لوگ جو ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

(۸۶) بعض روایات میں ہے کہ پیش قدمی کرنے میں آپ ﷺ اکیلے تھے اور باقی لوگ یا تو آپ کے پیچھے تھے یا پھر آپ کو پیش قدمی سے روک رہے تھے۔ فتح الباری ۳۸/۸' طبع دار السلام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَـــا الـــنَّبِـــيُّ لَا كَـــذِبَ
اَنَــا ابْــنُ عَبْــدِ الْــمُــطَّلِــبْ

''میں نبی ہوں' یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

لیکن اُس وقت ابوسفیان بن حارث نے آپ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رکاب تھام رکھی تھی' دونوں خچر کو روک رہے تھے کہ کہیں تیزی سے آگے نہ بڑھ جائے۔ (۸۷)

سخاوت میں

آپ ﷺ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا (۸۸)

''نبی رحمت ﷺ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ آپ ؐ نے انکار کیا ہو۔''

آپ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

كَانَ لَا يُسْاَلُ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اَوْ سَكَتَ (۸۹)

''آپ ؐ سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ ؐ نے اسے دے دیا یا (اگر دینا ممکن نہ تھا تو) خاموش رہے۔'' (۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے:

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا

---

(۸۷) تفصیل کے لئے دیکھئے الرحیق المختوم' ص ٥٦٤' ٥٦٥' ٥٦٦۔

(۸۸) صحیح البخاری: ٦٠٢٤' الآداب۔ وصحیح مسلم: ٢٣١١' الفضائل۔

(۸۹) مستدرك الحاكم ١٢٠/٢۔ دیکھئے الصحيحة: ٢١٠٩۔

(۹۰) آپ ﷺ کی یہی عادتِ شریفہ دوسرے متعدد صحابہؓ نے نقل کی ہے' جیسے حضرت عائشہ' علی' جابر' ابوسعید الخدری اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ تفصیل کے لئے دیکھیں الصحيحة للالبانی رحمہ اللہ ١٤٤/٥' ١٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا أَعْطَاهُ' قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ' فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا' فَإِنَّ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ(۹۱)

''رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے واسطے سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا جسے آپؐ نے رد کر دیا ہو۔ ایک بار ایک شخص آیا جسے آپؐ نے دو پہاڑوں کے بیچ (یعنی وادی بھر کر) بکریاں دے دیں' وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ' کیونکہ محمد (ﷺ) اتنا کچھ دیتے ہیں کہ اس کے بعد محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔''

اس حدیث کے بیان کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ایک شخص صرف دنیا کے حصول کے لئے اسلام قبول کرتا تھا' لیکن جلد ہی یا شام ہوتے ہی اسلام اس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے محبوب ہو جاتا تھا۔(۹۲)

آپ ﷺ کے اہل خانہ نے بھی آپؐ سے یہی تعلیم لی تھی جس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ہمراہ کچھ مانگنے کے لئے آئی' میرے پاس اُس وقت ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ تھا جو میں نے اسے دے دی۔ اس نے کھجور کو دو حصے کر کے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ بھی نہ کھایا' پھر اٹھی اور بچیوں کو ساتھ لے کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس عورت کا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۹۱) صحیح مسلم: ۲۳۱۲' الفضائل۔ اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ: ۹۴' ص ۴۹' طبع الدّار المصریة اللبنانیة۔

(۹۲) صحیح مسلم مع الشرح: ۱۵/۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَأَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) (۹۳)

"لڑکیوں کے ذریعے جو شخص بھی آزمائش میں ڈالا گیا' اور اس نے بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے ڈھال بنیں گی۔"

صحیح ترجمانی کی ہے کسی شاعر نے ؎

خود نہ کھاتے تھے اور اوروں کو کھلا دیتے تھے
کتنے صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے!

ایسا آخر کیوں نہ ہو؟ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی بیان فرماتی ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ کے اہل خانہ نے بکری ذبح کی (اور کندھے کے علاوہ باقی حصہ صدقہ کر دیا) آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ بکری کا کچھ حصہ باقی ہے؟ تو اہل خانہ نے جواب دیا کہ کندھے کے علاوہ اور کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَقِیَ کُلُّهَا غَیْرَ کَتِفِهَا)) (۹۴)

"کندھے کے علاوہ بکری کا سارا حصہ باقی رہا۔"

یعنی جو حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا گیا وہی حقیقت میں باقی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۚ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۝﴾ (النحل:۹۶)

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی ہے' اور صبر کرنے والوں کو ہم بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور دیں گے۔"

---

(۹۳) صحیح مسلم: ۲۶۲۹' البر والصلة۔ ومسند احمد ۶/۳۳۔

(۹۴) سنن الترمذی: ۲۴۷۰' الزهد۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترهیب: ۸۵۹' ۱/۵۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا آپ ﷺ کا عمل اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر تھا۔ اگر ہمارے قارئین غور کریں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" (آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا) کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ جیسا کہ اگلی سطور میں اس کی کچھ تفصیل آنی ہے۔

اَخلاق میں

آپ ﷺ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسے عظیم اخلاق رکھے تھے جو کسی دوسرے کے اندر جمع نہیں ہوئے، جس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں قرآنِ حکیم کے اندر تا قیامت ثبت کر دی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ٤)

"اور بلاشبہ آپ خلق عظیم پر ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: ١٥٩)

"اللہ کی رحمت کے باعث آپ اِن پر نرم دل ہیں، اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔"

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ جنہوں نے خدمت نبویؐ میں دس سال کی مدت گزاری ہے، وہ آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ (٩٥)

"آپ ﷺ سب سے زیادہ خوب صورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔"

ایک بار آپ ﷺ کے ساتھ اپنے دس سالہ تجربہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

(٩٥) صحيح البخاری: ٣٠٤٠، الجهاد، و صحيح مسلم ٢٣٠٧، الفضائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے نبی ﷺ کی خدمت دس سال تک کی ہے' اس مدت میں آپ نے کبھی بھی کسی بات پر اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کبھی کسی کام کے کرنے پر یہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا' اور نہ کسی چیز کے نہ کرنے پر یہ کہا کہ ایسا کیوں نہ کیا' اور آپ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہم نے نہ تو کوئی ریشم چھوا اور نہ ہی کوئی اور چیز' اور آپ ﷺ کے پسینے سے بڑھ کر خوشبودار ہم نے کوئی مشک وخوشبو بھی نہیں سونگھی۔''(۹٦)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے اَخلاقِ عالیہ کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتی ہیں:

لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا صَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ (۹۷)

''رسول اللہ ﷺ نہ عادتاً فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف فحش گوئی کرتے تھے' نہ بازار میں چیختے چلاتے تھے' نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے' بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیتے تھے۔''

غیر مناسب نہ ہوگا اگر آپ ﷺ کے اَخلاقِ عالیہ سے متعلق چند حدیثیں یہاں ذکر دی جائیں جن سے آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کو قلبی سکون اور ذہنی اطمینان ہوگا۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں

---

(۹٦) صحیح البخاری: ٢٠١٦' الوصایا۔ وصحیح مسلم: ٢٣١٠' الفضائل۔ الفاظ بخاری شریف کے ہیں۔

(۹۷) سنن الترمذی: ٢٠١٧' البر۔ ومسند احمد ٦/ ١٧٤۔ وشمائل الترمذی: ٢٣٠' ص ٢٧٤۔ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے علامہ البانی رحمہ اللہ کی مختصر الشمائل' ص ١٨٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کام میں مشغول رہتے تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ (۹۸)

''آپ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے' اپنے کپڑے کو خود ہی صاف کر لیتے (اس میں سے جوں وغیرہ نکال لیتے)' اپنی بکری خود دوہ لیتے اور اپنا کام خود کر لیتے۔''

۲۔ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ' فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ' فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ (۹۹)

''اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں بچوں کو لایا جاتا تھا اور آپ ان کے لئے دعا فرماتے تھے' ایک (شیر خوار) بچہ آپ کی خدمت میں لایا گیا جس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا' تو آپؐ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا (چھینٹا مار دیا) اور اسے دھویا نہیں۔''

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ اَرْحَمَ النَّاسِ بِالصِّبْيَانِ وَالْعِيَالِ (۱۰۰)

''بچوں اور اہل خانہ کے بارے میں آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ رحیم تھے۔''

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 'قَالَ: وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِيْ عَوَالِي

---

(۹۸) الادب المفرد للبخاری: ۵٤۱' الشمائل للترمذی: ۳۲۵' ص ۲۷۰۔ علامہ البانیؒ نے اسے الادب المفرد کی تحقیق اور مختصر الشمائل میں صحیح کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الادب المفرد ٤۲۰' ص ۲۰٤۔ ومختصر الشمائل' ۲۹۳' ص ۱۷۸۔

(۹۹) صحیح البخاری: ٦۳۵۵' الدعوات۔ وصحیح مسلم: ۲۸٦' الطہارۃ۔

(۱۰۰) صحیح الجامع الصغیر: ٤۷۹۷۔ اس حدیث کی علمی تخریج کے لئے دیکھئے الصحیحۃ ۲۰۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْـمَدِيْنَةِ ' فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ ' فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ ' وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا ' فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ' ثُمَّ يَرْجِعُ (١٠١)

''اولاد پر اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ رحم کرنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم مدینہ کے کسی نواحی گاؤں میں رضاعت کے مراحل طے کر رہے تھے۔ آپ ﷺ وہاں جاتے اور آپ کے ساتھ ہم لوگ بھی وہاں جاتے۔ آپؐ اُس گھر میں داخل ہوتے' گھر دھوئیں سے بھرا ہوتا' کیونکہ جس کے یہاں دودھ پیتے تھے وہ لوہار تھے۔ آپؐ انہیں گود میں لیتے' بوسہ لیتے اور پھر واپس آ جاتے۔''

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَـانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ' فَرُبَّمَا تَحْضُرُهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا قَـالَ فَيَأْمُـرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ' ثُمَّ يُنْضَحُ ' ثُمَّ يَقُوْمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُـوْمُ خَلْفَهُ ' فَيُصَلِّيْ بِنَا ' وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ (١٠٢)

''اللہ کے رسول ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے حامل تھے۔ بسا اوقات آپ کو نماز (١٠٣) کا وقت پالیتا اور آپؐ ہمارے گھر میں ہوتے تو جس چٹائی پر آپؐ بیٹھے ہوتے اس کو صاف کرنے کا حکم دیتے' پھر اس پر پانی کی چھینٹیں مارتے' ہم لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور آپ ہماری امامت فرماتے۔'' (راوی کہتے ہیں کہ) اُس وقت ان لوگوں کی چٹائی کھجور کی چھال کی ہوتی تھی۔

۵۔ ایک اور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اخلاق

---

(١٠١) صحیح مسلم: ٢٣١٦' الفضائل' اخلاق النبی ﷺ: ١٣٦' ص ٦٥۔

(١٠٢) صحیح البخاری: ٦٢٠٣' الادب۔ وصحیح مسلم ٦٥٩' الصلاۃ۔ الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔

(١٠٣) اس سے مراد نفل نماز کا وقت ہے' جیسے چاشت یا کوئی اور نماز۔ شرح مسلم للنووی ١٦٢/٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالیہ کا ایک قصہ بیان فرماتے ہیں:

ایک اَنصاری عورت جو عقل کے لحاظ سے کچھ کمزور تھی' آپ ﷺ سے کہتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! آپ سے مجھے کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أُمَّ فُلَانٍ! اُنْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ))

''اے اُمِّ فلاں! جس گلی میں چاہو بیٹھ جاؤ' میں تمہاری ضرورت پوری کر دیتا ہوں۔''

حضرت اَنس ﷛ فرماتے ہیں کہ وہ اَنصاریہ عورت آپؐ کے ساتھ راستے کے ایک کنارے پر تنہا کھڑی ہوئی اور آپؐ نے اُس کی بات سنی اور ضرورت پوری کر دی۔ (۱۰۴)

فدا ہو جائیں اس اَخلاقِ عالیہ پر کہ ایک طرف تو آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ دیکھیں' پھر دیکھیں کہ ایک پاگل عورت یا آدھی پاگل عورت کے ساتھ آپ کس طرح پیش آ رہے ہیں؟ اوّلاً تو اس کا نام لے کر نہیں بلکہ احتراماً اس کی کنیت سے اسے مخاطب کر رہے ہیں اور ثانیاً اپنی ساری مشغولیت ترک کر کے اس کی باتوں کو غور سے سن رہے ہیں۔

۶۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کی اعلیٰ خُلقی کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ:

''میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ پر ایک موٹے یا کھردرے حاشیہ والی نجرانی چادر تھی' اتنے میں ایک بادیہ نشین نے آپ کو پکڑ لیا اور چادر کو اس زور سے گھسیٹا کہ ہم نے آپ کے مونڈھے کو دیکھا تو اس پر چادر گھسیٹنے کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر کہنے لگا: اے محمد! اللہ کا دیا ہوا جو مال

(۱۰۴) صحیح مسلم: ۲۳۲۶' الفضائل۔ وسنن ابی داؤد: ۴۸۱۹' الادب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو بھی دلواؤ۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دیکھ کر مسکرائے' پھر اُسے دینے کا حکم دیا۔ (۱۰۵)

۷۔ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا ' وَكَانَ اِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهِ (۱۰۶)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے' جب آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو آپؐ کے چہرے سے پتہ چل جاتا۔"

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهِ ' فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِيْ يَدَعُ يَدَهُ. (۱۰۷)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو رُخصت کرتے وقت جب اس کا ہاتھ پکڑتے (مصافحہ کرتے) تو اُس وقت تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ خود آپ کا دستِ مبارک نہ چھوڑتا۔"

۹۔ ایک اور خُلقِ عظیم کا ملاحظہ کیجئے!

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيْثِهِ اَشَرَّ الْقَوْمِ يَتَاَلَّفُهُمْ بِذٰلِكَ ' فَكَانَ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيْثِهِ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنِّيْ خَيْرُ الْقَوْمِ ' فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَيْرٌ اَوْ اَبُوْبَكْرٍ؟ قَالَ: ((اَبُوْبَكْرٍ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَيْرٌ اَمْ عُمَرُ؟ فَقَالَ:

(۱۰۵) صحیح البخاری: ٦٠٨٨' الادب۔ وصحیح مسلم: ١٠٥٧' الزکاۃ۔
(۱۰۶) صحیح البخاری: ٣٥٦٢' صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وصحیح مسلم: ٢٣٢٠' الفضائل۔
(۱۰۷) سنن الترمذی: ٣٤٤٤' الدعوات۔ دیکھئے صحیح الجامع ٤٧٩٥' ٢/٨٧٠

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عُمَرُ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَيْرٌ اَمْ عُثْمَانُ؟ قَالَ ((عُثْمَانُ)). فَلَمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَصَدَّقَنِيْ فَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْأَلُهُ (۱۰۸)

''اللہ کے رسول ﷺ دل جوئی کے لئے بات کرتے وقت اور ملاقات کے وقت بُرے سے بُرے شخص کی طرف بھی متوجہ ہوتے' اسی طرح مجھ سے بھی گفتگو اور ملاقات کے وقت اس طرح متوجہ ہوتے کہ میں (اپنے طور پر) سمجھتا کہ میں لوگوں میں سب سے بہتر ہوں' تو ایک دن میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! میں افضل ہوں یا حضرت ابوبکر؟ آپؐ نے فرمایا: ''ابوبکر''۔ پھر میں نے سوال کیا کہ: میں افضل ہوں یا عمر؟ آپؐ نے فرمایا: ''عمر''۔ میں نے (تیسری بار) سوال کیا کہ: میں افضل ہوں یا عثمان؟ آپؐ نے جواب دیا ''عثمان۔'' تو جب میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا تو آپؐ نے حق گوئی سے کام لیا۔ کاش کہ میں نے آپؐ سے یہ سوال کیا ہی نہ ہوتا۔''

۱۰۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بادیہ نشین شخص جس کا نام زاہر تھا' وہ اکثر اللہ کے رسول ﷺ کے لئے بادیہ کے علاقے سے تحفے لایا کرتا تھا' اور جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونا چاہتا تو آپ ﷺ بھی اس کے لئے سامانِ سفر تیار کردیتے۔ اس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان تھا:

((اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ)) (۱۰۹)

---

(۱۰۸) شمائل الترمذی (مختصر الشمائل: ۲۹۵' ص ۱۸۱) الطبرانی (مجمع الزوائد ۱۵/۹)۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے مختصر الشمائل میں اسے حسن کہا ہے۔

(۱۰۹) یعنی وہ ہمارے لئے بادیہ کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں سے ہمیں موسمی پھل وغیرہ مل جاتے ہیں اور ہم ان کے لئے شہر کی حیثیت رکھتے ہیں کہ انہیں ہم سے شہر میں پائی جانے والی ضروری اشیاء مل جاتی ہیں۔ دیکھئے فیض القدیر ۵۷۳/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ۔

www.KitaboSunnat.com

"زاہر ہمارے دیہات ہیں اور ہم ان کے شہر ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ اُن سے محبت کرتے تھے۔ وہ شکل وصورت کے لحاظ سے اتنے اچھے نہ تھے۔ ایک بار حضرت زاہر رضی اللہ عنہ بازار میں اپنا سامان بیچ رہے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پیچھے سے آ کر انہیں پکڑ لیا' وہ کہنے لگے: یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب تھوڑا سا متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ کو پہچان لیا تو اپنی پیٹھ کو نبی ﷺ کے سینہ مبارک سے ملا دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے:

((مَنْ یَشْتَرِی هٰذَا الْعَبْدَ؟))

"اِس غلام کو کون خریدے گا؟"

یہ سن کر حضرت زاہرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس طرح تو آپ ہمیں بہت ہی سستا اور مندہ پائیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ)) اَوْ قَالَ: ((اَنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ غَالٍ)) (۱۱۰)

"لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سستے نہیں ہو" — یا یہ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم مہنگے ہو۔"

قارئین! محسن انسانیت' صاحب خلق عظیم اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے اخلاقِ عالیہ سے متعلق یہ چند حدیثیں ذکر کی گئیں' اور جو چھوٹ گئی ہیں وہ اس سے بہت ہی زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ کی محبت کے دعوے دار حضرات سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں تالیف کی گئی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ یقیناً ان کی روح و قلب کے لئے وہاں سکون کا سامان میسر ہوگا' خصوصاً امام الترمذی کی "الشمائل" امام ابوالشیخ کی "اَخلاق النبی ﷺ" صحیح البخاری کی "کتاب المَناقب" اور "کتاب

(۱۱۰) مسند احمد ۳/۱۶۱۔ الشمائل المحمدية للترمذي (مختصر الشمائل: ۲۰۴، ص ۱۲۷) وصحيح ابن حبان: ۲۲۷۶، الموارد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الادب" اور الصالحی کی کتاب "سُبل الھُدیٰ و الرّشاد" اور "شرح الزُّرقانی علی المواھب اللّدنیّۃ" کے آخری اجزاء نیز اہل ذوق حضرات کے لئے رحمۃ للعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری اور سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی کے اندر بھی کافی مواد موجود ہے۔ اور بے جا نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری حفظہ اللہ نے الرحیق المختوم کے آخر میں چند صفحات کے اندر آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کا نچوڑ پیش کر دیا ہے' اسے سامنے رکھ کر اس موضوع پر کافی معلومات جمع کی جا سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

محبتِ رسول ﷺ کے فوائد

نبی اکرم فداہ ابی و اُمّی ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اگر کوئی بندۂ مومن اس فریضہ کو ادا کرتا ہے تو دیگر فرائض کی ادائیگی کی طرح اس کے بھی بہت سے فائدے ظاہر ہوتے ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اگر اِن فوائد کو مدّنظر رکھا گیا تو ایک محبِّ رسول کو خوشی و قلبی سکون حاصل ہوگا اور آپ کی محبت میں کوتاہی کرنے والے کو مہمیز لگے گی۔ ان شاء اللہ!

ا۔ اطاعتِ الٰہی

ایک غلام کی سب سے بڑی سعادت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے مالک کے حکم کو بجالائے اور اس حکم کی بجا آوری میں وہ فخر و سعادت محسوس کرے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ بندۂ مسکین جو بد قسمتی اور گردشِ زمانہ سے اپنے مالک حقیقی اور مربی کائنات کی عبدیت کے ساتھ ساتھ کسی مخلوق کی غلامی میں آ گیا ہے' اب اگر وہ اس پر صبر سے کام لیتے ہوئے اپنے دونوں آقاؤں (حقیقی و مجازی) کی فرماں برداری میں لگا رہتا ہے اور اپنی استطاعت کی حد تک اس میں کوتاہی نہیں کرتا تو وہ دوہرے اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ محسن انسانیت اور رحمتِ عالم حضرت رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ' وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا' فَلَهُ اَجْرَانِ))(۱۱۱)

---

(۱۱۱) صحیح البخاری: ۹۷' العلم۔ وصحیح مسلم ۱۳۴' الایمان' بروایت ابوہریرہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تین قسم کے لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا: اہل کتاب کا ایک شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا' اور غلام بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کیا' اور وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی تھی' جس کی اس نے تعلیم و تربیت اچھی طرح کی' پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔''

عرض کا مقصود یہ ہے کہ مؤمن بندے کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کی حکم بجا آوری میں سعادتِ حقیقی محسوس کرے اور حبیب کا یہ جذبہ ہوتا ہے کہ اپنے محبوب کی حکم براری میں اپنے دل کے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ چنانچہ محبت رسول کی محبت رسول کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کے ذریعے وہ اپنے مالک حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے' یعنی چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ سے محبت کا حکم دیا ہے اور ایک مؤمن پر آپ ﷺ کی محبت کو واجب کر دیا ہے' اس لئے وہ اس حکم کی بجا آوری کر رہا ہے۔

۲۔ گناہوں کی معافی

نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مؤمن کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت رفعِ درجات وحصول حسنات اور کفارۂ سیئات کا موجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ﴾

(مُحمّد:۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے (۱۱۲) اور اس پر بھی ایمان

(۱۱۲) یہ بات مقدمہ میں گزر چکی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی شرائط میں سے آپ ؐ سے محبت کرنا بھی داخل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی ہے' اور در اصل ان کے ربّ کی طرف سے سچا دین بھی وہی ہے' اللہ نے ان کے گناہ معاف کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔"

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا○﴾

(الاحزاب: ۷۱)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے گویا بڑی عظیم کامیابی حاصل کر لی۔"

اس سے بھی واضح وہ آیت ہے جسے علماء "آیت اختبار" یعنی امتحان اور سچا معیار قائم کرنے والی آیت کہتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (آل عمران: ۳۱)

"کہہ دو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو' خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔"

اللہ کے رسول ﷺ کی سچی اتباع اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور آپ کی اتباع آپؐ سے محبت کے بغیر مقبول نہیں ہے اور یہ ساری چیزیں' یعنی اللہ کی محبت اور اللہ کے رسول کی محبت ایک بندۂ مؤمن کے لئے عظیم نعمتیں ہیں۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع سے بندے کو یہ اضافی نعمت مل رہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے' اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اسے اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء:٦٩)

''اور جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے' وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے' جیسے نبی' صدیق' شہداء اور نیک لوگ۔ یہ بہترین رفیق ہیں۔''

۳۔ایمان کی چاشنی ولذت

نبی ﷺ کی محبت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بندۂ مؤمن اپنے اس عمل کے ذریعے ایمان کی چاشنی ولذت کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمت ہے کہ دنیا کی ہر نعمت اس کے سامنے بے قیمت ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا' وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ' وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ))(۱۱۳)

''تین خصلتیں جس میں پائی گئیں وہ ان کی وجہ سے ایمان کی لذت محسوس کرلے گا: ۱۔ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ ۲۔ اور وہ جب کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے محبت کرے۔ ۳۔ اور کفر کی طرف پلٹنا اس کے لئے ایسا ہی ناپسندیدہ ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔''

۴۔جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ

جب بندۂ مؤمن نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بدلے اسے ایسے بڑے انعام سے نوازتا ہے جو ہر محبّ رسول کی تمنا ہوتی ہے' بلکہ وہ اس کے لئے تڑپتا بھی ہے' اور وہ ہے جنت الخلد میں آپ ﷺ کا ساتھ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت

(۱۱۳) صحیح البخاری:۱٦' الایمان۔ وصحیح مسلم: ٤٣' الایمان' بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اُس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن ان کے مقام تک پہنچ نہ سکا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) (۱۱۴)

''ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحرا نشین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ((مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)) ''تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' اُس نے جواب دیا کہ میں نے قیامت کے لئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی ہے' البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ))

''تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تمہیں محبت ہے۔''

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم لوگ بھی (جس سے محبت کرتے ہیں اس کے ساتھ ہوں گے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' تم لوگ بھی۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس جواب سے ہم لوگ اُس دن بہت خوش ہوئے۔ (۱۱۵)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اس جواب سے صحابۂ کرام جتنا اُس دن خوش ہوئے کسی اور دن انہیں

---

(۱۱۴) صحیح البخاری: ٦١٦٩' الادب۔ وصحیح مسلم: ٢٦٤٠' البر والصلة۔

(۱۱۵) صحیح البخاری: ٦١٦٧' الادب۔ وصحیح مسلم: ٢٦٣٩' البر والصلة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا خوش ہوتے ہم نے نہیں دیکھا۔ (۱۱۶)

۵۔ ایمان کی تکمیل

محبت رسول ﷺ کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے بندے کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایمان ایک مؤمن کی اصل پونجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر عقل مند کو چاہئے کہ اس پونجی کی حفاظت کرے' اسے زینت دے' اس کی تکمیل کا اہتمام کرے' اور ہر وہ چیز جو اس پونجی میں کمی کا سبب بنے' اسے ترک کردے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ بعض ایمان کے مدعیوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وہ جس ایمان کے دعوے دار ہیں وہ ایمان ناقص ہے جسے پورا کریں' یا وہ ایمان اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے' اس کی تصحیح کرلیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَـٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَـٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَـٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ۝﴾

(النساء:١٣٦)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کر چکا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔''

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ایمان لانے والوں کو جو ایمان لانے کا حکم ہے وہ تحصیل حاصل کے طور پر نہیں ہے'

(۱۱۶) فتح الباری ٢٠/٥٥٥۔ وصحیح مسلم ٤/٢١٠ مع شرح منة المنعم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ کمالِ ایمان اور اس پر استقرار و ثابت قدم رہنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ ایک مسلمان ہر نماز میں کہتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۱۱۷) ''اے اللہ! مجھے سیدھا راستہ دکھا۔''

سورۃ الحدید میں ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ......﴾ (آیت ۲۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ' اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا۔''

وہ نیک اعمال و اعتقاد جن سے بندے کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے' ان میں ایک بہت ہی اہم نیکی محبت رسول ﷺ ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) (۱۱۸)

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والد' اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

۶۔ اَمن واَمان کی ضمانت

ایک محبِ رسول کو یہ سن کر پھولے نہ سمانا چاہئے کہ ''محبتِ رسول ﷺ'' ایک بندۂ مومن کے لئے امن وامان کی ضمانت ہے۔ درج ذیل حدیث کو غور سے پڑھئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہدِ نبوی میں ایک عبداللہ نامی شخص تھا جسے ''حمار'' کا لقب دیا جاتا تھا۔ وہ شخص اپنی مضحکہ خیز باتوں سے نبی ﷺ کو

(۱۱۷) المصباح المنیر' ص ۲۶۵۔

(۱۱۸) صحیح البخاری: ۱۵' الایمان۔ وصحیح مسلم: ٤٤' الایمان' بروایت انسؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنساتا اور خوش رکھتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے شراب پینے کے جرم میں اسے کوڑے بھی لگائے تھے (بعض روایات میں ہے کہ اسے متعدد بار کوڑے مارے گئے تھے) ایک دن وہ آپ ﷺ کی خدمت میں شراب پینے کے جرم میں لایا گیا تو آپؐ نے اُسے کوڑے لگانے کا حکم دیا، جس پر کسی صحابی نے کہا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کو کتنی بار اس حالت میں لایا گیا۔ جب آپ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا:

((لَا تَلْعَنُوْهُ ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))(۱۱۹)

''اس کے اوپر لعنت نہ بھیجو، اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔''

حالانکہ نبی ﷺ نے شراب پینے والے کو صراحت کے ساتھ ملعون قرار دیا ہے (۱۲۰) لیکن عبداللہ المذکور کو آپؐ نے اس لئے مستثنیٰ قرار دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول، فداہ ابی وامی، کی محبت اتنی اہم نیکی ہے کہ اس کی وجہ سے بندہ بہت بڑی وعید سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت سے بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رات کا دو تہائی حصہ

(۱۱۹) صحیح البخاری: ۶۷۸۰، الحدود۔

(۱۲۰) ایک حدیث میں ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ وَآكِلَ ثَمَنِهَا))

''اللہ تعالیٰ نے ملعون قرار دیا ہے شراب کو، شراب پینے والے کو، اس کے بیچنے والے کو، اس کے خریدنے والے کو، اس کے نچوڑنے اور نچڑوانے والے کو، اسے لانے والے کو اور جس کی طرف لائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والے کو۔''

(سنن ابی داؤد: ۳۶۷۴ الاشربۃ۔ وسنن ابن ماجۃ: ۳۳۸۰ الاشربۃ۔ دیکھئے صحیح الترغیب ۲/۵۹۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزر جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور فرماتے:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ ' جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ ' تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ' جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ))

''اے لوگو! اللہ کو یاد کرو' آ گئی کھڑکھڑانے والی' ساتھ لگی ہے اس کے دوسری' آ گئی موت اپنی فوج لے کر۔''

یہ سن کر اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے نبی ﷺ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں' تو میں اپنی دُعا کا کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے خاص کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم جتنا چاہو''۔ میں نے عرض کیا: چوتھا حصہ؟ آپؐ نے فرمایا: ''جو تم چاہو' اور اگر اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے''۔ میں نے کہا کہ آدھا حصہ؟ آپؐ نے فرمایا: ''جتنا چاہو' اور اگر اس سے زیادہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے''۔ میں نے عرض کیا کہ دو تہائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہو' اور اگر اس پر بھی اضافہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے''۔ تو میں نے کہا کہ میں اپنی دعا کا پورا وقت ہی آپ پر درود و سلام بھیجنے کے لئے خاص کر دیتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ))(۱۲۱)

''پھر تو تمہارے دین و دنیا کے مسائل کے حل کے لئے یہ کافی ہے اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

آگے یہ بحث آ رہی ہے کہ نبی ﷺ سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ پر کثرت سے صلاۃ و سلام بھیجا جائے۔

---

(۱۲۱) سنن الترمذی: ۲۴۵۷' صفة القیام۔ ومستدرك الحاكم ۲/ ۴۲۱۔ دیکھئے صحیح سنن الترمذی: ۱۹۹۹۔ نیز دیکھئے مرعاة المفاتیح ۳/۲۷۹' ۲۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

محبتِ رسول ﷺ میں اضافے کے اسباب

گزشتہ گفتگو سے نبی اکرم ﷺ کی محبت کی اہمیت واضح ہوگئی۔ لیکن آگے بڑھنے سے قبل ایک مرض کا علاج تلاش کرنا ضروری ہے جس کا احساس بہت سے لوگ کرتے ہوں گے' اور وہ ہے آپ ﷺ سے محبت میں کمی کا مرض۔ بہت سے لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے دل میں آپ ﷺ کی محبت پیدا ہو اور ایسے اعمالِ محبت کا اظہار بھی ہو' لیکن اپنے دل اور اعمال میں نبی ﷺ سے محبت کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے' اور بہت سے لوگ تو محبت کے دعوے دار ضرور ہوتے ہیں لیکن ظاہری طور پر جو محبت کی علامت ہونی چاہیے وہ کم ہوتی ہے' جس کا واضح مفہوم ہے کہ ایسے لوگ کسی ایسی چیز کے محتاج ہیں جس سے یہ کمی پوری ہو اور یہ بیماری دُور ہو۔ میں ذیل کی سطور میں اس بیماری کے علاج کی کوشش کروں گا۔ امید ہے کہ اگر لوگوں نے اس کا اہتمام کرلیا تو یہ کمی ضرور پوری ہو جائے گی۔ ان شاءاللہ۔

دل میں محبتِ رسول ﷺ میں اضافے کے مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

ا۔ دُعا

ایک مومن کے پاس دُعا ایک ایسی دوا ہے جو ہر مرض کے لئے تریاق ہے' خواہ وہ مرض جسمانی ہو یا روحانی۔ دُعا مومن کے ہاتھ میں وہ ہتھیار ہے جس سے وہ ہر قسم کے دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دُعا مومن کے پاس ایسا وسیلہ ہے جس سے وہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے' لیکن بدقسمتی سے عام طور پر لوگ اس کا صحیح استعمال نہیں کرتے یا کرنا نہیں جانتے۔ یہ ایسی سنت رسول ہے جس کی حقیقی صورت متروک نظر آتی ہے۔ ذرا درجِ ذیل حدیث پر غور کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے شاید عام طور پر لوگ غافل ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يُعْطٰى اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُسْاَلَ الْعَافِيَةَ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ))(۱۲۲)

''جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے' اور اللہ تعالیٰ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب عافیت کا سوال کرنا ہے' اور دعا جو حوادث پیش آ چکے ہیں ان میں اور جو پیش نہیں آئے ان میں بھی مفید اور کارآمد ہے' اس لئے اے اللہ کے بندو! تم لوگ دعا کا اہتمام کرو۔''

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

((لَا يُغْنِي حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَاِنَّ الدُّعَاءَ لَيَلْقَى الْبَلَاءَ فَيَعْتَلِجَانِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))(۱۲۳)

''چوکنا رہنا تقدیر سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ اور دعا پیش آمدہ وغیر پیش آمدہ دونوں قسم کے حوادث کے لئے مفید ہے' اور دعا و بلا آپس میں ٹکراتی ہیں' پھر دونوں قیامت تک ایک دوسری سے لڑتی رہتی ہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

((لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ))(۱۲۴)

(۱۲۲) سنن الترمذی: ۳۵۴۸ الدعوات۔ ومستدرک الحاکم ۱/ ۴۹۳' بروایت عبداللہ بن عمرؓ۔ نوٹ: یہ حدیث اس سیاق سے تو ضعیف ہے البتہ اس کے تقریباً سبھی اجزاء صحیح سند سے ثابت ہیں۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۳۴۰۹ وصحیح الترغیب ۲/ ۲۷۸ وغیرہ۔

(۱۲۳) مستدرک الحاکم ۱/ ۴۹۲ والطبرانی الاوسط: ۲۴۹۸' ۳/ ۶۶' بروایۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۷۷۳۹۔

(۱۲۴) الادب المفرد للبخاری: ۷۱۲ (صحیح الادب المفرد' ص ۲۶۵) سنن الترمذی: ۳۳۷۰ الدعوات۔ وسنن ابن ماجۃ: ۳۸۲۹ الدعاء' بروایۃ ابوہریرۃؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دعا سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور کوئی چیز باعزت نہیں ہے۔"

اس لئے ہر مسلمان جسے اپنے دل میں موجود مرض کا احساس ہو' اُسے دُعا کا سہارا لینا چاہئے۔ اس سلسلے کی بعض احادیث نبویہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

"حدیث الملأ الاعلیٰ" (۱۲۵) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا:

قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ، وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ، وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ (۱۲۶)

"کہو! اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کرنے اور برائی سے بچنے اور مسکینوں سے محبت کی توفیق کا سوال کرتا ہوں' اور یہ کہ تو مجھے معاف کر دے اور میرے اوپر رحم کر' اور اے اللہ! جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کر دینے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنہ میں ڈالے بغیر اپنے پاس اٹھا لے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت کا' اُس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور اس کام سے محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔"

ایک دُعا ان الفاظ میں مروی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ)) (۱۲۷)

(۱۲۵) اس سے مراد وہ لمبی حدیث ہے جس کے اندر نبی ﷺ کا ایک خواب مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اس حدیث کی شرح کے لئے دیکھیں امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ کا رسالہ اختیار الاولیٰ فی شرح حدیث اختصام الملأ الاعلیٰ۔ ہم یہاں اس حدیث کے صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱۲۶) مسند احمد ۵/۲۴۳۔ وسنن الترمذی: ۳۲۳۵ التفسیر' بروایت معاذ بن جبلؓ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل ۳/۱۴۷ ۱۴۸ واختیار الاولیٰ لابن رجب' ص ۵ تا ۸۔

(۱۲۷) سنن الترمذی: ۳۴۹۰' الدعوات' باب ۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں آپ سے محبت کا سوال کرتا ہوں' اور اس شخص سے محبت کا جو آپ سے محبت کرتا ہے' اور میں ایسے عمل سے محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت تک پہنچا دے۔''

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: امام ابن رجب کی کتاب الاختیار الاولی' ص ۱۱۳ اور اس کے بعد' طبع مکتبۃ المؤید طائف۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی محبت

یہ گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی محبت کی اصل حق دار ہے اور باقی ساری محبتیں اس کی محبت کے تابع ہیں۔ اس لئے اگر کسی کے دل میں نبی ﷺ سے محبت میں کمی محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ذاتِ باری تعالیٰ سے محبت کی کمی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے بندۂ مومن اپنے دل میں محبت الٰہی کو جگہ دینے کی کوشش کرے اور ان اسباب کو تلاش کرے جو محبت الٰہی کا سبب بنتے ہیں۔ امام ابن القیمؒ نے مندرجہ ذیل دس کاموں کا ذکر کیا ہے جن کا اہتمام کرنے سے بندۂ مومن محبت الٰہی کے مقام تک پہنچ سکتا ہے:

۱۔ غور و فہم سے تلاوت قرآن کرنا۔ ۲۔ نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا۔ ۳۔ ہر حال میں زبان و دل سے ذکر الٰہی کرنا۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو اپنی مرغوب چیزوں پر ترجیح دینا۔ ۵۔ اللہ کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ علیا میں غور کرنا۔ ۶۔ اللہ کے احسانات اور نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔ ۷۔ تضرع اور خشوع کے ساتھ دعا کرنا۔ ۸۔ سماءِ دنیا پر نزولِ الٰہی کے وقت تنہائی میں اللہ کی یاد اور تلاوتِ قرآن کرنا۔ ۹۔ نیک اور صالح لوگوں کی مجلس اپنانا۔ ۱۰۔ ہر اُس چیز سے دُوری اختیار کرنا جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے دل کے بیچ حائل ہو۔ (۱۲۸)

(۱۲۸) دیکھئے مدارج السالکین ۳/۱۷' ۱۸۔ مالکِ حقیقی کی محبت کو دل میں بٹھانے کے لئے یہ اسباب اور ان کا لحاظ بڑا اہم ہے۔ ان کی شرح کے لئے دیکھئے عبدالعزیز مصطفیٰ کی تالیف شرح اسباب الحالبة لمحبة الله' طبع دار طيبة الرياض۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ اسباب اختیار کیئے جائیں گے تو بندے کا دل محبت الٰہی سے معمور ہوسکتا ہے۔ نتیجتاً اس کے دل میں اللہ کے سب سے محبوب بندے نبی اکرم ﷺ کی محبت بھی پیدا ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

۳۔ مطالعۂ سیرت

کسی سے محبت کے لئے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا محبت میں اضافے میں بہت بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ بات مشاہدے میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے اور وہ محبت جنون کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور ملامت کرنے والے اس سے کہیں کہ آخر تم نے اس میں کون سی خوبی دیکھی ہے کہ اس پر اس قدر فریفتہ ہو تو وہ جواب دے گا کہ جو کچھ اس کے بارے میں میں جانتا ہوں اگر تم جان جاؤ تو مجھے معذور رکھو گے۔ اس کی سب سے واضح دلیل حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے کہ جب تک مصر کی عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے بے گانہ تھیں تو عزیز مصر کی بیوی کو اس کی اس جنونی محبت پر طعنہ دیتی تھیں۔ لیکن جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے سامنے لا کھڑا کیا تو وہ آپؑ کے حسن کو دیکھ کر اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھیں اور پھل کاٹنے کے بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا' اور بے تحاشا ان کی زبان سے نکل گیا:

﴿حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۝﴾

(یوسف: ۳۱)

"حاشا اللہ! یہ انسان تو ہرگز نہیں' یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔"

تو جب حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا سکہ ان کے اوپر بیٹھ گیا تو ان عورتوں نے عزیز مصر کی بیوی کو نہ صرف معذور سمجھا بلکہ اس کے سامنے سفارش کرنے لگیں۔

اسی حقیقت کی بنیاد پر جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے دل میں پیارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب ﷺ کی محبت بڑھے تو اسے چاہئے کہ آپ کی سیرت کا کثرت سے اور غور سے مطالعہ کرے' آپ ﷺ کے غزوات اور اُمت پر آپؐ کے احسانات کے بارے میں معلومات حاصل کرے' یہ جاننے اور دل میں بٹھانے کی کوشش کرے کہ اللہ کے رسول ﷺ تبلیغ دین اور ہدایت اُمت کے لئے کس قدر خواہش مند اور فکر مند رہتے تھے اور آپؐ اللہ کی مخلوق پر کس قدر شفیق اور مہربان تھے۔ امر واقعہ ہے کہ بندہ ان حقائق سے جس قدر واقف ہوتا چلا جائے گا اس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت اسی نسبت سے بڑھتی جائے گی۔

۴۔ اُسوۂ حسنہ کی پیروی

جب انسان اپنی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو لازم پکڑے گا اور اپنے ہر عمل میں آپ ﷺ کی سنت کو تلاش کرے گا اور یہ یقین کرلے گا کہ سارے معاملات میں ہمارے لئے آپ ﷺ سب سے بہترین نمونہ ہیں' اور اپنی عملی زندگی میں آپ ﷺ کو نمونہ مان کر آپؐ کی اتباع کرے گا تو اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی محبت اس کے دل میں ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اس لئے تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت جس قدر اہل سنت و جماعت اور خصوصی طور پر محدثین کرام نے کی ہے کسی دوسرے گروہ نے نہیں کی۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ حدیث سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جب بھی نبی ﷺ کی صحیح حدیث کو جان لیتا ہے تو اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے یا کم از کم اس سے اختلاف نہیں کرتا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شعور و اِدراک

اپنے دل میں محبت رسول ﷺ کے اضافے کے لئے ایک مسلمان اس بات پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو بھیج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرہم پر کس قدر احسان فرمایا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر اپنا احسان ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران: ١٦٤)

"بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

جب بندہ اس نعمت کی عظمت کو جان لے گا اور اس کی حقیقت سے واقف ہو جائے گا تو نبی کریم ﷺ کی محبت سے سرفراز ہوگا' اور جس قدر اس معرفت میں ترقی کرتا جائے گا اسی قدر محبت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا جائے گا۔

٦۔ آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنا

جو شخص اپنے دل میں محبت نبویؐ میں کچھ کمی محسوس کرے وہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کثرت سے درود و سلام بھیجے۔ کیونکہ اس سے مسلمان کا دل ہمیشہ نبی ﷺ کے ذکر سے معمور ہوگا اور اس کی زبان نبی ﷺ پر درود سے تر ہوگی جس سے لازمی طور پر دل میں آپ ﷺ سے محبت بڑھے گی۔

امام ابن القیمؒ آپ ﷺ پر درود کے فوئد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر درود بھیجنا آپؐ کی محبت میں اضافے اور پختگی کا سبب ہے' کیونکہ محبوب کا ذکر جب کثرت سے ہوتا ہے اور دل میں اس کے محاسن کو ہمیشہ حاضر رکھا جاتا ہے تو محبوب کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مکمل طور پر دل پر چھا جاتی ہے۔ اور جب محبوب کے ذکر میں غفلت برتی جاتی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی خوبیوں کو اپنے سامنے نہیں رکھا جاتا تو آہستہ آہستہ اس کی محبت بھی کمزور پڑ جاتی ہے۔(۱۲۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

آپ ﷺ پر درود وسلام سے اعراض اور اسے بھول جانے کو جنت سے دُوری کا سبب بتایا گیا ہے اور اس کے برعکس آپ کی محبت جنت میں داخلہ بلکہ جنت میں آپ کی معیت کا سبب ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ نَسِیَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ))(۱۳۰)

''جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو گویا وہ جنت کے راستے سے بھٹک گیا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

((مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ)) (۱۳۱)

''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر درود نہ بھیجا تو وہ جنت کے راستے سے بھٹک گیا۔''

۷۔ آپ ﷺ کی محبت میں اجر وثواب کا تصور

نبی ﷺ سے محبت کی کمی کے علاج کے سلسلے میں یہ نکتہ بھی ایک مفید چیز ثابت ہوسکتا ہے کہ بندۂ مومن اپنے سامنے اس ثواب کو رکھے جو نبی ﷺ سے محبت کی صورت میں حاصل کرسکتا ہے۔ جیسے ایمان کی لذت' ایمان کی تکمیل اور جنت

---

(۱۲۹) جلاء الافہام' ص ۲۴۶' مختصراً۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے درود وسلام کے جو فوائد تحریر فرمائے ہیں ان کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ اہل ذوق حضرات سے گزارش ہے کہ اس کی طرف رجوع کرلیں۔

(۱۳۰) سنن ابن ماجۃ: ۹۰۸' اقامۃ الصلاۃ' باب ۲۵' بروایت ابن عباسؓ۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۶۵۶۹' ۱۱۱۸/۲۔

(۱۳۱) الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ۱۶۷/۱۰) بروایت حسین بن علیؓ' فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی' ص ۴۲۔ ۴۵۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۲۳۳۷ وصحیح الترغیب ۲۰۰/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ ﷺ کا ساتھ وغیرہ۔ کیونکہ یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہر ایسے عمل کی طرف مائل ہوتا ہے جس پر اجر وثواب کا وعدہ ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر عمل حتیٰ کہ فرائض پر بھی اجر کا وعدہ کیا ہے۔ اب اگر بندہ ان اجر و ثواب کو مدنظر رکھے اور بار بار ان پر غور کرے تو ان شاء اللہ اس کے دل میں محبتِ نبویؐ ضرور پیدا ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل

نبی ﷺ سے محبت کی علامتیں

محبت اور نفرت خالص دل کا معاملہ ہے۔ اللہ ربّ العزت کے سوا' جو عالم الغیب والشہادۃ ہے' اس کی صحیح خبر کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾ (التغابن:٤)

''زمین و آسمان کی ہر چیز کا اُسے علم ہے' جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے۔ اور اللہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔''

البتہ دلی کیفیت کے کچھ آثار اور اس کی کچھ علامات ضرور ہوتی ہیں جو انسان کے افعال و کردار سے ظاہر ہوتی ہیں اور ان سے دلی کیفیت کی کسی حد تک عکاسی ہو سکتی ہے۔ اور یہ امر ہر شخص کے مشاہدے میں ہے کہ جو کچھ انسان کے دل میں ہوتا ہے اسے وہ لاکھ چھپانے کی کوشش کرے نہیں چھپا سکتا' اس کی حرکات و سکنات اور گفتگو سے اس کے دل کی حقیقی کیفیت بہر حال آشکارا ہو ہی جاتی ہے۔

انسان کی اس کیفیت کی طرف درجِ ذیل آیت میں اشارہ ہے:

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝﴾ (محمد:٣٠)

''اور اگر ہم چاہتے تو اِن سب کو تمہیں دکھا دیتے' پس تم انہیں ان کے چہروں ہی سے پہچان لیتے' اور یقیناً تم انہیں ان کی بات کے ڈھب سے پہچان لو گے' اور تمہارے سب کام اللہ کو معلوم ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں دلی کیفیات معلوم کرنے کے لئے بہت سی علامتوں کا ذکر ہے تا کہ انسان دوست اور دشمن' مومن اور منافق میں فرق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکے۔ بعینہ یہی معاملہ نبی اکرم فداہ ابی واُمی ﷺ سے محبت کا ہے۔ علمائے کرام نے قرآن وحدیث پر غور کر کے اس کی کچھ علامتیں بیان کی ہیں۔ اگر یہ علامتیں محبت رسول کا دعویٰ کرنے والے کسی انسان کے اندر پائی جائیں تو اس کا واضح مفہوم ہے کہ وہ اپنے دعوائے محبت میں سچا ہے' ورنہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ جہاں تک میری معلومات ہیں سب سے پہلے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے محبت رسول کی علامات کو مرتب انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ" اس موضوع پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد میں جتنے لوگوں نے اس موضوع پر لکھا ہے وہ اس کتاب کے خوشہ چیں ہیں اور اسی چشمے سے انہوں نے اپنے برتن بھرے ہیں۔ (رحمة اللّٰه علیه رحمةً واسعةً)(۱۳۲) شیخ عبدالرزاق محمد عثمان کی کتاب "محبّة الرّسول بین الاتّباع والابتداع"(۱۳۳) اس موضوع پر ایک مفید کوشش ہے۔ ڈاکٹر فضل الٰہی نے بھی "حُبّ النّبی ﷺ وعلاماته" کے نام سے ایک کتابچہ پہلے عربی میں تحریر کیا' پھر اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ آخر میں المنتدی الاسلامی لندن نے بعض تحقیقی مقالات جمع کر کے "حقوق النبی ﷺ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔

اہلِ ذوق حضرات ان کتابوں سے کافی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں مختصر طور پر انہی کتابوں سے استفادہ کر کے بعض علامتیں قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ان پر غور کر کے ہر شخص رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت کا جائزہ لے سکے گا اور اپنے نفس کا محاسبہ کر سکے گا۔ وباللّٰه التوفیق!

---

(۱۳۲) اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ہر طالب علم کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے احادیث نقل کرنے میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے اس لئے ضروری نہیں ہے کہ اس کتاب میں ذکر شدہ ہر حدیث قابل اعتبار بھی ہو۔

(۱۳۳) جلد ہی معلوم ہوا کہ اس کتاب کا اُردو ترجمہ نوائے اسلام دہلی ہندوستان سے قسط وار چھپ رہا ہے جو ایک اچھی پیش کش ہے' کیونکہ میرے علم کے مطابق یہ ایک محققانہ کتاب ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی علامت: آپ ﷺ کی کامل اطاعت اور اتباع

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو جس کسی سے محبت کرتا ہے وہ اُس کی بات دل سے مانتا ہے' اُس کی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے اور ہر کام میں اس شخص کی نقل اتارنے کی کوشش کرتا ہے' ہر اُس چیز سے پرہیز کرتا ہے جو اُس کے محبوب کی ناراضگی کا سبب ہو۔ محبت کے دعوے کے بعد اگر کوئی شخص اپنے محبوب کی مخالفت کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے یا پھر اس کی محبت کسی مصلحت اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ بعینہ یہی مثال نبی ﷺ کے ساتھ محبت کی ہے کہ جو شخص آپؐ سے محبت کا دعوے دار ہو ضروری ہے کہ وہ آپ کا مطیع و متبع بھی ہو جائے۔ اور پھر رسولوں کی بعثت کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء: ٦٤)

''ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔''

اسی طرح مومنین کی پہچان یہ بیان کی گئی ہے کہ:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

(النور: ٥١)

''ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ رسول ان کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی' ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

محبت رسول ﷺ کے اسی لازمہ کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۳۱' ۳۲)

''کہہ دو: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو' خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا' اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو' پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ آیت اس شخص کا فیصلہ کر رہی ہے جو اللہ کی محبت کا دعوے دار تو ہے لیکن محمد ﷺ کی پیروی نہیں کرتا کہ ایسا شخص اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا شمار ہوگا' یہاں تک کہ وہ اپنے تمام اقوال وافعال میں شرع محمدی اور دین نبوی کا متبع بن جائے۔''(۱۳۴)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ بات واضح رہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اسے اور اس کی موافقت کو ترجیح دیتا ہے' ورنہ اپنی محبت میں سچا نہ ہوگا' بلکہ وہ صرف محبت کا مدعی ہوگا۔ پس نبی ﷺ کی محبت میں وہی شخص سچا شمار ہوگا جس میں محبت کے آثار ظاہر ہوں اور اس پر سب سے پہلی چیز آپؐ کی اقتداء' آپؐ کی سنت کا التزام' آپؐ کے اقوال وافعال کی پیروی' آپؐ کے اوامر کا بجا لانا' نواہی (منع کیے گئے کام) سے رک جانا' اور خوشی و غمی' آسائش و تنگی ہر حال میں آپؐ کے احکام کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اس کی دلیل باری تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ......﴾ (۱۳۵) ''

(آل عمران: ۳۱)

(۱۳۴) تفسیر ابن کثیر ۱/۴۷۷۔ (۱۳۵) الشفاء ۲/۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایسا واضح مسئلہ ہے جو نبی ﷺ کی متعدد احادیث میں بہت کھول کر بیان ہوا ہے۔ دو ایک حدیثیں ملاحظہ ہوں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''چند فرشتے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ سو رہے تھے' ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں تو دوسرے نے جواب دیا کہ آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی (یعنی نبی ﷺ) کی ایک مثال ہے' وہ مثال اس کے لئے بیان کرو۔ اس پر ایک فرشتے نے کہا کہ وہ سو رہے ہیں تو دوسرے نے کہا کہ آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے۔ فرشتے نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس نے گھر بنایا اور اس میں دعوت کا انتظام کیا' پھر ایک بلانے والے کو بھیج دیا' تو جس نے بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہا وہ گھر میں داخل ہوا اور دعوت کا کھانا کھایا' اور جس نے داعی کی بات پر لبیک نہ کہا تو نہ وہ گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی دعوت کا کھانا کھایا۔ پھر فرشتوں نے کہا کہ اس مثال کی شرح بیان کرو تاکہ اسے سمجھ لیں' تو ان فرشتوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں' لیکن دوسرے نے جواب دیا کہ آنکھ سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے۔ تو ان فرشتوں نے اس کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ گھر سے مراد جنت ہے اور بلانے والے محمد (ﷺ) ہیں' تو جس نے محمد (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد (ﷺ) کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی' اور محمد (ﷺ) لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔'' (۱۳۶)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے دوٹوک فیصلہ فرما دیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

---

(۱۳۶) صحیح البخاری: ۷۲۸۱' الاعتصام' باب ۲۔ وسنن الترمذی: ۲۸۶۰' الامثال' باب ۱۔ الفاظ بخاری شریف کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ اَبٰى))، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ اَبٰى؟ قَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبٰى)) (۱۳۷)

''میری اُمت کے سارے لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس شخص کے جو جنت میں جانے سے انکار کردے''۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! انکار کون کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اُس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔''

ان دونوں حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت اور آپؐ سے محبت کے ساتھ آپؐ کی اطاعت کی ضرورت کا اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے، اور یہ معاملہ صرف آخرت تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کی اطاعت سے مُنہ موڑتا ہے تو اِس دنیا میں بھی ذلت وخواری ہی اس کے حصے میں آتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (۱۳۸)

''قیامت سے پہلے مجھے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ صرف اللہ کی بلاشرکت غیرے عبادت کی جائے، اور میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے، اور جو میری مخالفت کرے گا اس پر ذلت و خواری مسلط کردی جائے گی، اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ اسی میں شمار ہوگا۔''

---

(۱۳۷) صحیح البخاری: ۷۲۸۰، الاعتصام، باب ۲۔ ومسند احمد ۳۶۱/۲، بروایت ابوہریرہؓ۔

(۱۳۸) مسند احمد: ۵۰/۲۔ ومسند الشامیین للطبرانی: ۲۱۶ بروایت عبداللہ بن عمرؓ۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۲۸۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

اسی لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو افضل اُمت ہیں' وہ آپ ﷺ سے محبت میں پیش پیش ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی اتباع میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ دو ایک مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی دوسری چیز نہ تھی۔ (اس کے باوجود) جب وہ آپ کو (اپنی مجلس میں) تشریف لاتے دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ کام پسند نہیں ہے۔ (۱۳۹)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا:

((یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی جَمْرَۃٍ مِنْ نَارٍ فَیَجْعَلُھَا فِی یَدِہٖ))

''تم میں کا ایک شخص آگ کی چنگاری کی طرف رخ کرتا ہے اور اسے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔''

نبی ﷺ کے وہاں سے رخصت ہو جانے کے بعد اس صحابی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اسے کام میں لے آؤ تو اس صحابی نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں' اللہ کی قسم میں اس چیز کو نہیں لے سکتا جسے نبی ﷺ نے پھینک دیا ہو! (۱۴۰)

۳۔ حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب پہاڑ کے دروں اور وادیوں میں پڑاؤ ڈالتے تو چاروں طرف پھیل جاتے' یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۳۹) سنن الترمذی: ۲۷۵٤' الادب' باب ۱۳۔ ومسند احمد ۱۳۲/۳۔ والادب المفرد (صحیح الادب المفرد' ص ۳٥٤)

(۱۴۰) صحیح مسلم: ۲۰۹۰' اللباس' باب ۱۷' معجم الطبرانی الکبیر: ۱۲۱۷٥' ٤۱٤/۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ))

''تم لوگوں کا ان پہاڑوں کے دروں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی وجہ سے ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی جگہ اترتے تو اس قدر مل کر ٹھہرتے کہ اگر ان پر کوئی چادر ڈال دی جاتی تو اُن پر پوری ہو جاتی۔ (۱۴۱)

۴۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ راستے میں مردوں وعورتوں کا اختلاط ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَاْخِرْنَ ، فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ (تَحَقَّقْنَ) الطَّرِيْقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ)) فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اِنَّ ثَوْبَهَا يَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا)) (۱۴۲)

''اے عورتو! تم ہٹ جاؤ، تمہارے لئے بیچ راستے میں چلنا مناسب نہیں ہے، بلکہ تمہارے لئے کنارے کا راستہ ہے''۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد عورت بالکل دیوار سے چمٹ کر چلتی تھی حتیٰ کہ بسا اوقات اس کا کپڑا دیوار سے لٹک جاتا تھا۔''

۵۔ حضرت ابوجُری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ اپنے خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہونے اور اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا)) ''کسی کو گالی نہ دینا۔''

---

(۱۴۱) سنن ابی داؤد: ۲۶۲۸، الجهاد، باب ۸۸۔ ومسند احمد ۴/ ۱۹۳۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۳۵۲۔

(۱۴۲) سنن ابی داؤد: ۵۲۷۲، الادب۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الصحیحة: ۸۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوجریؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو گالی دی نہ ہی کسی غلام کو' اور نہ ہی اونٹ کو گالی دی اور نہ ہی کسی بکری کو..... الحدیث۔ (۱۴۳)

۶۔ حضرت خریم بن فاتک الاسدی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مجلس میں نبی ﷺ فرما رہے تھے:

((نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ))

''خریم الاسدی کتنے اچھے آدمی ہیں اگر ان کے بال لمبے نہ ہوتے اور ان کا تہبند (ازار) ٹخنے سے نیچے نہ ہوتا۔''

حضرت خریم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فوراً اٹھے' ایک چھری لی اور اپنے بالوں کو کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور اپنے ازار کو آدھی پنڈلی تک اوپر کر لیا۔ (۱۴۴)

عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد بھی سچے دل مسلمانوں نے آپ ﷺ کی اطاعت و پیروی کا حق ادا کر دیا ہے اور انہی لوگوں کی محنت و برکت سے اسلام کی کامل تعلیمات (الفاظ کی صورت میں اور عمل کی صورت میں) بغیر کسی ملاوٹ کے ہم تک پہنچی ہیں۔ علی سبیل المثال دیکھئے!

سلطان نور الدین زنگیؒ کی دین پسندی' سنت نبوی سے محبت اور اتباع معروفِ خاص و عام ہے۔ امام ابن کثیرؒ ان کی دین داری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے سامنے حدیث پڑھی گئی کہ "فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَلِّدًا سَيْفَهٗ" (رسول اللہ ﷺ اپنی تلوار کو گلے میں لٹکا کر نکلے)۔

یہ سن کر نور الدینؒ نے اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت شدہ طریقہ ترک ہو جانے پر حیرت کا اظہار کیا کہ فوجی اور امراء حضرات اپنی تلواروں کو کمر پر کیوں

(۱۴۳) سنن ابی داوٗد: ٤٠٧٢' اللباس۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الصحیحۃ: ١١٠٩' ٣/٩٩۔

(۱۴۴) سنن ابی داوٗد: ٤٠٨٩' اللباس۔ ومسند احمد ١٨١/٤۔ تحقیق کے لئے دیکھئے مسند احمد محقق ١٥٨/٢٩ تا ١٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھتے ہیں اور نبی ﷺ سے ثابت شدہ طریقے پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اس کے بعد سلطان نے فوج کو حکم دیا کہ تلوار گلے میں لٹکا کر نکلا کریں اور دوسرے دن جب سلطان اپنے لشکر کی طرف نکلے تو آپ خود اور آپ کی پوری فوج نبی ﷺ کی پیروی میں تلواروں کو گلے میں لٹکائے ہوئے تھے۔ (۱۴۵)

حاصل کلام یہ کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کے دعوے دار کے لئے آپ کی اطاعت و پیروی ضروری ہے۔ اور آدمی جس قدر آپ ؐ سے محبت کرنے والا ہوگا وہ اپنے عمل سے پہچانا جائے گا کہ وہ ہر میدان میں آپ ﷺ کا پیروکار اور متبع ثابت ہوگا۔ درجِ ذیل واقعہ میرے دعوے کا بہترین ثبوت ہے۔

ہند و نیپال کے مشہور عالم دین مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈا نگری اپنی مفید و مشہور کتاب ''ایمان و عمل'' میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ جامع مسجد دہلی میں حوض کے پاس بیٹھے ہوئے حلقۂ سامعین میں وعظ و تبلیغ فرمارہے تھے کہ اتنے میں کچھ مجاورین تبرکات کے نام سے کچھ چیزیں جامع مسجد کے کمرے سے نکال کر باہر لائے تو مسجد کے دوسرے لوگ تعظیماً و احتراماً کھڑے ہوگئے، لیکن مولانا بدستور اُن سبھی چیزوں کے علی الرغم وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے، آپ نے ان چیزوں کے لئے کوئی تعظیمی قیام نہیں کیا۔ مجاورین ان تبرکات کو لال قلعہ میں اکبر شاہ ثانی کی زیارت کے لئے لے جارہے تھے۔ اکبر شاہ ثانی کے ملاحظے کے وقت مجاورین زار و قطار رونے لگے، بادشاہ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو اور بھی بناوٹ سے رونے لگے۔ آخر بادشاہ کے اصرار پر بتایا کہ جہاں پناہ! ان تبرکات کی بڑی توہین ہوئی ہے، ہم کو اس کا قلق و غم ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آخر کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ خاندانِ ولی اللہ

(۱۴۵) البداية والنهاية: ۸۰۲/۱۲، طبع دار المعرفة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک مولوی صاحب مسجد میں موجود تھے' جب ہم ان تبرکات کو لے کر چلنے لگے تو مسجد کے سارے لوگ اِن کے احترام و تعظیم میں کھڑے ہو گئے مگر یہ مولوی صاحب اور ان کے معتقدین مسجد میں بیٹھے رہ گئے' انہوں نے تبرکات کی کوئی تعظیم نہیں کی اور آئندہ دوسرے لوگ بھی ان کی تعظیم و تکریم غیر ضروری سمجھیں گے۔ پھر ان تبرکات کی کوئی تعظیم نہیں ہوگی اور ان کی عزت جاتی رہے گی۔

بادشاہ نے کہا کہ میں مولوی صاحب سے دریافت کروں گا' تم لوگ اطمینان رکھو۔ بادشاہ نے ایک چوبدار و ہرکارے کو بھیج کر مولوی صاحب کو طلب کیا۔ چونکہ بادشاہ نے ان کو بلا کسی تقریب و بلا کسی اہتمام کے طلب کیا تھا اور بادشاہ کا ایسا معمول کبھی نہ تھا اس لئے خاندان میں اختلاف ہوا اور سب نے مشورہ دیا کہ بلاسبب طلبی ہے اس لئے ہرگز نہ جانا چاہیے۔ مولانا نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے مشورہ دیا کہ اگر جانا ہی چاہتے ہو تو جاؤ مگر ریزیڈنٹ کو اطلاع کر کے جاؤ تا کہ بادشاہ کچھ بدنیتی سے کام نہ لے سکے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے انگریز ریزیڈنٹ سے مل کر جانے کی ضرورت نہیں ہے' اللہ مالک و کفیل ہے' اسی پر بھروسہ ہے۔ مولانا نے اپنا فیصلہ سنا کر یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝﴾ (التوبة: ٥١)

"کہو: ہم کو کوئی ضرر ہرگز نہیں پہنچے گا مگر صرف اسی قدر جس قدر اللہ نے مقدر میں لکھ دیا ہے' وہ ہمارا مالک اور ہمارا آقا ہے' اس پر ایمان لانے والے بھروسہ کرتے ہیں۔"

آپؒ نے بادشاہ کے خط کا جواب دیا کہ میں حاضر ہو جاؤں گا' البتہ درباری تکلفات اور فرشی سلام کی پابندی نہ کرسکوں گا' مسنون قاعدہ کے مطابق صرف سلام پر اکتفا کروں گا۔ اس اطلاع کے بعد مولانا لال قلعہ میں تشریف لے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ سلامت اپنے دربار عام سے اٹھ کر دربارِ خاص جا چکے تھے' مولانا شہیدؒ بھی وہیں پہنچے اور سلام مسنون کر کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے پرتپاک خوش آمدید کے بعد کہا کہ مولانا صاحب! حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی پر کچھ روشنی ڈالئے! حضرت مولانا نے سیّدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے واقعاتِ سفر ہجرت اور اہل مکّہ کے مظالم و سفر طائف وغیرہ کے شدائد کا کچھ ایسے انداز سے بیان فرمایا کہ بادشاہ بھی زاروقطار رونے لگا اور اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ مولانا نے وعظ ختم کیا تو بادشاہ کو کچھ سکون حاصل ہوا۔ آخر میں بادشاہ نے استفسار کیا کہ مولانا صاحب! جب آپ رسول اللہ ﷺ کے محامد و فضائل کے اتنے معتقد ہیں تو اس کا کیا سبب ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے تبرکات جامع مسجد سے نکالے گئے تو سب لوگ ان کی تعظیم بجالائے' آپ نے ان کی کوئی تعظیم نہیں کی؟

آپؒ نے فرمایا کہ اوّل تو ان تبرکات (نعلین شریفین اور موئے مبارک) کی آں حضرت ﷺ سے نسبت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی ہے' دوسری بات یہ کہ اگر یہ چیزیں تبرک کی ہوتیں تو آپ کو ان کی زیارت کے لئے جانا چاہئے نہ کہ یہ چیزیں کھینچ کر آپ کے پاس لائی جائیں۔ نیز مولانا نے بادشاہ سے کہا کہ صحیح بخاری منگوایئے! جب بخاری شریف آ گئی تو مولانا نے کہا کہ اس میں حضور ﷺ کے سنن' اقوال' افعال' تقاریر وغیرہ پوری صحت کے ساتھ درج ہیں' اس میں کوئی شبہ نہیں۔ سب چیزیں نبی کریم ﷺ کی طرف پوری صحت کے ساتھ منسوب ہیں مگر آپ نے ان کی کوئی عزت و استقبال اور تعظیم نہیں کی' لیکن یہ رسمی بال و نعل مبارک جن کی صحت پر کوئی شہادت نہیں' آپ نے ان کی تعظیم کو ضروری سمجھا۔ اتنا کہہ کر مولانا نے فرمایا: جن رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں آپ ابھی آنسو بہا رہے تھے ان کی مخالفت آپ کر رہے ہیں' یہ سونے کے کنگن جو آپ پہنے ہوئے ہیں یہ سرتا سرنا جائز ہے' نبی کریم ﷺ نے اس کو مردوں پر حرام کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ نے کہا: مولانا! اگر آں حضرت ﷺ نے اس سے منع کیا ہے تو اس کو ابھی میرے ہاتھ سے نکال دیجئے! مجھ کو افسوس ہے کہ میرے دربار میں سینکڑوں علماء اَب بھی ہیں مگر کسی نے یہ بات نہیں بتائی۔ بادشاہ نے دونوں ہاتھوں کے کنگن نکال دیئے اور مولانا سے کہا کہ آپ انہیں ہمراہ لیتے جائیں اور باہر فقیروں میں تقسیم کردیں۔ مولانا نے کہا اگر میں تقسیم کے خیال سے لے گیا تو آپ کے درباری کہیں گے کہ اسماعیل بادشاہ کے کنگن اینٹھ لے گیا' اس لئے آپ خود ہی مستحقین وفقراء میں تقسیم کردیں۔

بادشاہ پر مولانا کے جلال و جمال کا پورا پورا سکہ بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے مولانا کو بڑے اعزاز کے ساتھ رخصت کیا' سات خوان پارچہ غلاموں کے ہمراہ مولانا کے گھر بھیجا اور مولانا کو شاہی خلعت کے علاوہ ایک سواری بھی دی۔ (۱۴۶)

دوسری علامت: آپ ﷺ کو دیکھنے کی تمنا

کس قدر مبارک ہیں وہ روحیں جو آپ ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئیں' اور کس قدر خوش قسمت ہیں وہ آنکھیں جنہیں آپ ﷺ کی رویت نصیب ہوئی اور کس قدر قابل رشک ہیں وہ کان جنہوں نے آپ ﷺ کی میٹھی آواز سنی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((طُوبٰی لِمَنْ رَآنِیْ' وَطُوبٰی لِمَنْ رَآی مَنْ رَآنِیْ' وَلِمَنْ رَآی مَنْ رَآی مَنْ رَآنِیْ وَآمَنَ بِیْ)) (۱۴۷)

''کیا ہی خوب ہے وہ آدمی (صحابی) جس نے مجھے دیکھا' اور کیا ہی خوب ہے جس نے مجھے دیکھنے والے (صحابی) کو دیکھا اور کیا ہی خوب ہے وہ جس نے اس شخص کو دیکھا (تابعی کو) جس نے میرے کسی دیکھنے والے

(۱۴۶) ایمان وعمل' ص۱۱۲تا۱۱۶' نقلاً عن حیاتِ طیبہ' مرزا حیرت دہلوی' ص۸۷تا۸۴۔

(۱۴۷) مستدرك الحاكم: ۳/ ۸۶' الطبرانی (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰) بروایت عبداللہ بن بسرؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۲۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صحابی) کو دیکھا ہو اور مجھ پر ایمان لایا ہو۔"

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((طُوْبٰی لِمَنْ رَآنِیْ وَآمَنَ بِیْ، وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَآمَنَ بِیْ)) (١٤٨)

"خوش خبری ہے اُس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا (صحابی) اور مجھ پر ایمان لایا، اور سات بار خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر بھی مجھ پر ایمان لایا۔"

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد نبی ﷺ کا دیدار بڑے فضل کی چیز ہے۔ اس لئے آپ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کے دیدار کی تمنا اور خواہش دلوں میں موجود رہے، کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کو دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے اور اسے یہ شدید خواہش رہا کرتی ہے کہ اپنے محبوب کا دیدار کرلے، اور اگر یہ محبت سخت اور سچی رہی تو محبوب کو دیکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

((مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا قَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ اَوْ یَخْرُجُوْنَ بَعْدِیْ، یَوَدُّ اَحَدُهُمْ اَنَّهُ اَعْطٰی اَهْلَهُ وَمَالَهُ وَاَنَّهُ رَآنِیْ)) (١٤٩)

"مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے میرے وہ اُمتی ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور ان کی تمنا ہوگی کہ وہ اپنے اہل وعیال اور مال ودولت سب کچھ قربان کر کے بھی مجھے دیکھ لیں۔"

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو بلاشبہ نبی ﷺ سے فدا کاری کی حد

(١٤٨) مسند احمد: ٥/ ٢٤٨۔ ومعجم الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ١٠/ ٦٧) دیکھئے الصحیحۃ: ١٢٤١، بروایت ابوامامہؓ۔

(١٤٩) صحیح مسلم: ٢٨٣٤، صفۃ الجنۃ، باب ٥، بروایت ابوہریرہؓ۔ ومسند احمد ٥/ ١٥٦ بروایت ابوذرؓ دیکھئے الصحیحۃ: ١٤١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک محبت کرتے تھے' انہوں نے اس جذبے کی بڑی نادر مثالیں پیش کی ہیں' دو ایک صحابیوں کا جذبۂ دیدار ملاحظہ ہو:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں' آپ میرے نزدیک میرے اہل و مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں' آپ میرے نزدیک میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور جب آپ کی یاد آ جائے تو جب تک آ کر آپ کو دیکھ نہیں لیتا صبر و چین نہیں ملتا اور جب اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں (تو مایوسی چھا جاتی ہے) مجھے یقین یہ ہے کہ آپ جنت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بڑے اونچے مقام پر ہوں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو ڈر ہے کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔

آپ ﷺ نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام درج ذیل آیت لے کر تشریف لے آئے:

﴿وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء:٦٩)

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' جیسے نبی' صدیق' شہید' اور نیک لوگ۔ یہ بہترین رفیق اور ساتھی ہیں۔''(۱۵۰)

۲۔ غزوۂ اُحد کے واقعات میں بنو دینار کی انصاری خاتون کا واقعہ بڑا مشہور

(۱۵۰) المعجم الصغیر للطبرانی: ۲٦/۱' المعجم الاوسط: ۴۸۰' ۲۹٦/۱۔ دیکھئے الصحیح المسند من اسباب النزول' ص۴٦' للشیخ مقبل بن ھادی الوادعیؒ' طبع مکتبۃ المعارف الریاض۔ نیز دیکھئے مجمع البحرین: ۳۳۰۸' ۱٦/٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کا باپ، بھائی اور شوہر اُس جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ وہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر مدینہ منورہ سے نکل پڑیں اور اُحد کی طرف بھاگیں۔ آپؐ جنگ سے واپس ہو رہے تھے۔ لوگوں نے اس خاتون کو اس کے اقارب کی شہادت کی خبر دی لیکن وہ کہنے لگی کہ اللہ کے رسول ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: خَيْرٌ يَا أُمَّ فُلَانٍ هُوَ بِحَمْدِ اللّٰهِ كَمَا تُحِبِّيْنَ (الحمدللہ وہ خیریت سے ہیں اے اُمّ فلاں! جیسے تم چاہتی ہو ویسے ہی ہیں)۔ اس پاک بی بی نے جواب دیا "أَرُوْنِيْهِ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَيْهِ" (ذرا مجھے دکھلا دو کہ میں ان کے مبارک چہرے کو دیکھ لوں)۔ لوگوں نے اشارے سے بتلایا کہ آپؐ وہ ہیں۔ جب اس انصاری صحابیہ کی نظر آپؐ پر پڑی تو بے ساختہ پکار اٹھیں: كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ[(۱۵۱)] (آپ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے)۔ سچ کہا ہے علامہ شبلی نعمانی نے ؎

ماں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم!

۳۔ اسی طرح غزوۂ اُحد کی واپسی میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ آپؐ کے پاس دوڑتی ہوئی آئیں۔ اُس وقت حضرت سعد بن معاذ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھے، کہنے لگے: یارسول اللہ! یہ میری والدہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں مرحبا ہو۔ اس کے بعد ان کے استقبال کے لئے رک گئے، جب وہ قریب آئیں تو آپؐ نے ان کے صاحبزادے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کلمۂ تعزیت کہتے ہوئے انہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین فرمائی۔ وہ کہنے لگیں:

أَمَّا إِذَا رَأَيْتُكَ فَقَدِ اشْتَوَيْتُ الْمُصِيْبَةَ

(۱۵۱) سیرۃ ابن ہشام: ۱۱۱/۳ طبع دار احیاء التراث ۱۴۲۱۔ نیز دیکھئے مجمع البحرین ۱۰۶/۵۔ وصحیح السیرۃ النبویۃ لاکرم ضیاء العمری ۳۹۵/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب آپ کو سلامت دیکھ لیا تو ہر مصیبت ہیچ ہے۔" (۱۵۲)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں تو آپ کی محبت اس قدر رچ بس گئی تھی کہ آپ ﷺ کو روزانہ خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت المثنی بن سعد کہتے ہیں کہ خادمِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ کوئی بھی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میں نبی ﷺ کو خواب میں نہیں دیکھتا ہوں۔ پھر رونا شروع کر دیتے۔ (۱۵۳)

ایک مشہور تابعی خالد بن معدان ہیں جن کی ملاقات تقریباً ستر صحابہ سے ہے۔ بڑے ہی نیک اور صالح بزرگ تھے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ رات کو سونے سے قبل اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد کر کے ہر ایک کا نام لیتے اور فرماتے:

هم أصلي وفصلي واليهم يحن قلبي' طال شوقي اليهم فعجّل ربّي قبضي اليك (۱۵۴)

"وہی میرے اصل وفصل ہیں' انہی کے لئے میرا دل مشتاق ہے' میرا شوق طویل ہو چکا ہے۔ اے اللہ! مجھے جلد ہی اپنی طرف بلا لے۔"

اور یہی کہتے کہتے انہیں نیند آ جاتی۔

ہم میں سے ہر شخص آپ ﷺ کے دیدار کی تمنا رکھتا ہے یا کم از کم اس کا دعوے دار ضرور ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی تیاری کی ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ چیز صرف تمنا سے حاصل ہونے والی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ دل میں ہونا چاہئے۔ خواب میں دیدارِ نبوی کی دعا ہونی

---

(۱۵۲) سبیل الھدیٰ والرشاد: ۲۲۹/۴۔ الرحیق المختوم' ص ۳۸۵۔

(۱۵۳) سیرۃ اعلام النبلاء ۴۰۳/۳۔ وطبقات ابن سعد' ص ۲۰۔

(۱۵۴) الشفاء ۵۰/۲ ۔ سیر اعلام النبلاء ۵۳۹/۴۔ تفصیل کے لئے قاضی عیاض رحمہ اللہ کی "شفاء" کا مطالعہ کیجئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے' حشر کے میدان اور جنت میں آپ ﷺ کے دیدار کے وسائل اختیار کرنے چاہئیں' کیونکہ بہت سے ایسے بدبخت ہوں گے کہ حشر کے میدان میں نبی ﷺ ان کے بارے میں فرمائیں گے:

((سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي)) (۱۵۵)

"دُوری ہو'دُوری ہو اُس شخص کے لئے جس نے میرے بعد دین میں ردّو بدل سے کام لیا۔"

کتنے ہی خوش نصیب تھے وہ صحابہ ؓ جنہوں نے آپ ﷺ کو دنیا میں دیکھا اور جنت میں آپ کے دیدار کے مشتاق رہے۔ ذرا ایک مثال سے اس جذبے کا اندازہ لگائیں۔ ایک جوان صحابی حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ:

میں دن میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور جب رات آتی تو آپ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر رات گزارتا۔ میں آپؐ کے ذکر و تسبیح کی آواز برابر سنتا تھا۔ آپؐ اتنی دیر تک سُبحان اللّٰہِ' سُبحانَ رَبِّی کا وِرد کرتے رہتے کہ میں سنتے سنتے اکتا جاتا یا پھر نیند آ جاتی اور میں سو جاتا' میری یہ خدمت اور شوق دیکھ کر نبی ﷺ نے ایک دن مجھ سے فرمایا:

((يَا رَبِيعَةُ! سَلْنِي فَأُعْطِيكَ))

"اے ربیعہ! جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو' میں تمہاری خواہش پوری کروں گا۔"

حضرت ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے سوچنے کی مہلت دیجئے!

حضرت ربیعہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ دنیا تو فنا ہونے والی چیز

---

(۱۵۵) صحيح البخاری: ٦٥٨٤' الرقاق۔ وصحيح مسلم: ٢٢٩٠' الفضائل' بروایت ابوسعید الخدریؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (اس لئے کیوں نہ کوئی ایسی چیز مانگوں جو آخرت میں میرے کام آئے) اس لئے میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ! آپ سے یہ سوال ہے کہ آپ اللہ سے یہ دعا کریں کہ اللہ مجھے جہنم سے نجات دے اور جنت میں داخل کرے۔''

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ: ''میں جنت میں آپؐ کے قرب کا سوال کرتا ہوں''۔ یہ سوال سن کر آپ ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش رہے، پھر فرمایا:

((مَنْ اَمَرَکَ بِھٰذَا))

''اس سوال کا تمہیں کس نے مشورہ دیا ہے؟''

میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کسی نے یہ مشورہ نہیں دیا، لیکن میں نے دیکھا کہ دنیا فانی اور ختم ہو جانے والی چیز ہے اور اللہ نے آپ کو جو مقام دیا ہے وہ معلوم ہی ہے، اس لئے میں نے سوچا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ اَفْعَلُ، فَاَعِنِّیْ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ))(۱۵۶)

''میں دعا کروں گا، لیکن کثرت سے نفل نماز پڑھ کر میری مدد کرو۔''

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی صحبت و دیدار کا متمنی ہو اُسے کثرت سے نفل نمازوں کا اہتمام کرنا چاہئے، ورنہ صرف تمنا اور خواہشات سے آپ کا دیدار حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

تیسری علامت: نبی ﷺ کی مدد اور آپ کی طرف سے دفاع

یہ بات بھی فطرت میں داخل ہے کہ حقیقی دوست اور سچا محب اپنے دوست اور محبوب کی مدد اور ضرورت پڑنے پر اس کی طرف سے حتی الامکان دفاع کرتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں، بلکہ جو شخص جس کسی سے جس قدر

(۱۵۶) الطبرانی الکبیر: ۴۵۷۶، ۵/ ۵۷، ۵۸۔ یہ حدیث مختصراً صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ محبت کرتا ہے اسی نسبت سے اس کا اسی قدر زیادہ دفاع کرتا ہے اور نبی ﷺ کی طرف سے دفاع کرنا اُمت کے ہر فرد پر واجب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝﴾

(الفتح:۸، ۹)

''یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوش خبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے' تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰۤئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں' اور ان کی حمایت کرتے ہیں' اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کے وہ لوگ جن کے دل ابھی تک ایمان کی روشنی سے منور نہیں ہوئے اور بوجوہ غزوہ تبوک میں اللہ کے رسول ﷺ کا انہوں نے ساتھ نہ دیا' انہیں متنبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ......﴾

(التوبة:۱۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مدینہ کے رہنے والے اور وہ بادیہ نشین جو اُن کے گرد و پیش میں آباد ہیں' ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ (ﷺ) کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاتے اور نہ آپ کی جان سے بے پرواہ ہو کر خود اپنی جان کی فکر میں لگ جاتے۔"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں نبی ﷺ کی طرف سے دفاع اور آپ کی مدد مسلمانوں اور بالخصوص آپ ہی کی محبت کے دعوے داروں پر آپؐ کا حق ہے وہیں شرعی نقطۂ نظر سے بھی ہر مسلمان پر آپؐ کی مدد فرض ہے۔ لہٰذا ان کے لئے یہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی جانوں کا تو تحفظ کر لیں اور رسول اللہ ﷺ کے تحفظ کے بارے میں کوتاہی برتیں۔ اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں' البتہ اپنی جان زیادہ پیاری ہے تو آپ ﷺ نے انہیں متنبہ کیا اور ان کے ذریعے سارے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ کوئی شخص اُس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی بڑھ کر عزیز نہ ہو جاؤں' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ غور کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اب میرے نزدیک آپ میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو آپؐ نے فرمایا:

((اَلْآنَ يَا عُمَرُ!)) (۱۵۷)

یعنی "اے عمر! اب تم کامل مومن ہوئے ہو!"

اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جو مومنین صادقین تھے انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی ایسی مدد کی کہ اس کی مثال تاریخ انسانیت کے صفحات میں نظر نہیں آتی' بلکہ اسلام کے انصاف پسند دشمنوں کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت محمد (ﷺ) کے ساتھی آپؐ سے محبت کرتے ہیں۔ ایسی محبت کی مثال کائنات

(۱۵۷) صحیح البخاری۔ اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نہیں دیکھی۔ چنانچہ جب حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو حادثہ رجیع (۱۵۸) کے موقع پر قید کر کے صفوان بن امیہ کے ہاتھ بیچا گیا تاکہ وہ بدر میں قتل ہونے والے اپنے باپ کے بدلے انہیں قتل کر سکے' اور جب حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے مجمع عام میں پیش کیا گیا اور ابوسفیان نے سوال کیا کہ اے زید! تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اِس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے بدلے ہمارے قبضہ میں ہوتے' ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل وعیال میں آرام سے ہوتے؟ تو اُس وقت اس مردِ مومن نے جو جواب دیا وہ تاریخ کے صفحات پر آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے کہ اس کلمہ نے دشمنانِ اسلام کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا' نیز ہر محبِ رسول اور مدعی محبت رسول کے لئے ایک مثال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس کو کہتے ہیں۔ حضرت زید نے جواب میں فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ الْآنَ فِی مَکَانِہِ الَّذِی ھُوَ فِیہِ تُصِیبُہُ شَوْکَۃٌ تُؤْذِیہِ وَاِنِّی جَالِسٌ فِی اَھْلِی

(۱۵۸) صفر ۴ھ میں قبیلۂ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ذکر کیا کہ ان کے اندر اسلام کا کچھ چرچا ہے لہٰذا آپ انہیں دین سکھانے اور قرآن پڑھانے کے لئے کچھ لوگوں کو بھیج دیں۔ آپ نے عاصم بن ثابت کی امارت میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ قبیلہ ہذیل کے رجیع نامی ایک چشمے پر پہنچے تو انہوں نے ان کے ساتھ غداری کی اور بنولحیان کو ان پر چڑھا لائے۔ ان کے تقریباً ایک سو تیر اندازوں نے انہیں ایک ٹیلے پر جا گھیرا...... پھر عہد و پیمان دیا کہ اگر وہ اتر آئیں تو انہیں قتل نہ کریں گے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اترنے سے انکار کیا اور رفقاء سمیت ان سے جنگ شروع کر دی۔ سات شہید ہو گئے' تین باقی رہے۔ کفار نے پھر وہی عہد و پیمان دیا۔ چنانچہ وہ تینوں اتر آئے' مگر کفار نے بدعہدی کی اور انہیں باندھ لیا۔ اس پر ایک نے یہ کہہ کر ساتھ جانے سے انکار کر دیا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے۔ کفار نے اسے قتل کر دیا اور باقی دو کو مکہ لے جا کر بیچ دیا۔ یہ دونوں خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما تھے۔ خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر بن نفیل کو قتل کیا تھا لہٰذا انہیں کچھ عرصے تک قید میں رکھا گیا پھر تنعیم لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ باقی رہے زید بن دثنہؓ تو ان کا ذکر اوپر ہو رہا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیاتِ نبوت' ص ۱۵۸ اور اس کے بعد' الرحیق المختوم' ص ۳۹۵ اور اس کے بعد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قسم ہے اللہ کی! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں رہوں اور محمد ﷺ جہاں تشریف فرما ہیں وہاں انہیں ایک کانٹا بھی چبھ جائے جس سے آپؐ کو تکلیف ہو۔"

مولانا ظفر علی خان نے اپنے درج ذیل شعر میں اس کی ترجمانی یوں کی ہے۔

یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
نبیؐ کے پائے اقدس میں فقط کانٹا ہی چبھ جائے

ایسا محبت وخلت بھرا جواب سننا تھا کہ ابوسفیان جو ابھی تک کافر تھے' بول اٹھے: جتنا محمد کے ساتھی محمد (ﷺ) سے محبت کرتے ہیں اتنا ہم نے کسی اور کو کسی سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ (۱۵۹)

بات صرف دعوے تک محدود نہ تھی' بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی ایسی عملی مثالیں پیش کیں کہ تاریخ انسانیت میں ایسی مثالیں پیش کرنی ممکن ہی نہیں۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں!

خادمِ رسول حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ سات انصار اور دو قریش صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ہمراہ الگ تھلگ رہ گئے' جب حملہ آور آپ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ' اَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ))

"کون ہے جو انہیں ہم سے دُور کردے؟ اس کے لئے جنت ہے یا یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

اس کے بعد ایک انصاری صحابی بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر مشرکین آپ ﷺ کے بالکل قریب آ گئے تو پھر آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ' اَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ))

---

(۱۵۹) سیرة ابن هشام ۳/ ۱۹۱' طبع محققة دار احياء التراث' ۱۴۲۱ھ۔ و السيرة النبوية

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کون ہے جو انہیں ہم سے دُور کر سکے' اس کے لئے جنت ہے' یا یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

اتنے میں ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اسی طرح باری باری ساتوں انصاری صحابی شہید ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنے دونوں قریبی ساتھیوں (حضرت طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ:

((مَا اَنْصَفْنَا اَصْحَابَنَا)) (١٦٠)

''ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔''

سیرتِ ابن ہشام وغیرہ میں ہے کہ ان ساتوں میں سے آخری صحابی حضرت عمارہ بن یزید بن السکن رضی اللہ عنہ تھے' جب وہ زخموں سے چور ہو کر نیچے گرے اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان پر سے مشرکین کو پیچھے دھکیلا تو نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ انہیں میرے قریب کر دو۔ جب وہ نبی ﷺ کے قریب کئے گئے تو آپ ؐ نے انہیں اپنے پاؤں پر ٹیک لیا اور ان کی جان اس حالت میں نکلی کہ ان کا رخسار نبی ﷺ کے پاؤں پر تھا۔ (١٦١)

سچ ہے کہ درج ذیل شعروں کی اس سے بہتر تعبیر نہیں ہو سکتی ؎

سر بوقت ذبح میرا ان کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے!

اور

نکل جائے دم تیرے قدموں کے اوپر
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے!

عصرِ حاضر میں آپ ﷺ کی طرف سے دفاع اور مدد میں چند امور داخل

---

(١٦٠) صحیح مسلم: ١٧٨٩' المغازی' باب ١٢۔ الرحیق المختوم' ص ٣٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن کا التزام ہر محبِ رسول ﷺ پر واجب ہے۔

۱۔ آپ ﷺ کی ذات وصفات پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا رڈ کیا جائے۔

کافر اور کافروں کے حاشیہ بردار نبی ﷺ کی ذات وصفات پر جو اعتراضات کرتے ہیں ان کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ مسلم معاشرے میں اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو حاکم وقت پر واجب ہے کہ پہلے تو اس آدمی کو دلائل سے مطمئن کرنے کی کوشش کرے' اگر یہ کوشش کامیاب ہو جائے تو بہتر' ورنہ اسے قرار واقعی اور عبرت ناک سزا دے جو قتل بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا شخص بظاہر اسلام کا اظہار کرتا ہے تو اسے بذریعۂ عدالت مرتد قرار دلوایا جائے۔ کسی بھی مسلمان کے لئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کہ جس مجلس میں نبی ﷺ پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہو اُس میں بیٹھا رہے' بلکہ ایسا کرنا ایمان بالرسالت اور محبت رسول ﷺ دونوں کی عملی نفی ہے۔ آج کتنی زبانیں اور قلم آپ ﷺ کے مقام کو پامال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' جن پر روک ٹوک لگانے اور ان پر شرعی حد نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان خصوصاً مسلمانوں میں سے اہل ثروت و اہل جاہ مصلحت پسندی میں مبتلا ہیں۔ یہ سب دیکھتے اور سنتے ہیں اور پھر بھی خاموش ہیں۔ دین کی اجنبیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ نبی ﷺ نے جس ناگزیر وقت کی خبر دی تھی وہ شاید آ گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَبْرِمْ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَمْرَ رُشْدٍ یُعَزُّ فِیْہِ اَھْلُ طَاعَتِکَ وَیُذَلُّ فِیْہِ اَھْلُ مَعْصِیَتِکَ وَیُؤْمَرُ فِیْہِ بِالْمَعْرُوْفِ وَیُنْھٰی فِیْہِ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَا یُخَافُ فِیْہِ لَوْمَۃُ لَائِمٍ۔

جس وقت متحدہ ہندوستان میں ۱۹۲۴ء میں کسی آریہ نے "رنگیلا رسول" کے نام سے انتہائی زہریلی کتاب لکھی جس میں اس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ گرامی پر بڑے ہی رقیق حملے کیے اور کتاب کا اسلوب بڑا ہی اشتعال انگیز، فحش اور دائرہ تہذیب سے باہر تھا تو ایک طرف مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے ''مقدس رسول'' لکھ کر اس کتاب کا مسکت اور علمی جواب دیا اور مسلمانوں کو قلبی سکون پہنچایا تو دوسری طرف ایک محبِ رسول (۱۶۲) نے اُس کتاب کے مصنف یا جس کے ایماء پر وہ کتاب لکھی گئی تھی، اس کا کام تمام کر دیا۔

✡ سنن رسول ﷺ پر اٹھنے والے اعتراضات کا جواب

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ کی سنت پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیا جائے، کیونکہ نبی ﷺ کا اُسوہ سب

---

(۱۶۲) ۱۹۸۱ء یا ۱۹۸۲ء میں دہلی قیام کے دوران ایک بزرگ سے اکثر ملاقات رہتی تھی جن کا نام حاجی انوار الحق تھا اور لوگ انہیں قاضی صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے۔ کافی معمر بزرگ تھے۔ خیر وصلاح کے آثار اُن کے چہرے سے ظاہر تھے۔ دن میں دو ایک وقت کی نماز ہمارے ساتھ ضرور پڑھتے تھے۔ اب وہ مرحوم ہو چکے ہیں۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واجعل الجنۃ مثواہ۔ آمین۔ ایک خصوصی مجلس میں انہوں نے واقعہ سنایا۔ جب ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب کے مؤلف ''سوامی دیانند'' (ہوسکتا ہے کہ اس نام میں مجھ سے کچھ بھول ہو رہی ہو) یا جس کے اشارے پر یہ کتاب لکھی گئی تھی، اس نے اپنے مسلمان کاتب کو اس کا مسودہ دیا جس کا نام شاید عبدالحمید تھا اور وہ مغربی یوپی کے کسی ضلع کا رہنے والا تھا۔ کاتب نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کی اسلامی غیرت جاگ اٹھی۔ نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں ایسی بے ہودہ اور گستاخانہ تحریر کو دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے کسی بہانے سے اپنے گھر کے سفر کی اجازت چاہی اور وعدہ کیا کہ دو دن میں واپس آجائے گا۔ دو ایک دن کے بعد جب شام کو واپس آیا تو سیدھا سوامی دیانند کے پاس گیا اور پہنچتے ہی اس پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں وہ بدبخت جہنم رسید ہوا۔ معلوم ہوا کہ اس مسلمان کاتب نے اپنے گھر کا سفر صرف ہتھیار لانے کے لئے کیا تھا۔ اس کاتب کو گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ انگریز عہد حکومت تھا۔ اس نے پوری بہادری کے ساتھ اقرارِ جرم کر لیا، اس کا وکیل اور بہت سے دوسرے مسلمان اس سے کہتے رہے کہ انکار کر دے یا کسی اور قسم کے بہانے سے کام لے لے، لیکن وہ شخص اس بات پر بضد رہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور نبی ﷺ کی ذات کا بدلہ لیا ہے۔ چنانچہ عدالت سے اس کی پھانسی کا حکم جاری ہوا جسے وقت مقررہ پر نافذ کر دیا گیا۔ مذکورہ قاضی صاحب جو اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں خود اُس شخص کے جنازے میں شریک تھا اور جب وہ جنازہ اٹھایا گیا تو اس کا جنازہ مقبرہ کی طرف اس تیزی سے بڑھ رہا تھا کہ گویا غیبی طاقت اسے دھکا دے رہی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بہتر اُسوہ اور آپ ﷺ کا طریقہ سب سے بہتر طریقہ ہے' ساری دنیا میں اُمن واَمان کی ضمانت آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پابندی میں ہے' آخرت میں نجات نبی ﷺ کی سنتوں کی پیروی پر منحصر ہے۔ دُنیوی زندگی میں آپ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت کا نتیجہ حشر کے میدان میں اس طرح ظاہر ہوگا کہ آپؐ فرمائیں گے:

((سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ))

''دُوری ہو' دُوری ہو اس کے لئے جس نے میرے اُسوہ میں ردّ و بدل سے کام لیا۔''

اس لئے ضروری ہے کہ ایک سچا مسلمان اور حقیقی محب رسول نبی اکرم ﷺ کی سنتوں اور آپؐ کے اُسوہ کی پابندی کرے۔ جس قدر ایک مسلم کا قلبی تعلق نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے ہے اسی محبت کے ساتھ وہ آپ کی سنتوں پر بھی عمل پیرا رہے' اس میں کسی بھی قسم کی کمی بیشی کو ناقابل معافی جرم سمجھے' سنت پر اٹھائے گئے جھوٹے اعتراضات کو ہر ممکن طور پر رد کرنے اور ان کا جواب دینے کی کوشش کرے۔ آپ ﷺ سے ثابت شدہ سنت کو بدلنے اور اس پر اعتراضات کرنے والوں اور اس کا مذاق اُڑانے والوں کا علمی طریقے سے مُنہ توڑ جواب دے' الحادی ذہن رکھنے والے آپ ﷺ کی سنتوں پر جو اعتراضات وشبہات پیش کرتے ہیں ان کا جواب دے' بیمار دل لوگ صاف ستھری تعلیم میں جو کچھ ملاوٹ کرنا چاہتے ہیں اسے ان سے بچائے۔ یہ ساری اُمت کا اجتماعی فرض ہے اور نبی ﷺ کی طرف سے دفاع میں شامل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ ' فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ)) (۱۶۳)

---

(۱۶۳) سنن الترمذی: ۲۶۵۷' العلم۔ وسنن ابن ماجة: ۲۳۲' المقدمة۔ ومسند احمد ۴۳۷/۱' بروایت عبداللہ بن مسعودؓ۔ دیکھئے صحیح الترغیب: ۸۹' ۱۴۸/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے مجھ سے کوئی حدیث سنی' پھر اس حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی اوروں تک پہنچادیا' کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن تک حدیث پہنچائی جاتی ہے ان سے زیادہ سمجھنے اور یاد رکھنے والے ہوتے ہیں جو پہنچا رہے ہیں۔"

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک علماء کی ایک جماعت نے نبی ﷺ کی سنت کی حفاظت کے لئے اپنی ساری طاقت وقوت کو مسخر کر رکھا ہے اور اس بارے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت اور حالات ومشکلات کی پرواہ نہیں کرتے۔ کتب حدیث اور علماء کی سیرتوں پر مدوّن کتب اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

حضرت یحییٰ بن سعید القطان (۱۶۴) رحمہ اللہ کا درج ذیل کلام کس قدر خوش کن اور روح افزا ہے جسے انہوں نے اپنی وفات کے وقت کہا تھا۔

مشہور راوئ حدیث ابوبکر بن خلاو فرماتے ہیں' مرض الموت کے وقت میں یحییٰ بن سعید القطان کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے پوچھا کہ اہل بصرہ میرے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟ (۱۶۵) ہم نے جواب دیا کہ آپ کے بارے میں

(۱۶۴) دوسری صدی کے آخر کے ایک مشہور امام حدیث ہیں۔ ۱۹۸ھ میں انتقال ہوا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کی تعریف میں لکھتے ہیں: ثقہ' حافظ' امام' قدوۃ' قابل اعتماد ہیں' حافظ حدیث ہیں' پختہ حافظہ رکھنے والے ہیں' فن کے امام ہیں اور لائق اقتداء ہیں۔ (تقریب التھذیب ۳٤٨/٢)
حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں: الامام الکبیر' امیر المؤمنین فی الحدیث (امام کبیر اور حدیث میں مسلمانوں کے امیر ہیں)۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۷٥/۹۔

(۱۶۵) امام موصوف رحمہ اللہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیاب ہونے کی امید ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:
ایک جنازہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا' اس کی تعریف ہوئی (بہت سارے لوگوں نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے خیال میں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا) رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ((وَجَبَتْ)) یعنی واجب ہوگئی۔ ایک دوسرا جنازہ گزرا' اس کے متعلق سخت الفاظ سے رائے بیان کی گئی (بہت سارے صحابہ کرامؓ نے تائید کرتے ہوئے کہا: ⇐

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی رائے رکھتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں اس بات سے خائف ہیں کہ آپ نے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے' (یعنی کسی کو ثقہ (قابل اعتماد) اور کسی کو ضعیف کہہ کر اُن کے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کیا ہے جو لوگوں کی نگاہ میں غیبت ہے۔ (۱۶۶) یہ سن کر آپؒ نے فرمایا کہ ایک بات کو میری طرف سے نوٹ کر لو کہ آخرت میں کوئی عام آدمی ہمارے خلاف مدعی بن کر آئے تو مجھے قبول ہے۔ البتہ حشر کے میدان میں نبی ﷺ میرے خلاف مدعی بن کر پیش ہوں اور فرمائیں کہ اے یحییٰ! میرے نام سے ایک حدیث تجھے پہنچی تھی جس کے بارے میں تمہیں گمان تھا کہ وہ میرا قول نہیں ہے اور اس کی نسبت میری طرف صحیح نہیں ہے تو تُو نے اس پر نکیر کیوں نہ کی (یہ معاملہ میرے لئے بہت بھاری پڑے گا۔)(۱۶۷)

⇐ وہ دین کے بارے میں برا آدمی تھا) نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ((وَجَبَتْ)) یعنی واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ قربان! ایک جنازہ گزرا اُس کی تعریف ہوئی' آپؐ نے فرمایا واجب ہوگئی' دوسرا جنازہ گزرا جس کے بارے میں رائے سخت الفاظ میں بیان ہوئی تو بھی آپؐ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تم نے تعریف کی اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جسے تم نے سخت الفاظ سے یاد کیا اس کے لئے آگ واجب ہوگئی''۔ مزید فرمایا: ''فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم دنیا میں اللہ کے گواہ ہو''۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ (صحیح مسلم: ۹۴۹' الجنائز۔ ومسند احمد ۳/۱۷۹' ۱۷۹۔ تفصیل کے لئے دیکھئے علامہ البانی کی کتاب ''احکام الجنائز'' اور اس کی تلخیص وترجمہ' ص ۸۱ تا ۸۵' مطبوعہ نور اسلام اکیڈمی لاہور)

(۱۶۶) قارئین سے گزارش ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی دین پسندی اور مذہبی بیداری کا جائزہ لیں کہ ایک عالم جو کسی خاص اور اہم مقصد کے لئے غیبت کا مرتکب ہوتا تھا تو لوگ اس کے بارے میں کس قدر خوف زدہ تھے' جبکہ آج یہ حال ہے کہ عوام کی بات تو دُور کی رہی اہل علم حضرات کی مجلس بھی غیبت و چغلی سے خالی نہیں رہتی اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کسی گناہ کے کام میں ملوث ہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا (اقبال)

واضح رہے کہ حدیث کے راویوں کے عیوب ظاہر کرنا علماء کے نزدیک متفقہ طور پر جائز ہے۔

(۱۶۷) شرح علل الترمذی لابن رجب، ص ۱۳۳۔ نیز دیکھئے الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب۔ ص ۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصرِ حاضر میں سرخیل اہلِ حدیث امام البانی رحمہ اللہ نے اس کام کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور طالبانِ علومِ شرعیہ کو ایک نیا سبق دیا کہ کسی بھی میدان میں ہو صرف صحیح احادیث پر ہی اعتماد کیا جائے' جس کا اثر عصر حاضر کے مؤلفین و مقررین پر بھی ظاہر ہے۔ خود علامہ مرحوم نے متعدد کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جن کے اندر صحیح وضعیف اور موضوع احادیث کی آمیزش تھی' اور علومِ حدیث کے عام طلبہ کی بات تو ایک طرف بڑے بڑے اساتذہ کے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا کہ وہ ان کتابوں سے صحیح کو ضعیف سے الگ کرسکیں۔ جیسے حافظ منذریؒ کی الترغیب والترہیب اور امام سیوطیؒ کی الجامع الصغیر جیسی کتابیں بازار میں عام دستیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ علامہ مرحوم کی ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

✡ ازواجِ مطہرات اور آپؐ کے دیگر اہل وعیال کی طرف سے دفاع

بدقسمتی سے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والی ایک جماعت نے ہوا پرستی اور نفس پرستی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو اپنے لعن وطعن کا نشانہ بنایا اور ان کی طرف ایسی ایسی گھٹیا باتیں منسوب کیں کہ کسی نبی کا کلمہ پڑھنے والوں نے اپنے نبی کے اہل وعیال کی طرف ایسی باتیں ہرگز منسوب نہ کی ہوں گی' شاید یہودیوں کو اس عموم سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔

خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی عفت وصداقت اور براءت و طہارت عرشِ بریں سے نازل ہوئی اور قرآنِ حکیم جیسی ازلی وابدی کتاب میں درج ہوگئی جو قیامت تک تلاوت کی جاتی رہے گی' لیکن ستم ظریفی یہ کہ بدبختوں نے ازواجِ مطہرات میں سے سب سے زیادہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہی طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج ہے وہ بھی مری بدنامیوں کے باب میں
میں نے جس الزام کی سو مرتبہ تردید کی

سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کو قصور وار ٹھہرایا جا رہا ہے نہ وہ تردید کر رہا ہے اور نہ اس کا رشتہ دار' بلکہ ربّ العالمین صرف تردید ہی نہیں بلکہ عالی کردار کی سند دے رہا ہے' پھر بھی خبیث النفس لوگ زبان درازی سے باز نہیں آ رہے ہیں۔

اسی لئے اہل سنت و جماعت ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی طرف سے دفاع کرتے رہے ہیں اور اس بارے میں انہوں نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔

چنانچہ امام اہل مدینہ حضرت مالک بن انس کا فتویٰ ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دے اس پر کوڑے برسائے جائیں اور جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے اسے قتل کیا جائے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ یہ تفریق کیوں؟ امام موصوف نے جواب دیا کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تو گویا اس نے قرآن کی تردید کی' جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾

(النور:۱۷)

''اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو۔''

(اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں جب آپ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوگئی اور آپ کو طاہرہ اور طیبہ قرار دیا گیا تو پھر انہیں متہم کرنے کا واضح مفہوم ہے کہ قرآن پر ایمان نہیں لایا گیا۔) (الصارم المسلول ص ۵۷۱)

اسی طرح حضرت ابوالسائب القاضی فرماتے ہیں کہ میں طبرستان میں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن حسن بن زیدؒ (۱۶۸) کے پاس موجود تھا۔ وہ بہت ہی نیک اور صالح آدمی تھے' اونی جبہ پہنتے' بھلائی کا حکم دیتے' برائی سے روکتے اور ہر سال بیس ہزار دینار بغداد روانہ کرتے جو صحابہ کرامؓ کی اولاد پر تقسیم کیا جاتا۔ ایک بار اُن کے پاس ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر برائی سے کیا' اس پر وہ بڑے ناراض ہوئے اور اپنے غلام سے کہا کہ اس کی گردن ماردو۔ علویوں یعنی شیعوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ تو ہماری اپنی جماعت کا آدمی ہے' تو حسن بن زیدؒ نے فرمایا کہ اس شخص نے نبی ﷺ پر طعنہ زنی کی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝﴾ (النّور:٢٦)

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں' اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔ ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ بکواس (بہتان باز) کر رہے ہیں وہ اس سے بالکل بری ہیں' ان کے لئے بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے۔''

پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی خبیث ٹھہریں (حاکم بدہن) تو نعوذ باللہ' اللہ کے رسول بھی خبیث ٹھہرے' لہٰذا یہ شخص کافر ہے' اس کی گرن ماردو۔ چنانچہ اس کی گردن ماردی گئی۔ (۱۶۹)

---

(۱۶۸) حضرت حسن بن زیدؒ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہیں۔ ۲۵۰ھ میں عباسی خلیفہ المستعین باللہ کے زمانے میں طبرستان کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور وہیں علوی حکومت کی بنیاد رکھی۔ بیس سال تک حکومت کی اور بڑے اچھے انداز میں کی۔ ۲۷۰ھ میں طبرستان کے اندر اُن کا انتقال ہوا۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۲۶/۱۳' والاعلام للزرکلی ۱۹۱/۲' ۱۹۲۔

(۱۶۹) الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول' ص ٥٦٦' طبع عالم الکتب' ۱۴۰۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن زیاد النیسابوری (۱۷۰) فرماتے ہیں کہ ہم نے القاسم بن محمدؒ اسماعیل ابن اسحاقؒ سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ خلیفہ مامون الرشید الرقہ نامی مقام میں تھا جہاں اس کے پاس دو آدمیوں کو لایا گیا' ایک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو گالی دی تھی' تو اس نے حضرت فاطمہ کو گالی دینے والے کو قتل کا حکم دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا' لیکن اسماعیل بن اسحاق نے فرمایا کہ دونوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے ' کیونکہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اُس نے قرآن کا ردّ کیا۔ اہل بیت کے اصحابِ علم و فقہ کا یہی مسلک چلا آ رہا ہے۔ (۱۷۱)

امام ابنِ کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"آیاتِ اِفک (۱۷۲) کے نزول کے بعد اگر کوئی شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہتا ہے۔ تو وہ شخص کافر اور قرآن کا منکر ہے' اس بات پر تمام علماء کا اجماع ہے۔" (۱۷۳)

اسی حکم میں تمام ازواجِ مطہرات داخل ہیں۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ صحیح قول یہی ہے کہ جو شخص اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو بھی گالی دیتا ہے تو اس کا حکم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا

---

(۱۷۰) امام ابوبکرؒ کبار علمائے شافعیہ میں سے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام المزنی اور الربیع کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں۔ ۳۲۴ھ میں انتقال ہوا۔ السیر ۱۵/۶۵۔

(۱۷۱) الصارم المسلول' ص ٥٦٦۔

(۱۷۲) آیاتِ افک سے مراد سورۂ نور کے دوسرے رکوع کی وہ دس آیات ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور پاکی بیان کرنے کے لئے نازل ہوئیں جبکہ منافقین نے آپ کو زنا سے متہم کیا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الرحیق المختوم' ص ۴۵۲ تا ۴۵۵۔ اہل علم حضرات کو اِس موضوع کی تفصیل فتح الباری میں دیکھنی چاہئے۔

(۱۷۳) تفسیر ابن کثیر: ۳/۲۷٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' کیونکہ ایسا کرنا گویا اللہ کے رسول ﷺ کو عیب دار کرنا ہے۔ (۱۷۴)

✿ صحابہ کرامؓ کی طرف سے دفاع کرنا

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی دفاع کیا جائے۔

کوئی بھی بڑی شخصیت اپنے اعمال' اصحاب' شاگردوں اور خدمات کی بنیاد پر دُنیا میں بدنام یا نیک نام ہوتی ہے۔ اس کے اچھے اعمال اور خدمات اسے دنیا کی نظر میں معزز و معظم بناتے ہیں جبکہ اس کے ساتھی اور شاگرد اس کی کوششوں اور علوم کو دنیا میں پھیلاتے اور اس کے عظیم ہونے کی دلیل بنتے ہیں۔ برخلاف اس کے' جب بھی کسی شخص کو عیوب سے مطعون کیا جاتا ہے تو یہ چیز بھی سامنے رکھی جاتی ہے کہ فلاں فلاں لوگ جو اِن جرائم میں شریک تھے' اس کے ساتھی ہیں۔

چنانچہ آپ دیکھیں کہ ہر بڑی شخصیت کے اعمال و علوم کو قوم تک پہنچانے میں اس کے شاگردوں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ اور اگر بدقسمتی یا اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت سے کسی بڑے عالم کو ہونہار شاگرد اور مخلص ساتھی نہ مل سکیں تو اس کے اعمال و علوم قصہ پارینہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک مشہور امام حضرت لیث بن سعد (۱۷۵) رحمہ اللہ ہیں جن سے متعلق امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

اللیث افقه من مالک الا ان اصحابه لم یقوموا به

---

(۱۷۴) الصارم المسلول' ص ۵٦۷۔ نیز دیکھئے تفسیر القرطبی ۵۲/۱۲۔

(۱۷۵) علم حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں۔ امام مالکؒ جیسے لوگوں کے صحبت یافتہ ہیں' مصر میں سکونت اختیار کی اور وہیں فقہ و حدیث کی گوہر افشانیاں کرتے رہے۔ حافظ ابن حجرؒ اُن کے ترجمے میں فرماتے ہیں: ثقه' ثبت فقیه امام مشهور" التقریب ۱۳۸/۲۔ حتیٰ کہ حافظ ابن حجر نے ایک مستقل تصنیف میں ان کی سوانح عمری لکھی ہے جس کا نام ہے "الرحمة اللیثیة فی الترجمة اللیثیة"۔ ۱۷۵ھ میں مصر ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ الاعلام ۲۴۸/۵۔ تفصیل کے لئے سیر اعلام النبلاء ۱۳٦/۸ اور اس کے بعد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لیث مالک سے زیادہ فقیہ تھے' لیکن ان کے شاگرد انہیں لے کر نہ اٹھے۔"

واضح رہے کہ امام شافعیؒ نے امام مالک اور امام لیث کو بہت قریب سے دیکھا تھا' کیونکہ وہ امام مالک کے شاگرد تھے۔ اسی طرح یحییٰ بن بکیرؒ جو امام مالک اور امام لیث رحمہما اللہ کے شاگردوں میں ہیں' وہ بھی فرماتے ہیں کہ:

اللیث افقه من مالک ولکن الخطوة لمالک رحمه الله (۱۷۶)

"حضرت لیث حضرت مالک سے زیادہ فقیہ تھے' لیکن قسمت کا تیر امام مالک رحمہ اللہ کے مقدر میں تھا۔"

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے شاگرد عطا نہیں فرمائے جیسا کہ امام مالک کو میسر آئے تو آج ان کا نام صرف اہل علم خصوصاً علم حدیث کے جاننے والوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے ساتھیوں سے نوازا تھا جو آپ کی زندگی میں اور آپؐ کی دنیا سے رخصتی کے بعد آپؐ کے بہترین ساتھی ثابت ہوئے۔ آپؐ سے محبت کرتے' آپ کی اتباع کرتے' آپ کی طرف سے دفاع کرتے' آپؐ کی ایک ایک بات کو محفوظ رکھتے اور پھر اسے لوگوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسی ایسی قربانیاں پیش کیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی' جس کی شہادت ہر غیر جانب دار مؤلف ومحقق دیتا ہے۔ کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ' فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ' ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ' فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ

(۱۷۶) سیر اعلام النبلاء : ۱۵۶/۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهٖ، فَمَا رَاٰى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَاَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّئٌ (۱۷۷)

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے دل کو سب میں بہتر دل پایا تو اس کا انتخاب اپنے لئے اور رسالت کے لئے کرلیا' پھر محمد ﷺ کے دل کے علاوہ بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ کے ساتھیوں کے دلوں کو سب سے اچھا دل پایا تو انہیں اپنے نبی کے وزیر ومشیر بنادیا جو اُن کے دین کے لئے جہاد کرتے رہے' تو مسلمان (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور مسلمان (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) جس چیز کو غلط سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی غلط ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انہی خوبیوں اور کوششوں کی وجہ سے باری تعالیٰ نے عرشِ بریں سے ان کے لئے اپنی رضامندی کا پروانہ جاری کردیا اور تا قیامِ قیامت اپنی آخری کتاب میں محفوظ فرمادیا' تاکہ جب تک قرآنِ حکیم کی تلاوت ہوتی رہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمات کا اعتراف واعلان ہوتا رہے۔ فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح:۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت (۱۷۸) کے نیچے تجھ سے بیعت کررہے تھے' ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اُس نے معلوم کرلیا

---

(۱۷۷) مسند احمد: ۱/ ۳۷۹۔ مسند الطیالسی (منحۃ المعبود' ص ۳۳) شرح السنۃ للبغوی: ۱۰۵' ۱/ ۲۱۴۔ اس اثر کی علمی تخریج کے لئے دیکھئے مسند احمد مع التعلیق ۶/ ۸۴ و ۸۵' تحقیق د۔عبداللہ الترکی وآخرون۔

(۱۷۸) اس بیعت سے مراد وہ بیعت ہے جو حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے صحابۂ کرامؓ سے اس بات پر لی گئی تھی کہ وہ قریش سے لڑیں گے اور راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ یہ آیت اللہ کی طرف سے اصحابِ بیعت رضوان رضی اللہ عنہم کے لئے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سچے مؤمن ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی صدق و صفا کے جذبات) اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔"

اسی سورت میں اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۝﴾ (الفتح: ٢٩)

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے تو انہیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے' سجدوں کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں' اور انجیل مین ان کی صفت یہ بیان کی گئی ہے گویا کہ ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی' پھر اس کو تقویت دی' پھر وہ گدرائی' پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی' کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار اُن کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے عمل صالح کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انہی خدمات کا صلہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں کسی قسم کا تنقیدی کلام کرنے' ان کی کوتاہیوں کو اچھالنے اور ان کی لغزشوں کو حدیثِ مجالس بنانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ))(۱۷۹)

"میرے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کو گالی مت دو، کیونکہ اگر تم لوگ اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو تو بھی ان کے خرچ کیے ایک مُد (تقریباً آدھا کلو) بلکہ آدھے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"

ایک اور حدیث میں سخت تنبیہ کے طور پر فرمایا:

((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))(۱۸۰)

"جس نے میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو گالی دی تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔"

ایک بار آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

((اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا، وَاِذَا ذُکِرَ النُّجُوْمُ فَاَمْسِکُوْا، وَاِذَا ذُکِرَ الْقَدَرُ فَاَمْسِکُوْا))(۱۸۱)

"جب میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ذکر ہو (آپس کے اختلافات یا ان کی انسانی لغزشوں کا) تو رُک جاؤ، اور جب ستاروں (اور ان کی تاثیر) کا ذکر ہو تو رُک جاؤ، اور جب تقدیر کا ذکر ہو تو رُک جاؤ۔"

قابل غور مقام ہے کہ اس حدیث میں آپ ﷺ کی طرف سے صحابہ رضوان

---

(۱۷۹) صحیح مسلم: ۲۵۴۰، الفضائل۔ ومسند احمد ۱۱/۳۔ وسنن الترمذی: ۳۸۶۱، المناقب، باب ۵۹، بروایت ابوسعید الخدریؓ۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی مروی ہے لیکن وہ معلق ہے اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ دیکھئے الفتح ۳۵/۷، و۳۶، ح ۳۶۷۳۔

(۱۸۰) الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۱) السُّنّۃ لابن ابی عاصم: ۱۰۰۱، ۴۸۳/۲۔ علمی تخریج کے لئے دیکھئے الصحیحۃ: ۲۳۴۰۔

(۱۸۱) یہ حدیث متعدد صحابہؓ سے مروی ہے۔ علمی تخریج کے لئے دیکھئے الصحیحۃ: ۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہم اجمعین کے ذکرِ شر کی ممانعت جس سلسلۂ کلام میں وارد ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا ذکرِ خیر واجب ہے' اور ان کا ذکر خیر کے بجائے شر سے کرنا کبائر میں داخل ہے' اور یہی مسلک ہے محققین علماء اسلام کا۔ چنانچہ امام ذہبیؒ (۱۸۲) اپنی کتاب ''الکبائر'' میں اور امام ابن النحاس اپنی مفید کتاب ''تنبیہ الغافلین'' (۱۸۳) میں اسے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہیں' حتیٰ کہ بعض علماء تو اسے کفر کہتے ہیں۔ (۱۸۴)

اس لئے ہر مسلمان اور محبِّ رسول کا فرض بنتا ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے دفاع کرے' کیونکہ آپ ﷺ کے صحابہ کو مطعون کرنا بالواسطہ آپ ﷺ کو مطعون کرنا ہے۔ العیاذ باللہ۔

عہدِ عباسی کے ایک مشہور قاضی عمر بن حبیب العدویؒ کا بیان ہے کہ ایک بار میں خلیفہ ہارون الرشید کی مجلس میں موجود تھا۔ مجلس میں ایک مسئلہ زیرِ بحث آیا۔ حاضرین آپس میں مختلف رائے رکھتے تھے۔ حاضرین ہی میں سے کسی نے اپنے موقف کی تائید میں ایک حدیث پیش کی جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث کا رد کرتے ہوئے کسی نے کہا کہ یہ حدیث قبول نہ کی جائے گی' کیونکہ ابو ہریرہؓ اپنی روایت میں متہم ہیں' بلکہ وہ نبی ﷺ سے جھوٹی روایت بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن حبیبؒ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ خلیفہ بھی اسی رائے کی طرف مائل ہے تو میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے اور نبی ﷺ سے ابو ہریرہؓ جو کچھ نقل کرتے ہیں وہ سچے ہیں۔

---

(۱۸۲) الکبائر: ۵۷واں کبیرہ۔

(۱۸۳) تنبیہ الغافلین' ص ۱۶۳۔ یہ کتاب کبائر و صغائر کی معلومات کے سلسلے میں بہت ہی اہم ہے' طالبانِ علومِ شریعت سے گزارش ہے کہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

(۱۸۴) الصارم المسلول' ص ۵۷۰۔ و تنبیہ الغافلین' ص ۱۶۳۔ تفصیل مزید کے لئے دیکھئے ڈاکٹر ناصر بن علی عائض الشیخ کی تین جلدوں پر مشتمل کتاب ''عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ فی الصحابۃ الکرام'' ۲/ ۸۵۰ اور اس کے بعد۔ طبع مکتبۃ الرشد الریاض۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اس اسلوبِ ردّ کو سن کر ہارون الرشید نے میری طرف غصے سے دیکھا۔ میں نے معاملہ کی خطرناکی کا اندازہ لگایا اور مجلس سے اٹھ کر چلا آیا۔ لیکن ابھی میں گھر پہنچا ہی تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ دروازے پر خلیفہ کا قاصد کھڑا ہے۔ اُس نے داخل ہو کر مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کے پاس کفن زیب تن کر کے مقتول ہونے کے لئے چلو۔ یہ سن کر میں نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی ﷺ کے ایک صحابی کی طرف سے دفاع کیا ہے اور تیرے نبی کو اس سے عظیم تر سمجھا کہ اُن کے ساتھیوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے' اس لئے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھ۔

میں ہارون الرشید کے سامنے پیش ہوا' اُس وقت وہ اپنی آستین سمیٹے' ہاتھ میں تلوار لئے اور سامنے چمڑا بچھائے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھا تو کہنے لگا: اے عمر! جس طرح تم نے میری تردید کی ہے ویسی تردید آج تک کسی نے نہیں کی۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! جو کچھ آپ نے فرمایا اور صحابیٔ رسول حضرت ابو ہریرہؓ پر کیچڑ اچھالنے والے کی حمایت کی اس میں نبی ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی توہین ہے' کیونکہ جب آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی جھوٹے ٹھہرے تو ساری شریعت باطل ہے' نماز' روزہ' نکاح و طلاق وغیرہ سے متعلق احکام و فرائض مردود و غیر مقبول ٹھہرے۔

میری یہ بات سن کر ہارون الرشید غور کرنے لگا اور کہہ اٹھا کہ:

اَحْیَیْتَنِیْ یَا عُمَرُ بْنُ حَبِیب ' اَحْیَاکَ اللّٰہُ (۱۸۵)

''اے عمر بن حبیب! تم نے مجھے زندگی بخشی' اللہ تمہاری عمر دراز کرے۔''

سچ کہا ہے حالی مرحوم نے

(۱۸۵) تہذیب الکمال: ۲۱/۲۹۰ و۲۹۶۔ وتفسیر القرطبی ۱۶/۲۹۸ و ۲۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت بڑی اُس زمانے کی یہ تھی
کہ جھک جاتی گردن نصیحت پہ سب کی

چوتھی علامت: آپ ﷺ کو کثرت سے یاد کرنا

فطری طور پر انسان جس ذات سے جس قدر زیادہ محبت کرتا ہے اُسی قدر زیادہ اُس کے ذکر اور یاد میں مشغول رہتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ:

من احبّ شيئا اكثر من ذكره (۱۸۶)

''جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اُسے کثرت سے یاد کرتا ہے۔''

یعنی سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کو کثرت سے یاد کرے' اس طرح کہ اس کا ذکر دل سے غائب نہ ہونے پائے' اس کی یاد سے اکتائے نہیں اور نہ ہی اس کے ذکر سے زبان تھکان محسوس کرے' بلکہ قالب وقلب سے اس کا اہم مشغلہ اپنے محبوب کی یاد ہو۔ خلوت میں ہو یا جلوت میں' رات میں ہو یا دن میں' ہر جگہ حبیب کے دل وزبان پر محبوب ہی کا ذکر خیر ہو۔ گویا کہ اس کی وہ کیفیت ہو جو درجِ ذیل شعروں میں بیان ہوئی ہے۔ ع

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

(۱۸۶) ان الفاظ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے جس کے لئے حلیۃ الاولیاء اور مسند فردوس کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ دیکھئے المقاصد الحسنة: ۱۰۵۰' ص ۴۶۱' وکشف الخفاء: ۲۳۵۲' ۲/ ۲۸۹۔ لیکن علامہ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے ضعیف الجامع: ۳۴۱' ۵/ ۱۴۸' قدیم طبع۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعینہٖ اسی طرح جو مسلمان اس بات کا دعوے دار ہو کہ وہ نبی ﷺ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ خلوت وجلوت میں کثرت سے آپ کو یاد کرے۔

آپ ﷺ کو یاد رکھنے کے متعدد مظاہر ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے تین مظہر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں' جن کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ کثرت سے آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ

۲۔ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی سنت کی تلاش

۳۔ آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجنا۔

حبیب اپنے محبوب کے حالات جاننے کا خواہش مند ہوتا ہے اس لئے ایک سچا محب رسول وہ ہے جو آپ ﷺ کے روز و شب' سفر وحضر' اخلاق و عادات' لڑکپن وجوانی وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کے تعلقات' دشمنوں سے آپ ﷺ کے معاملات' بچوں پر آپ کی شفقت اور بڑوں کے ساتھ آپ ﷺ کے برتاؤ کو جاننا چاہتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آخرت کی پہلی منزل پر ہی پہلے پہل جو سوال ہوگا وہ آپ ﷺ ہی سے متعلق ہوگا۔ اس لئے ہر محب رسول کو چاہئے کہ آپ ﷺ سے متعلق اتنی معلومات ضرور رکھے کہ قبر میں آپؐ سے متعلق سوالوں کا جواب دے سکے۔

عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر دورِ حاضر تک علماء اُمت نے نبی ﷺ کی سیرت جس محنت وشوق سے جمع کی ہے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے کو آپ کی اُمت کے سامنے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ دنیا کی ہر زبان میں آپ کی حیاتِ طیبہ مدوّن ہے اور کتب سیرت اس طرح عام اور بآسانی دستیاب ہیں کہ کسی بھی مسلمان کو یہ عذر پیش نہیں ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس آپ ﷺ کی سیرت معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علمائے اُمت نے آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ اجاگر کیا ہے۔ کوئی آپ ﷺ کی جہادی زندگی کو مرتب کرتا ہے تو کوئی دوسرا آپ ﷺ کے شمائل و خصائل کو ترتیب دے رہا ہے' اور تیسرا آپ ﷺ کی زندگی کے معاملاتی پہلو کی تدوین کر رہا ہے' اور سب سے زیادہ کام آپ ﷺ کے دعوتی اور عباداتی پہلو کو اجاگر کرنے پر کیا گیا ہے۔ عبادات کا معاملہ سچے مسلمان کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے' کیوں کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد ہی عبادت ہے۔ آج اگر کوئی شخص ان کتابوں کی صرف فہرست جمع کرنا چاہے جس میں آپ ﷺ کے اقوال وافعال وتائید مدوّن و مرتب ہیں اور ان کی روشنی میں جو فقہی کتابیں مرتب کی گئی ہیں تو اس کے لئے یہ کام اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے اور اس کام کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے۔ علمائے اہل حدیث زمانہ قدیم سے ہی اس بارے میں سب سے زیادہ پیش پیش رہے ہیں اور انہوں نے آپ ﷺ کی سنت کو ہر قسم کی ملاوٹ سے محفوظ رکھا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس جمع وتدوین کا مقصد صرف اضافہ' معلومات اور خالص علمی سیر نہ تھا' بلکہ اس کا اصل مقصد اتباع اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں ڈھالنے اور رشد وہدایت حاصل کرنے کے جذبے سے تھا۔ کیونکہ کسی بھی رسول کے اس دنیا میں مبعوث ہونے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کی تعلیمات کو اس کے متبعین اپنی زندگی میں ڈھالیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء: ٦٤)

''ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی فرماں برداری کی جائے۔''

امام ابن القیمؒ اپنی نادر و مفید کتاب ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دنیا و آخرت میں جب بندے کی سعادت نبی ﷺ کے طریقے پر عمل کرنے ہی پر منحصر ہے تو ہر شخص جو اپنا خیر خواہ اور اپنی ذات کی نجات و سعادت کا خواہش مند ہے اسے چاہئے کہ آپؐ کے طریقے' سیرت اور معاملات کے بارے میں اتنا علم ضرور حاصل کر لے کہ وہ لاعلمی کی حدود سے نکل کر آپکے متبعین اور آپ ﷺ کی جماعت میں شامل ہو جائے۔" (۱۸۷)

علمائے کرام کی یہ بھی کوشش رہی ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ ﷺ کا اسم گرامی آتا تو آپؐ پر درود ضرور لکھتے اور پڑھتے رہے ہیں' جس کی واضح مثال ہے کہ کتب حدیث میں آپ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ درود لکھا ہوا ضرور ملتا ہے' حالانکہ اُس وقت کاغذ اور کتابت سے متعلقہ چیزوں کی شدید کمی تھی' وقت کی تنگی اور دیگر وسائل کا فقدان تھا' لیکن چونکہ دل محبت رسول ﷺ سے سرشار تھے اس لئے یہ ساری رکاوٹیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے میں آڑ نہ بن سکیں' اور آڑ بن بھی کیسے سکتی تھیں جبکہ درج ذیل فرمانِ رسول ﷺ ان کے سامنے تھا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) (۱۸۸)

"جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا' اس کے دس گناہ معاف اور دس درجات بلند فرمائے گا۔"

اس لئے ہر محب رسول کو چاہئے کہ کثرت سے آپ ﷺ پر درود پڑھے۔ خصوصاً ان اوقات اور مقامات پر درود کا ضرور اہتمام کرے جہاں درود پڑھنے کی نبی ﷺ نے ترغیب دی ہے۔ ہم یہاں چند مقامات کا ذکر کرتے ہیں' کیونکہ عام طور پر لوگ اس میں کوتاہی کرتے نظر آتے ہیں۔ جسے تفصیل درکار ہو وہ قاضی عیاضؒ

---

(۱۸۷) زاد المعاد' ص ۱/ ۶۹

(۱۸۸) مسند احمد' سنن النسائی اور الادب المفرد للبخاری۔ بروایت انسؓ۔ اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۵۴ حاشیہ ۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب "الشِفَاء" اورامام ابن القیم کی کتاب "فضل الصّلاۃ علی النبی ﷺ" کا مطالعہ کرے۔ مولانا محمد منظور نعمانی ؒ کی کتاب ''معارف الحدیث'' جلد پانچ میں بھی اس پر کافی مفید معلومات موجود ہیں۔

ا۔ جمعہ کے دن

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ' فِیهِ خُلِقَ آدَمُ' وَفِیهِ قُبِضَ ' وَفِیهِ النَّفْخَةُ وَفِیهِ الصَّعْقَةُ ' فَاَکْثِرُوا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیهِ' فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَیَّ......)) (۱۸۹)

''تمہارے دنوں میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے' اسی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' اور اسی دن ان کی وفات ہوئی' اسی دن قیامت کا صور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے۔ اس لئے اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو' کیونکہ تمہارا درود میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبویؐ ہے:

((اَکْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ' فَاِنَّهُ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ آنِفًا عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ مَرَّةً وَاحِدَةً اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ اَنَا وَمَلَائِکَتِیْ عَشْرًا)) (۱۹۰)

''جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت سے درود بھیجو' کیونکہ ابھی ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے کہ رُوئے زمین پر جو مسلمان بھی آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اور میرے فرشتے اُس

(۱۸۹) مسند احمد: ۴/ ۸۔ وسنن ابی داؤد: ۱۰۴۷' الجمعة۔ وسنن النسائی ۳/ ۹۱' بروایت اَنس بن مالکؓ۔ دیکھئے صحیح الترغیب ۲/ ۲۹۷۔

(۱۹۰) صحیح الترغیب والترھیب: ۱۶۶۲' ۲/ ۲۹۲' دیکھئے اس حدیث پر علامہ البانی کا حاشیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔“

۲۔اذان کے بعد

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ ، وَأَرْجُوا أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ ، فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي)) (۱۹۱)

”جب تم مؤذن کی آواز سنو تو انہی الفاظ کو تم بھی دہراؤ، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ ایک بلند مقام ہے جو اللہ کے صرف ایک ہی بندے کے لئے مناسب ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ تو جس نے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دعا کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔“

۳۔صبح وشام

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۱۹۲)

---

(۱۹۱) صحیح مسلم: ۳۸۴ الصلاۃ۔ وسنن ابی داؤد: ۵۲۳، الصلاۃ۔ وسنن الترمذی: ۳۶۱۴ المناقب۔ بروایت عبداللہ بن عمروؓ۔

(۱۹۲) الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ۱۰ / ۱۲۰) بروایت ابودرداءؓ۔ امام نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۲۰) میں اور حافظ منذری نے الترغیب والترھیب (۱/ ۴۰۸) میں اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الجامع الصغیر: ۶۳۵۷. (۲/ ۱۰۸۸)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص نے میرے اوپر صبح کو دس بار درود بھیجا اور شام کو بھی دس بار درود بھیجا تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔''

قارئین اپنا محاسبہ کریں کہ کتنے لوگ ہیں جو اس کا اہتمام کرتے ہیں!

۴۔ مجلس کے اختتام پر

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَيُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ تِرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۱۹۳)

''کچھ لوگ جو کسی مجلس میں جمع ہوئے اور اللہ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود پڑھے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے تو یہ مجلس قیامت کے دن اُن پر حسرت و یاس کا سبب بنے گی۔''

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عوام کی مجالس کا تو ذکر ہی کیا اہل علم کی مجالس بھی اس ادب سے عاری ہیں۔

۵۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت

حضرت ابو حُمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) (۱۹۴)

(۱۹۳) مسند احمد ۲/ ٤٤٦۔ وسنن الترمذی: ۳۳۸۰۔ بروایت ابوہریرہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ :۷۷۔

(۱۹۴) سنن ابی داؤد: ٤٦٥، الصلاۃ۔ و سنن ابن ماجۃ : ۷۷۲، المساجد۔ والسنن الکبریٰ ۲/ ٤٤٢، بروایت ابوحمیدؓ یا ابوسعیدؓ۔ دیکھئے صحیح سنن ابن ماجہ : ۱۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو نبی ﷺ پر درود بھیجے' پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے)۔ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں)۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) وَاِذَا خَرَجَ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ))(۱۹۵)

"اللہ کے رسول ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر آتے تو فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔"

۶۔ دُعا کے وقت

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))(۱۹۶)

---

(۱۹۵) سنن الترمذی: ۳۱۴' الصلاۃ۔ وسنن ابن ماجۃ ۷۷۱' المساجد بروایت فاطمۃ الزہراءؓ۔ الفاظ سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ دیکھئے صحیح سنن ابن ماجۃ: ۶۳۲۔

(۱۹۶) مسند فردوس للدیلمی (الجامع الصغیر ۹۳/۲) بروایت انسؓ۔ اس حدیث کی علمی تخریج کے لئے دیکھئے الصحیحۃ: ۲۰۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہر دُعا اور اس کی قبولیت کے بیچ پردہ حائل رہتا ہے' یہاں تک کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود پڑھ لیا جائے۔"

مشہور صحابی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کے آخر میں دعا کرتے سنا جس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور نہ ہی نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجا تو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ: ((عَجِلَ هٰذَا)) "اس نے جلد بازی سے کام لیا (کہ دُعا کے آداب کو ملحوظ نہ رکھا اور حمد وثناء ودرود سے پہلے دعا کرنے لگا)"۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور سے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيْدِ رَبِّهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ)) (۱۹۷)

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (اور دُعا کے لئے بیٹھے) تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اُس کی پاکی بیان کرے' پھر اس کے نبی ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو دعا بھی کرنا چاہے کرے۔"

سنن ترمذی کی ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے نماز سے فراغت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا اور دُعا نہ کی تو آپ نے فرمایا:

((اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ)) (۱۹۸)

"اے نماز پڑھنے والے! دُعا کر' تیری دُعا قبول ہوگی۔"

ان جگہوں کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر نبی ﷺ پر صلاۃ وسلام کا پڑھنا واجب کے طور' پر سنت کے طور پر یا استحباب کے طور پر وارد ہے۔ امام ابن القیمؒ

(۱۹۷) سنن ابی داؤد: ۱۴۸۱' الصلاۃ' باب ۳۸۵۔ وسنن الترمذی: ۳۴۷۷' الدعوات' باب ۶۵۔ وسنن النسائی ۳/۴۴ السھو بروایت فضالہ بن عبیدؓ۔

(۱۹۸) سنن الترمذی: ۳۴۷۶ الدعوات' باب ۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں چالیس ایسے مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں نبی ﷺ پر درود بھیجنا احادیث یا صحابہ وتابعین سے ثابت ہے۔(۱۹۹) ہر محب رسول کو چاہیے کہ ان مقامات پر آپ کو کثرت سے یاد کرے اور آپ ﷺ کے لئے درود وسلام کا تحفہ ارسال کرنا نہ بھولے۔

ہمارے بہت سے بھائی اس سلسلے میں کوتاہی کے مرتکب نظر آتے ہیں اور آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے میں تقصیر وتفریط کے شکار ہیں۔ان سے گزارش ہے کہ وہ اوّلاً اُس اجر کو مدنظر رکھیں جس کا وعدہ آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کی صورت میں کیا گیا ہے۔ثانیاً اُس وعید پر بھی توجہ دیں جو آپ ﷺ پر درود وسلام کے بارے میں کوتاہی پر وارد ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں موضوع سے متعلق چند ایک حدیثیں نقل کردی جائیں۔

۱۔ جنت میں نبی ﷺ کی قربت کا سبب

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً))(۲۰۰)

"روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔"

اس صحیح حدیث کو پڑھ کر تو ہر محب رسول کی روح کو پھڑک اٹھنا چاہیے اور ان اوقات اور مواقع کی تلاش رہنی چاہیے جہاں آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنا مشروع ہے۔کیونکہ آپؐ پر کثرت سے درود پڑھنا آپ کو کثرت سے یاد کرنے کو مستلزم ہے اور آپ ﷺ کو کثرت سے یاد کرنا آپؐ سے محبت کی علامت ہے۔(۲۰۱)

---

(۱۹۹) دیکھئے جلاء الافہام' ص ۱۸۲ تا ۲۴۲۔طبع دار القلم بیروت۔

(۲۰۰) سنن الترمذی: ۴۸۵' الوتر' باب ۲۱۔ وصحیح ابن حبان (الموارد: ۲۳۸۹' ص ۵۹۴) بروایت عبداللہ بن مسعودؓ۔ دیکھئے صحیح الترغیب ۲/۲۹۴۔

(۲۰۱) نیز دیکھئے تحفۃ الاحوذی: ۲/۴۹۶۔ طبعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔فرشتوں کی خصوصی دُعاؤں کا حق دار

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِيُكْثِرْ))(۲۰۲)

''جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔اب چاہے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے یا قلت سے۔''

۳۔سب سے بڑا بخیل کون؟

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ))(۲۰۳)

''بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر سے نکلا اور خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں تمہیں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَذٰلِكَ اَبْخَلُ النَّاسِ))(۲۰۴)

---

(۲۰۲) مسند احمد ۳/٤٤٥۔و سنن ابن ماجة: ۹۰۷' اقامة الصلاة۔ومسند ابی داوٗد الطیالسی (منحة المعبود: ۱۲۸۸' ۱/ ۲۵۹) بروایت عامر بن ربیعہؓ۔دیکھئے صحیح الترغیب ۲/۲۹٤۔

(۲۰۳) سنن الترمذی: ۳۵٤۰' الدعوات' باب ۱۱۰۔ومسند احمد ۱/ ۲۰۱' بروایت علیؓ۔ دیکھئے صحیح الترغیب ۲/ ۲۰۱۔و تحقیق فضل الصلاة علی النبی ﷺ للالبانی' ص ٤۰۔

(۲۰۴) کتاب الصلاۃ لابن ابی عاصم (صحیح الترغیب والترھیب ۲/ ۲۰۱) وفضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۳۷' ص ٤۲' تحقیق العلامۃ الالبانیؒ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔''

۵۔ آپؐ پر درود بھیجنے میں کوتاہی کرنا جہنم میں داخلہ کا سبب بن سکتا ہے

(نعوذ باللہ من ذلک)

مشہور صحابیٔ رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: آمین! آمین' آمین! آپؐ سے پوچھا گیا کہ جب آپ منبر پر تشریف لے گئے تو آپ نے آمین' آمین' آمین کہا (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ' قُلْ آمِينْ! فَقُلْتُ آمِين! وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ' قُلْ آمِينْ! فَقُلْتُ: آمِينْ! وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ' قُلْ آمين! فَقُلْتُ: آمين)) (۲۰۵)

''حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کا مہینہ پائے لیکن اس کی مغفرت نہ ہو' اور وہ جہنم میں داخل ہو' اُسے اللہ اپنی رحمت سے دُور کرے۔ کہیے آمین! تو میں نے کہا: آمین۔ اور جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پالے اور ان کی خدمت نہ کرے' پھر اس کی موت آجائے اور وہ جہنم میں داخل ہو' تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنی رحمت سے دُور کرے! کہیے آمین! تو میں نے کہا: آمین۔ اور جس شخص کے پاس آپ کا ذکر ہو لیکن وہ آپ پر درود نہ بھیجے' اس کا انتقال

(۲۰۵) صحیح ابن خزیمۃ: ۱۸۸۸' ۱۹۲/۳۔ وصحیح ابن حبان (الموارد: ۲۳۸۷' ص۵۹۳ الفاظ صحیح ابن حبان کے ہیں۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترھیب: ۱۶۷۹' ۲۹۹/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور وہ جہنم میں داخل ہو تو وہ بھی اللہ کی رحمت سے دُور ہو' کہیے آمین! تو میں نے کہا: آمین!''

اس حدیث سے قارئین نبی ﷺ پر صلاۃ وسلام کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سے غفلت انسان کو جہنم میں لے جا سکتی ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منھا۔

• اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور اس موضوع کے آخر میں درج ذیل حدیث بھی قابل غور اور لائق اہتمام ہے۔

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک دن نبی ﷺ سے فرمایا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّی اُکْثِرُ الصَّلَاۃَ عَلَیْکَ، فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِیْ؟ فَقَالَ: ((مَا شِئْتَ)) قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکَ)). قُلْتُ: النِّصْفَ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکَ)). قُلْتُ: فَالثُّلُثَیْنِ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکَ)). قُلْتُ: اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّهَا؟ قَالَ: ((اِذًا یُکْفٰی هَمُّکَ وَیُکَفَّرُ ذَنْبُکَ)) (۲۰۶)

''اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں' تو آپ بتائیں کہ میں اپنی دُعا کا کتنا حصہ آپ پر درود وسلام کے لئے خاص کردوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جتنا چاہو''۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی حصہ آپؐ پر درود کے لئے مخصوص کردوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جتنا چاہو' اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا''۔ میں نے عرض کیا تو پھر آدھا وقت آپ پر دعا کے لئے خاص کردوں؟ آپؐ نے جواب دیا: جتنا چاہو' اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا''۔ میں نے پھر عرض کیا: کیا اپنی دُعا کے وقت کا

(۲۰۶) سنن الترمذی: ۲۴۵۷' صفة القیامة۔ ومستدرک الحاکم ۲/۴۲۱ دیکھیے صحیح الترغیب' ۱۶۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو تہائی حصہ آپ پر درود کے لئے مخصوص کردوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا''۔ تو میں نے عرض کیا: تب تو میں اپنی دُعا کا سارا وقت آپ پر درود و سلام بھیجنے کے لئے مخصوص کردیتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری ساری ضرورتیں پوری ہوجائیں گی اور تمہارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

سبحان اللہ! آپ ﷺ پر درود بھیجنا کس قدر عظیم اجر کا باعث ہے۔ کاش کہ ہمارے مسلمان بھائی اس طرف توجہ دیں!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل

نبی ﷺ سے محبت کے بارے میں غلطیاں

سابقہ بحث میں مختصر طور پر نبی اکرم ﷺ سے محبت اور اس کے متعلق امور کا ذکر ہوا اور یہ بات واضح کی گئی کہ آپ ﷺ سے محبت کے بارے میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ کیا ہے۔ اب اس مقام پر پہنچ کر غیر مناسب نہ ہوگا اگر بعض اُن غلطیوں کی نشان دہی کر دی جائے کہ بعض لوگ یا بعض جماعتیں جن کی شکار ہوئی ہیں۔

واضح رہے کہ آپ ﷺ سے محبت کے نام پر ایک طرف جہاں غلو' افراط اور مبالغے سے کام لیا گیا ہے وہیں دوسری طرف کچھ لوگ کمی و کوتاہی کا بھی شکار ہوئے ہیں۔ شریعت کی نظر میں یہ دونوں انتہائیں معیارِ مطلوب کے خلاف اور ناپسندیدہ ہیں، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت کو ان دونوں انتہاؤں سے بچانے کی خاطر انہیں واضح الفاظ میں ہدایت دی ہے۔ اگر چہ بہت سے لوگ جو راہِ اعتدال پر قائم ہونے کے دعویدار ہیں وہ بھی عملاً اس قسم کی غلطیوں کا شکار ہیں' اس لئے مختصر طور پر کمی کوتاہی اور مبالغہ کے حوالے سے بعض غلطیوں کی حقیقت اختصار کے ساتھ بیان کی جا رہی ہے۔ جسے تفصیل درکار ہو وہ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کر لے:

(۱) علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تالیف "الشفاء" کے آخری ابواب۔

(۲) شیخ عبدالرؤف محمد عثمان کی تالیف "محبة النبیّ ﷺ بین الاتّباع والابتداع"

(۳) صادق محمد ابراہیم کی تالیف "خصائص النبی ﷺ بین المُغالین والمُعتدلین"

(۴) المنتدی الاسلامی لندن کی شائع کردہ کتاب: "حقوق النبی ﷺ بین الاجلال والاخلال"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے بارے میں کمی وکوتاہی

ہمارے ماحول میں آپ ﷺ کی محبت کے بارے میں کمی وکوتاہی کے باب میں بہت سی غلطیاں موجود ہیں' دانستہ یا نادانستہ بہت سے لوگ ان کا شکار ہیں' اس لئے وضاحت اور توجہ دلانے کی خاطر چند غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔آپ ﷺ سے ثابت شدہ سنتوں پر عمل میں غفلت

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو ہر قسم کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا ہے اور اُمت کی صلاح وفلاح کو آپ ﷺ کی ظاہری و باطنی اتباع سے منسلک کردیا ہے۔ صحابہٴ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک جماعت دل وجان سے سنت پر عمل پیرا رہی' پھر یہ معاملہ بتدریج کمی وکوتاہی کا شکار ہونے لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عصر حاضر میں لوگ سنت نام کی چیز سے بہت زیادہ دُور ہوگئے ہیں' بلکہ نام تک سے بے زار ہوگئے ہیں۔ بہت سے لوگ ایمان واسلام کے دعوے کی حد تک تو بڑے حساس ہیں لیکن عملاً اللہ کے رسول ﷺ کی سنتیں ان کی زندگی سے مکمل طور پر رخصت ہوچکی ہیں۔ بہت سی ظاہری و باطنی سنتیں عملاً قصہٴ پارینہ بن چکی ہیں۔ نہ ہی ان کی تعلیم وتعظیم کا اہتمام ہے اور نہ ہی اپنی زندگی میں ان پر عمل کا خیال ہوتا ہے' حتیٰ کہ ان سنتوں اور ان پر عمل کرنے والوں کا احترام عام لوگوں کے دلوں سے رخصت ہوچکا ہے' جس کا واضح اشارہ ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ان کے دلوں سے کلیۃً رخصت ہوچکی ہے یا پھر برائے نام رہ گئی ہے۔ مثلاً:

(ا) نبی ﷺ کی سنت ہے کہ دل کی صفائی وسلامتی کا خاص خیال رکھا جائے اور ہر اُس کام سے پرہیز کیا جائے جو دو مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف پریشانی یا بدظنی پیدا کردے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تین آدمی ایک جگہ موجود ہوں تو ان میں سے دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں تاکہ تیسرے کے دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی خلش یا الجھن پیدا نہ ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، أَجْلَ أَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ))(۲۰۷)

"جب تم تین آدمی (ایک جگہ) موجود ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں، حتیٰ کہ تم لوگوں سے مل جاؤ، کیونکہ اس طرح تیسرا آدمی پریشان ہوتا ہے۔"

درج ذیل حدیث میں بھی اس خرابی کی طرف اشارہ ہے:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطِبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا(۲۰۸)

"اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال و اسباب بیچے، اور یہ کہ دھوکہ دینے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ، اسی طرح کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے میں مداخلت نہ کرے، نہ اپنے بھائی کی منگنی پر اپنی منگنی کی کوشش کرے، اور نہ ہی کوئی عورت اپنی دینی بہن کو اس لئے طلاق دلوائے کہ اس کا حصہ خود حاصل کر لے۔"

دل کی صفائی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے سوال فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

((كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ)) (۲۰۹)

(۲۰۷) صحیح البخاری: ۶۲۹۰، الاستئذان، باب ۴۷۔ وصحیح مسلم: ۲۱۸۴، السلام، بروایت عبداللہ بن مسعودؓ۔

(۲۰۸) صحیح البخاری: ۲۱۴۰، البیوع۔ وصحیح مسلم: ۱۵۱۵، البیوع۔ نیز دیکھئے صحیح مسلم مع شرحہ منۃ المنعم ۳/۸،۹۔

(۲۰۹) سنن ابن ماجۃ: ۴۲۱۶، الزھد۔ مساوی الأخلاق ومحاسنها للخرائطی: ۷۶۶، ص ۲۶۷۔ بروایت عبداللہ بن عمروؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۹۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہر مخموم القلب (صاف دل) اور زبان کا سچا۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زبان کے سچے کو تو ہم جانتے ہیں لیکن مخموم القلب (صاف دل) کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "ہر پرہیز گار اور صاف دل جس میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت اور نہ ہی کسی کا کینہ اور نہ ہی کسی کے بارے میں حسد۔"

بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت (۲۱۰) آج عام طور پر متروک نظر آتی ہے' حتیٰ کہ تعلیم و تربیت کے میدان میں کام کرنے والے حضرات بھی اس سے محروم ہیں۔ اگر کچھ لوگ اس پر عمل پیرا ہیں تو صرف مزاج کے طور پر' اتباع سنت کی غرض وہاں بھی کالعدم نہیں ہوتی۔ ذرا نظر دوڑا کر دیکھ لیں کہ ساتھی ساتھی سے' پڑوسی پڑوسی سے' حتیٰ کہ بھائی بھائی سے بغض و کینہ رکھتا نظر آتا ہے۔ لوگوں کے دل ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں'

---

(۲۱۰) بعض ایسی احادیث جن کی صحت علماء کے نزدیک مختلف فیہ ہے' ان میں صراحت کے ساتھ دل کی صفائی و ستھرائی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَا بُنَيَّ اِذَا قَدرتَ اَن تُصبِحَ وتُمسِيَ وليس في قلبِك غِشٌ لأحدٍ فَافعَل ' اِنَّ ذٰلك مِن سُنّتي ' فَمَن احبَّ سُنّتي فقد اَحبّني ومن احبّني كان معي في الجَنّة))۔

"اے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح و شام اس حال میں رہا کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کینہ نہ رہے تو ایسا کر' یہ میری سنت ہے' اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

(مشكاة المصابيح ٦٢/١ ـ تحقيق الالبانيؒ بحوالة سنن الترمذي)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لا يبلغني احدٌ منكم عن احدٍ من اصحابي شيئاً فاني اُحِبُّ ان اَخرُجَ اِليكم وانا سليمُ الصَّدر))

"میرے کسی ساتھی کی کوئی شکایت مجھ تک کوئی نہ پہنچائے' اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تم لوگوں کی طرف نکلوں تو میرا دل ہر ایک کے بارے میں صاف رہے۔"

(مسند احمد ۲۹۵/۱' اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۸٦' ص ٤٧۔ علامہ احمد شاکر فرماتے ہیں کہ اس کی سند کم از کم حسن ضرور ہے۔ شرح مسند احمد ۲۸۵/۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی تربیت و تعلیم جیسا اہم اور مشکل کام ایک ساتھ انجام دیتے ہیں، دعوتِ دین کا کام بھی ساتھ ساتھ کرتے ہیں، غرضیکہ بظاہر ہر طرح سے یگانگت نظر آتی ہے لیکن دلوں میں عجیب قسم کی دُوری ہے۔ گویا کہ ان کی زبانِ حال یہ کہتی ہے کہ ع

جن سے کبھی مزاج ملا ہے نہ دل ملا
یہ اتفاق ہے کہ وہی ہم نشیں رہے
ذہنوں کا فاصلہ ہے عجب فاصلہ مشیرؔ
وہ ہم خیال ہو نہ سکے ہم نشیں رہے!

اور اس پر مستزاد یہ کہ اس سنت سے دُوری بلکہ کمی حتیٰ کہ اس حرکت کے گناہ ہونے کا احساس تک نہیں رہا۔ اگر تھوڑے سے لوگ اس غلطی سے محفوظ ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت سمجھ کر دل کو پاک وصاف رکھتے ہوں، بلکہ ان کا مزاج ہی ایسا ہے اور اپنی عادت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ اور اگر فی الواقع کوئی مؤمن اپنے دل کو پاک وصاف رکھنے میں اللہ کی خصوصی توفیق کے بعد کامیاب ہو گیا ہے تو وہ بہت مبارک اور قابل رشک مقام پر ہے۔ اس لئے میں خود اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے درجِ ذیل حدیث نبوی کو ایک نادر تحفہ سمجھتا ہوں۔

حضرت ابو قراد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے وضو کے لئے پانی مانگا، پھر اس میں ہاتھ ڈال کر وضو فرمانے لگے تو ہم لوگ آپؐ کے وضو کا پانی لے کر پینے اور جسم پر ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا:

((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ؟))

''تمہیں ایسا کرنے پر کس جذبے نے ابھارا ہے؟''

ہم نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نے۔ اس پر آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ارشاد فرمایا:

((فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَحْسِنُوْا جِوَارَ مَنْ جَاوَرْتُمْ))(۲۱۱)

"اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ اللہ اور اُس کے رسول تم سے محبت کریں تو امانت ادا کرو' بات کرو تو سچی بات کرو اور پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔"

خلاصہ یہ کہ نبی ﷺ کی سنن باطنیہ پر توجہ نہ دینا اور ان کا اہتمام نہ کرنا آپؐ کے ساتھ محبت میں کمی و کوتاہی کی دلیل ہے۔

ب) اسی طرح رسولِ اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت کا دعویٰ رکھنے والے بے شمار لوگ ایسے ہیں جو آپ کی بہت سی سنتوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ جیسے کھانے پینے' سونے جاگنے' پہننے اوڑھنے اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے سے متعلق سنتوں کو انہوں نے چھوڑ رکھا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی شکل وصورت سے متعلق بہت سی سنتیں مدعیانِ سنت ومحبت رسول کے یہاں مفقود ہیں' جو اس بات کی دلیل ہے کہ دل سچی محبت سے خالی ہیں اور حقیقی اُلفت وچاہت غائب ہے۔ اسی طرح عبادات سے متعلقہ سنتیں بھی لاپرواہی کا شکار ہیں' جیسے وتر اور سنن مؤکدہ وغیرہ میں واضح کوتاہی نظر آتی ہے' مثلاً اعتکاف' تہجد' چاشت واشراق کی نماز' ایامِ بیض یعنی ہر مہینے کی ۱۳' ۱۴' اور ۱۵ تاریخ کے روزے' نیز جمعرات اور پیر کے دن کے روزے۔ اس جیسی سنتیں تو کم سے کم تر ہوتی چلی جارہی ہیں جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ محبت رسول ﷺ میں کمی وکوتاہی ہو رہی ہے۔

۲۔ احادیثِ صحیحہ سے مُنہ پھیر لینا

نبی ﷺ کی محبت میں کوتاہی کا ایک مظہر کسی صحیح ثابت شدہ حدیث وسنت کو رد کر دینا ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ:

---

(۲۱۱) الطبرانی الاوسط: ۶۵۱۷' ۶/ ۳۲۰۔ حدیث کی علمی تخریج کے لئے دیکھئے الصحیحۃ: ۲۹۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- یہ حدیث عقل وسائنسی تحقیق کے خلاف ہے۔
- اِس زمانے میں اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔
- اس حدیث کو اپنے علماء سے ہم نے کبھی نہیں سنا۔
- فلاں امام یا فلاں عالم نے اس حدیث کو قبول نہیں کیا ہے' وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ حقیقی محبِ رسول اس قسم کی کٹ حجتیوں سے کام نہیں لیتا' کیونکہ یہ بات فطری و عقلی طور پر معلوم ہے کہ حبیب کو اپنے محبوب کی بیان کردہ عجیب سے عجیب بات بھی عجیب وغریب محسوس نہیں ہوتی اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ محبوب کی رائے وخواہش پر اپنی رائے اور خواہش کو قربان کردے۔ ہمارے ایسے بھائیوں کو اِس اُمت کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور اس پر غور کرنا چاہیے۔ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعۂ اِسراء ومعراج کے بعد راتوں رات اپنے بیت المقدس تک جانے کا واقعہ بیان کیا تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا۔ کچھ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکے تھے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہوگئے۔ کچھ لوگ یہ خبر لے کر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچے اور پوچھا: اپنے ساتھی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں راتوں رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کیا وہ واقعی ایسی بات کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہاں' انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک مؤمن کامل اور حقیقی محبِ رسول کا جواب دیا: ''لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِکَ لَقَدْ صَدَقَ'' (اگر آپؐ نے ایسی بات کہی ہے تو وہ سچے ہیں۔) لوگوں نے تعجب سے پوچھا: کیا آپ اس بات کو سچ مانتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے قبل واپس آگئے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! میں تو اس سے بڑی باتوں پر بھی ان کی تصدیق کرتا ہوں' میں آپؐ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس صبح وشام آسمان سے وحی کے آنے کی تصدیق کرتا ہوں۔اسی لئے آپؓ کا نام صدیق رکھا گیا۔(۲۱۲)

کیا ہی خوب لکھا ہے عصر حاضر کے امام اہلحدیث علامہ البانی مرحوم نے:

''آپ ﷺ کی اطاعت میں جاں نثاری کی سب سے خوب صورت مثال سیرتِ صحابہؓ میں جو میری نظر سے گزری ہے وہ ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا ' وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ أَنْفَعُ لَنَا' نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيْهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى(۲۱۳)

''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایک ایسے عمل سے روک دیا جو ہمارے لئے نفع بخش تھا' اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ نفع بخش ہے۔ہمیں آپ ﷺ نے منع کر دیا کہ ہم بٹائی پر زمین دیں یا اسے ایک تہائی' ایک چوتھائی یا متعین مقدار کھانے پر بطور کرایہ دیں۔''

اس اطاعت شعاری نے مجھے اُس اطاعت شعاری کو یاد دلا دیا جس پر مسلمان جنوں نے تعجب کیا تھا جب کہ وہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ کی قراءت سننے کے لئے آئے' جس کا ذکر سورۂ جن کے شروع میں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاO يَّهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًاO﴾

(الجن: ۱'۲)

---

(۲۱۲) مستدرک الحاکم: ۲/ ۶۲۔ نیز دیکھئے دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/ ۳۶۰' سیرۃ النبویۃ الصحیحۃ تالیف اکرم ضیاء العمری ۱/ ۱۹۲۔ دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۰۶۔

(۲۱۳) صحیح مسلم: ۱۵۴۸' البیوع۔ وسنن ابی داؤد: ۳۳۹۵' البیوع' باب ۳۲۔ وسنن النسائی ۲/ ۳۴۔ بروایت رافع بن خدیجؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے' جو راہِ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے' ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں' اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے ربّ کا شریک نہ بنائیں گے۔''

جنوں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ آپؐ کے ساتھ آپ ہی جیسی نماز پڑھ رہے ہیں' آپؐ کے رکوع کرنے پر رکوع کر رہے ہیں' آپؐ کے سجدہ کرنے پر سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

عَجِبُوْا مِنْ طَوَاعِيَةِ اَصْحَابِهِ لَهُ (۲۱۴)

''(جنوں نے) آپ ﷺ کے صحابہؓ کی طرف سے آپؐ کی اطاعت شعاری پر تعجب کیا۔''

غرض کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اس طرح اطاعت شعاری ضروری ہے کہ ہر مسلم کے اندر ظاہر و باطن ہر اعتبار سے جاگزیں رہے' خواہ اس کی خواہش اس کے خلاف ہو یا موافق۔ اور اس اطاعت کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ اور اس کے احکام کی مثالیں نہ گھڑیں۔ (۲۱۵)

۳۔ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے اور آپؐ کی سنت سیکھنے میں لاپرواہی

ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے پڑھے لکھے مسلمان اپنے اپنے ذوق کے مطابق علوم' فنون اور شخصیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ چنانچہ کسی کا مطالعہ تاریخ میں' کسی کا سیاست میں' کسی کا جدید علوم میں ہوتا ہے۔ کسی کو سیاسی لیڈروں' کسی کو کھلاڑیوں' کسی کو فلمی دُنیا میں کام کرنے والوں اور کسی کو علماء جنہیں اولیاء کا نام دیا جاتا ہے'

(۲۱۴) مسند احمد ۱/ ۲۷۰۔ وسنن الترمذی: ۳۳۲۳' التفسیر بروایت ابن عباسؓ۔

(۲۱۵) تحریم آلات الطرب' ص ۱۳۹۔ محولہ بالا کتاب میں یہ بحث پڑھنے کے لائق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں کافی معلومات ہوتی ہیں اور وہ ان کے حالات وکوائف سے متعلق بڑی تفصیلی معلومات رکھتے ہیں۔ اسی طرح کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اخبار اور میگزین میں دلچسپی رکھتے ہیں اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ناول پڑھنا اپنا بہترین اور محبوب مشغلہ سمجھتے ہیں۔ البتہ ایسے شوقین مطالعہ قسم کے لوگوں کی معلومات نبی ﷺ کی سیرت اور آپؐ کی سنت سے متعلق بالکل کمزور ہوتی ہیں۔ انہیں آپ ﷺ کی ذات' ازواجِ مطہرات' آپ کی اولاد اور آپؐ کے مشہور ساتھیوں کے بارے میں معلومات برائے نام ہوتی ہیں۔ اور ایسے بدبخت بھی پائے جاتے ہیں جن کی معلومات بالکل صفر ہوتی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی عام سنتیں جیسے کھانا پینا' لیٹنا اُٹھنا' لباس پہننا وغیرہ سے متعلق موٹی موٹی سنتیں بھی ہمارے زمانے کے عام پڑھے لکھے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتیں' جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کے دل میں نبی ﷺ کی محبت کی شدید کمی ہے۔

۴۔ حدیثِ نبویؐ اور آپؐ سے متعلقہ چیزوں کی تعظیم میں کمی

نبی ﷺ سے محبت احترام و تعظیم کے خمیر میں گھلی ہونی چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی اس دنیا میں نہیں رہی لیکن آپ کی حدیث' آپ کی سیرت کا تذکرہ' آپ کے فرمودات تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں جن کا احترام ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی رائے کو آپ ﷺ کی حدیث پر مقدم نہ کریں' آپؐ کے فرامین کا احترام کریں' جس مجلس میں آپ کی احادیث کا درس ہو رہا ہو اس مجلس کا احترام ملحوظ رکھیں' آپ ﷺ سے منسوب مسجد کو عام مساجد کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ احترام دیں' جس مجلس میں آپ ﷺ کی عظمت و شان اور حقوق و احترام کا تذکرہ ہو وہاں غیر ضروری باتوں سے پرہیز کریں۔

ہماری ان باتوں کی بنیاد غلو اور خالی جذبات نہیں ہے' بلکہ آپ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظمت وشان کو اور حقوق و احترام کو اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات میں بڑے واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے جو کہ تا قیامت پڑھی جائیں گی اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا اوّلین فرض ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○﴾ (الحجرات: ۱، ۲)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اُس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو' اور اللہ سے ڈرو' یقیناً اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔
اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی (ﷺ) کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں سو رہا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکریاں مار کر بیدار کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اُن دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ (جو کہ بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے) جب میں انہیں بلا کر لایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم طائف سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: ''اگر تم اِس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا' تم لوگ نبی ﷺ کی مسجد میں اپنی آواز کو بلند کر رہے ہو!''(۲۱۶)

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج یہ اہمیت رخصت ہو چکی ہے۔ آج حرمین

(۲۱۶) صحیح البخاری: ۴۷۰' المساجد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریفین لوگوں کی ہفتہ وار یا یومیہ ملاقات کا مرکز بن چکے ہیں جہاں ہر قسم کی غیبت اور دنیاوی باتیں ہوا کرتی ہیں' بلکہ وہاں بہت سے لوگوں کی حاضری صرف اس قسم کی ملاقات کی نیت سے ہوا کرتی ہے۔ مسجد نبویؐ کا ایک دروازہ ہی لوگوں کی ملاقات کے لئے متعین ہے جہاں لوگ کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے میل ملاقات کرتے ہیں' اور بدقسمتی سے ان میں زیادہ تر تعداد علماء اور طالبانِ علومِ شریعہ کی ہوتی ہے۔

جرح و تعدیل کے امام حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کی سوانح زندگی میں آتا ہے کہ جب حدیث رسول ﷺ کا درس دیتے تھے تو حاضرین کو خاموش رہنے کا حکم دیتے' کسی قسم کی گفتگو کرنے' قلم تراشنے' مسکرانے اور کھڑے ہونے سے منع فرما دیتے' ایسا محسوس ہوتا کہ لوگوں کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں' یا گویا کہ لوگ نماز میں کھڑے ہیں' لیکن اگر کوئی مسکرا دیتا یا کوئی دوسری بات کر دیتا تو اپنا جوتا لے کر باہر نکل جاتے۔ (۲۱۷)

امامِ دار الہجرۃ مالک بن انسؒ نے احادیث رسول کی تعظیم کا حق ادا کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ فقہ کے درس کے لئے بیٹھتے تو عام کیفیت میں ہوتے' لیکن جب درسِ حدیث کے لئے بیٹھتے تو غسل فرماتے' خوشبو لگاتے' اچھے سے اچھا کپڑا پہنتے' عمامہ باندھتے اور خشوع و خضوع اور وقار کے ساتھ بیٹھتے۔ مجلس کو خوشبو سے معطر کرتے۔ (۲۱۸)

کہاں ہیں وہ مدعیانِ محبتِ رسول اور کہاں ہیں سنت کی اتباع کا دعویٰ کرنے والے؟ انہیں چاہئے کہ نیک لوگوں کی زندگی کے اس قسم کے واقعات سے عبرت حاصل کریں اور حقیقی محبت کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

---

(۲۱۷) سیر اعلام النبلاء ۲۰۱/۹۔

(۲۱۸) تذکرۃ الحفاظ ۱۹۶/۱' الشفاء ۶۰۱/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ دینی مجالس سے دُوری

دین کی تعلیم و تعلّم کی خاطر اجتماع، تلاوت و تدبرِ قرآنِ حکیم کی محفلیں اور ذکر و اذکار کی مجلسیں اللہ، اُس کے فرشتوں اور رسولوں کو اَز حد محبوب ہیں۔ خود اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی ہی مجلس میں شریک مسلمانوں کی جماعت کو دیکھ کر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو ایسی مجلس میں حاضری کا بڑا شوق تھا۔ متعدد حدیثوں میں آپؐ نے ایسی مجلسوں اور اس میں حاضری کی فضیلت بیان کی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

((لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً)) (۲۱۹)

''فجر کی نماز پڑھ کر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) کے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز پڑھ کر غروبِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) کے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت کردوس رحمہ اللہ جو مجلس وعظ و ارشاد کے بڑے شوقین تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک بدری صحابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَاَنْ اَقْعُدَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ)) (۲۲۰)

---

(۲۱۹) سنن ابی داوٗد: ۳۶۶۷، العلم۔ کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۸۷۸، ۱۶۲۸/۳۔ بروایت انسؓ۔ دیکھئے الصحیحة: ۲۹۱۶۔

(۲۲۰) مسند احمد ۴۷۳/۳۔ ومسند الدارمی ۳۱۹/۱۔ وشعب الایمان للبیهقی: ۵۶۰۔ ۴۵۷/۲۔ طبع الدار السلفیة۔ دیکھئے الصحیحة ۹۹۶/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجلس علم وذکر میں بیٹھنا میرے نزدیک چار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔"

لیکن افسوس ہے کہ وہ طبقہ جو اپنے آپ کو کسی بھی اعتبار سے معزز سمجھتا ہے' ان مجلسوں میں حاضری اپنے لئے باعث شرمندگی محسوس کرتا ہے' حتیٰ کہ ہمارے بہت سے علماء اس قسم کی مجلسوں میں پیشگی دعوت کے بغیر نہیں جاتے اور وہ بھی تقریر و وعظ کی حد تک۔ اور جب وعظ و تقریر میں اُن کی باری ختم ہو جاتی ہے تو وہاں بیٹھنا اپنے لئے باعث توہین خیال کرتے ہیں' حالانکہ فی الواقع اگر انہیں نبی ﷺ سے سچی محبت ہوتی تو ایسی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لئے باعث فخر محسوس کرتے۔ درج ذیل حدیث پر ذرا غور کریں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے گھر تشریف فرما تھے کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ...... ﴾ (الکھف:٢٨)

"اور اپنے آپ کو انہی کے ساتھ جمائے رکھ جو صبح و شام اپنے ربّ کو پکارتے ہیں اور اُسی کی رضامندی کے خواہاں ہیں۔"

تو آپ باہر تشریف لائے اور ایسے لوگوں کو تلاش کرنے لگے جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں' آپ ﷺ کو ایک ایسی مجلس ملی جو مجلس ذکر تھی' اس میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جن کے سر ننگے تھے اور بعض ایسے تھے جن کے جسم پر صرف ایک ہی کپڑا تھا۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو وہیں بیٹھ گئے اور فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ)) (٢٢١)

---

(٢٢١) الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ٧/٢٤) حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے سبھی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کا شکر ہے کہ میری اُمت میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔''

حافظِ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس کوتاہی پر متنبہ کیا تھا کہ ایک بار وہ بازار میں داخل ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اے بازار والو! تم لوگ کتنے کوتاہ ہو! لوگوں نے سوال کیا کہ اے ابو ہریرہ' کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دیکھو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں مشغول ہو' جا کر اپنا اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے؟ لوگوں نے سوال کیا کہ کس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مسجد میں۔ لوگ تیزی سے مسجد کی طرف بھاگے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ جب لوگ واپس ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کیا ہوا، تم لوگ اس قدر جلدی سے کیوں واپس آ گئے؟ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! ہم لوگ مسجد میں گئے اور اس میں داخل بھی ہوئے لیکن وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد میں کسی کو دیکھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں! کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا' کچھ دوسرے لوگ قرآن پڑھتے دکھائی دیئے اور کچھ لوگوں کو حلال و حرام کے بارے میں معلومات حاصل کرتے دیکھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تمہارا بھلا کرے' یہی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ (۲۲۲)

۶۔ درود و سلام میں کوتاہی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بڑی اہم نیکی' گناہوں کی معافی کا سبب' درجات کی بلندی' غم و پریشانی سے نجات' دُعا کی قبولیت کا وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے' بلکہ ایسا شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام

(۲۲۲) الطبرانی الأوسط ۱۱۴/۲' ۱۱۵' ح:۱۴۲۹۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترھیب للالبانیؒ: ۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بھیجے وہ سب سے افضل فرشتے اور سب سے افضل نبی کی زبان پر رحمت الٰہی سے محروم ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی لمبی حدیث میں موجود ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ (۲۲۳)

''وہ شخص اللہ کی رحمت سے دُور ہوا جس کے سامنے آپ کا ذکر آیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا۔''

خود نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے۔'' (۲۲۴)

تقریروں، جلسوں اور عام گفتگوؤں میں آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے تو یقیناً تمام لوگوں کی زبان پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں اور یہ بہت ہی اچھی چیز ہے۔ لیکن یہاں دو باتیں قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ عام طور پر لوگ یہ کلمہ درود اپنی زبان سے ادا کرنے کے عادی ہو چکے ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ کا مبارک نام آئے زبان پر بلا ارادہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور میٹھے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں، حالانکہ کہنے والے خاص و عام اس جملہ کی اہمیت، اس کا معنی اور اس پر مترتب ہونے والے ثواب کو مدنظر نہیں رکھتے، بلکہ رسمی طور پر اسے زبان سے ادا کر دیتے ہیں، جبکہ اگر اس جملے کو ادا کرتے

---

(۲۲۳) مستدرك الحاكم: ۱۵۲/٤۔ یہ حدیث حضرت کعب بن عجرہ کے علاوہ متعدد صحابہ سے مروی ہے، جیسے حضرت ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے صحیح الترغیب والترهیب ۱/ ٥٨٤، ٥٨٥۔ اور صحیح الادب المفرد: ۲٤۰، ۲٤۱۔

(۲۲۴) سنن الترمذی: ۳٥٤٦۔ و مسند احمد ۲۰۱/۱۔ یہ حدیث گزر چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اس پر ملنے والے ثواب کی نیت رکھیں' اس کے معنی پر غور کریں' کبھی کبھار درود و سلام کے دوسرے مسنون الفاظ بھی استعمال کرلیا کریں' خصوصاً درودِ ابراہیمی جو سب سے افضل اور جامع درود ہے' تو اس پر اجر کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

۲۔ یہی ضروری نہیں ہے کہ درود و سلام کے الفاظ اُسی وقت ادا کیے جائیں جب آپ ﷺ کا ذکر ہو۔ یاد رہے کہ آپ پر درود پڑھنا ذکر کا حکم رکھتا ہے جو ہر وقت جائز اور بعض اوقات واجب و بعض اوقات میں سنت اور بعض اوقات میں مستحب کا ہے۔ بیشتر حضرات ان مواقع کا خیال نہیں رکھتے۔ پچھلی بحث میں ایسے کچھ مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی کی تالیف ''درود شریف[1]'' کا مطالعہ فرمائیں' مفید ثابت ہوگا۔

نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں کمی و کوتاہی سے متعلق چند شکلوں کا مختصر ذکر ہوا۔ جسے تفصیل درکار ہو وہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ صالح الخضیری حفظہ اللہ کے علمی مقالے ''دمعةٌ علی حُبّ النبیّ ﷺ'' کا مطالعہ کرلے۔ موصوف نے اپنے مقالے میں تقریباً ایسی بارہ شکلوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں کے ہاں عام ہیں۔ موصوف کا یہ مقالہ المنتدی الاسلامی لندن سے شائع شدہ کتاب ''حقوق النبی ﷺ بین الاجلال والاضلال'' میں شامل ہے۔

[1] طبع مکتبہ کتاب و سنت' ریحان چیمہ سیالکوٹ' تقسیم کنندہ: مکتبہ نورِ اسلام' رحمٰن مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے بارے میں اِفراط وغلو (مبالغہ)

آپ ﷺ کی محبت کے نام پر غلطی کا دوسرا پہلو غلو ومبالغہ ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی محبت میں کمی وکوتاہی شرعاً نقصان دہ ہے' بلکہ بسا اوقات ایسا معاملہ اسلام کے منافی بھی ہوسکتا ہے' اسی طرح مبالغہ وغلو بھی ناجائز وحرام ہے' جو کہ بسا اوقات دین سے خروج کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ چونکہ ہم سے پہلے کی اُمتیں مثلاً یہود ونصاریٰ اپنے نبیوں اور علماء کی محبت میں مبالغہ کر کے راہِ حق سے بھٹک گئی تھیں اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کو اپنی ذات کے بارے میں غلو ومبالغہ سے سختی سے منع فرمایا۔ ارشاد ہوا:

((لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ ' فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ ' فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ)) (۲۲۵)

''میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کے بارے میں کیا تھا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں' مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

ایک بار کسی صحابی نے آپ ﷺ کو اِن الفاظ میں مخاطب کیا کہ: یا مُحمّد! یا سیِّدَنا وابنَ سیِّدِنا وَخیرَنا وَابْنَ خیرِنا (یعنی اے محمد(ﷺ)! اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! اے ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے!) یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِتَقْوَاکُمْ ' لَا یَسْتَھْوِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ ' اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ' عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ' وَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ اَنْ

(۲۲۵) صحیح البخاری: ۳۴۴۵' الانبیاء ۔ ومسند احمد ۱/۲۳۔ بروایت عمر بن الخطابؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیَ اللّٰہُ)) (۲۲۶)

''اے لوگو! تقویٰ کو لازم پکڑو! دیکھو کہیں شیطان تمہیں میری محبت میں صحیح راستے سے بھٹکا نہ دے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں' اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' مجھے یہ قطعاً پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اُس مقام سے اونچا اٹھاؤ جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے۔''

اس قسم کی متعدد احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے بارے میں غلو و مبالغے سے منع فرمایا ہے' تاکہ اس اُمت میں توحید کا معاملہ بالکل محفوظ رہے' لیکن بدقسمتی سے ان تمام کوششوں کے باوجود اِس اُمت میں سے ایک جماعت آپ ﷺ کے بارے میں غلو و مبالغہ سے محفوظ نہ رہ سکی' جس کی متعدد شکلیں ہمارے ماحول میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض مشہور صورتوں کی طرف اِشارہ کر کے ان پر مختصر کلام کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے بارے میں دُنیوی زندگی کا عقیدہ رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو آخرت کے لئے ایک گزرگاہ کی حیثیت دی ہے' یہاں کسی بھی فردِ بشر کو ہمیشہ نہیں رہنا۔ جس طرح راستہ کسی کی منزل نہیں ہوتا' بلکہ وہ ایک گزرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے' اسی طرح دنیا بھی کسی کی منزل نہیں ہے۔ اسی چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے درج ذیل لفاظ میں واضح کیا ہے۔ مسند احمد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے' اُس وقت آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس کے نشانات آپؐ کے پہلو پر ظاہر تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تکلیف ہوئی اور عرض پرداز ہوئے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ اپنے

(۲۲۶) مسند احمد ۳/ ۱۵۲۔ النسائی عمل الیوم واللیلۃ: ۲۴۸' ص ۲۴۹ بروایت انس بن مالکؓ۔ وصحیح ابن حبان (موارد الظمآن) ح ۲۱۲۸' ص ۵۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اس سے زیادہ آرام دہ بستر لے لیتے تو بہتر ہوتا۔

امام الزاہدین وقدوۃ القانعین رسول اکرم ﷺ نے جو جواب دیا وہ ہر محبت رسول کے دعوے دار کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا لِیْ وَلِلدُّنْیَا مَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ سَارَ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ' ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَکَهَا)) (۲۲۷)

"مجھے دنیا سے کیا لینا دینا؟ میری اور دنیا کی مثال اُس سوار جیسی ہے جو سخت گرم دن میں سفر میں تھا اور تھوڑی دیر کے لئے کسی درخت کے نیچے سایہ کے لئے ٹھہرا' پھر چل پڑا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔"

دنیا اور اس کے مسافر کی یہ کتنی بہترین تشبیہ ہے! کاش کہ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے اور اس پر یقین رکھتے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ خود نبی ﷺ اس دنیا میں ایک مسافر کی حیثیت سے رہے اور عام لوگوں کی طرح آپ بھی ایک دن اس دنیا سے رخصت ہو گئے' جسے لوگ موت' انتقال' وفات وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ صرف آپ ہی نہیں بلکہ آپ سے پہلے اور بعد اللہ کے جتنے بندے اس دنیا میں آئے یا آئیں گے ہر ایک کا انجام یہی ہے' خواہ نبیوں یا رسولوں کی طرح عظیم مقام پر ہوں' اولیاء و صلحاء کی طرح صلاح و تقویٰ کی منزل پر ہوں یا فرعون و قارون اور ابوجہل کی طرح کفر کے امام ہوں' سب کا انجام اس دنیا سے بالآخر رخصتی ہے۔ یہ نکتہ' یہ حقیقت اور یہ فیصلہ قرآن و سنت میں اس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ کسی مؤمن کے لئے اس سے انکار تو کیا شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۲۲۷) مسند احمد ۳۰۱/۱۔ وصحیح ابن حبان: ۲۵۲۶' ص ٤٢٦۔ ومستدرك الحاكم ۲۰۹/٤۔ دیکھئے سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤٣٨' ٤٣٩۔ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی: ۲۳۷۷۔ وسنن ابن ماجه: ٤١٠٩' الزهد۔ ومسند احمد ۳۹۱/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○﴾ (الانبیاء: ۳۴' ۳۵)

''آپ سے پہلے کسی انسان کو ہم نے ہمیشگی نہیں دی۔ کیا اگر آپ مر گئے تو یہ ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے؟ (نہیں' ایسا ہرگز نہ ہوگا' بلکہ) ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے' اور بطریق امتحان ہم تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں' اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ○ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ○﴾ (الزمر: ۳۰' ۳۱)

''یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں' پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے ربّ کے سامنے جھگڑو گے۔''

ایک اور جگہ بعض صحابہؓ کی کچھ غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

''(حضرت) محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں' کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟''

جس پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اگر اس پر ایک نظر ڈال لی جائے تو مسئلہ کی حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ ہوا یہ کہ جنگ اُحد میں جب اسلامی فوج انتشار کا شکار ہوگئی تو کسی نے آواز بلند کر دی کہ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے۔ یہ سننا تھا کہ اسلامی فوج اور بھی سراسیمگی کا شکار ہوگئی۔ بہت سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے اور لڑائی بند کر دی۔ ان کی اس غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی ﷺ کا کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جانا یا اُن پر موت کا طاری ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آپ سے پہلے بہت سے انبیاء بھی قتل و موت سے ہم کنار ہو چکے ہیں۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ ﷺ کو کافر قتل کر دیں یا آپ پر موت طاری ہو جائے تو تم کیا اپنے دین سے پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! ایسا کرنا خود تمہارے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ سے مروی متعدد احادیث میں بھی آپ ﷺ کی وفات اور انتقال کا ذکر وارد ہے۔ اِن میں سے متعدد حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّهُ لَايَمُوتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم ...﴾ الآية (النساء: ٦٩) فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ. (۲۲۷)

”میں سنتی تھی کہ کوئی نبی اُس وقت تک نہیں مرتا یہاں تک کہ اُسے دنیا اور آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپؐ کے مرض الموت کا وقت تھا آپ کہہ رہے تھے کہ ”اُن لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے“ تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔“ (۲۲۸)

اب ہم یہاں پر مسند احمد کی ایک نہایت ہی واضح اور صریح حدیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

---

(۲۲۷) صحيح البخاری: ٤٤٣٥، المغازی، باب ۸۳۔

(۲۲۸) امام بخاریؒ اپنی کتاب صحیح البخاری میں باب منعقد کرتے ہیں: باب مرض النبی ﷺ ووفاته (نبی ﷺ کے مرض اور وفات کا بیان) پھر اس کے تحت ۲۳ سے زائد حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں اکثر کے اندر صراحت کے ساتھ لفظ موت یا وفات وارد ہے۔ دیکھئے کتاب المغازی، باب ۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ پر موت کی سختی طاری ہوئی اور سخت تکلیف کا احساس ہوا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی تکلیف نہ دیکھی گئی تو کہہ اٹھیں:

وَا كَرْبَاهُ وَا كَرْبَ اَبْتَاهُ

''ہائے میرے باپ کی سختی کی کیفیت!''

آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

((يَا بُنَيَّةُ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَا لَيْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا لِمُوَافَاةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))(۲۲۹)

''پیاری بیٹی! تیرے باپ پر وہ گھڑی آ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کسی کو بھی چھوڑنے والا نہیں ہے اور یہ روزِ حشر کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔''

لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ صریح اور واضح دلیلوں کے باوجود ہمارے بعض نادان یا کم علم بھائیوں نے آپ ﷺ کی وفات کا انکار کیا ہے اور بزعم خود اِس طرح وہ نبی ﷺ کے مقام کو بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' جبکہ یہ عقیدہ قرآنِ مجید اور صحیح حدیث شریف کے بالکل خلاف ہے۔ صحابۂ کرام و تابعین عظام اور ائمہ ہدیٰ میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا قائل نظر نہیں آتا' بلکہ دلائل کی روشنی میں متفقہ طور پر اُمت اِس عقیدہ پر قائم رہی ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں' انتقال کر گئے ہیں' وفات پا چکے ہیں' وصال ہو چکا ہے۔ جو بھی نام دیجئے' جو بھی عنوان قائم کیجئے' بات ایک ہی ہے۔ نام کے بدلنے سے حقائق نہیں بدلتے۔ درجِ ذیل واقعہ پر غور کریں جس سے تمام صحابہ کے موقف اور عقیدہ پر روشنی پڑتی ہے۔

جب نبی ﷺ کی وفات کی خبر پھیلی اُس وقت حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مقام ''سُنح'' میں واقع اپنے مکان میں موجود تھے۔ آپؓ گھوڑے پر سوار ہو کر

(۲۲۹) مسند احمد ۳/ ۱۴۱۔ وسنن ابن ماجۃ: ۱۶۱۹' الجنائز۔ والشمائل للترمذی: ۳۸۰۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۷۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے اور اُتر کر مسجدِ نبویؐ میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کے پاس پہنچے۔ آپؐ کا جسدِ مبارک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے رخِ انور سے چادر ہٹائی' اسے چوما اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ قربان! اللہ تعالیٰ آپ پر دو دفعہ موت جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھی تھی وہ آپ کو آ چکی۔

اس کے بعد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: عمر بیٹھ جاؤ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اُدھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے' اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ' وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ' قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ ۝﴾

''اما بعد! تم میں سے جو شخص محمد (ﷺ) کی پوجا کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد (ﷺ) کی موت واقع ہو چکی ہے۔ اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے' کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''محمد نہیں ہیں مگر رسول ہی' اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں' تو کیا اگر وہ (محمد ﷺ) مر جائیں (ان کی موت واقع ہو جائے) یا وہ قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے تو یاد رکھے کہ وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا' اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔''

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درج ذیل آیت بھی پڑھی: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾ (الزمر: ۳۰) (آپ بھی مریں گے اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے)۔ دیکھئے فتح الباری ۱۴۵/۸۔

صحابہ کرامؓ جو اب تک فرطِ غم سے حیران و ششدر تھے' انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب سن کر یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ واقعی رحلت فرما چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ واللہ! ایسا لگتا تھا گویا لوگوں نے جانا ہی نہ تھا کہ اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے' یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے ان سے یہ آیت گویا اسی وقت سیکھی اور اب جس انسان کو میں نے سنا تو وہ اسی آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! میں نے جوں ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا انتہائی متحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا' حتیٰ کہ میرے پاؤں میرے جسم کا بوجھ نہیں اٹھا رہے تھے اور حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ آیت سنتے ہی میں زمین پر گر پڑا' کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ واقعی نبی اکرم ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔ (۲۳۰)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام صحابہؓ اس بات پر متفق تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں' اس لئے بعد کے علماء اپنی کتابوں میں ''اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کا بیان'' کے نام سے باب باندھتے رہے

---

(۲۳۰) صحیح البخاری: ۴۴۵۲' ۴۴۵۳' ۴۴۵۴' المغازی' باب ۸۳۔ بروایت عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہما۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کتاب الجنائز اور کتاب التفسیر میں کی ہے۔ نیز دیکھئے الرحیق المختوم ص ۶۳۱ و ۶۶۲۔ حدیث کا ترجمہ الرحیق المختوم سے لیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' جیسا کہ ابھی بخاری شریف کے حوالے سے گزرا۔ نیز امام ترمذیؒ نے اپنی مشہور کتاب "الشمائل المحمدیۃ" میں بھی باب ماجاء فی وفاۃ النبی ﷺ باندھا ہے۔ اسی طرح دوسرے علماء نے بھی کیا ہے جو اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔

شاید چھٹی صدی ہجری میں صوفیاء نے یہ نکتہ پیدا کیا کہ آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی ہے۔ شاید اس سے ان کا مقصد صرف برزخی زندگی یا اس میں کسی قسم کی خصوصیت کا تصور رہا ہو' جیسا کہ ان سے پہلے امام بیہقیؒ نے "حیاۃ الانبیاء" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرمائی تھی جس کا مقصد قطعاً یہ نہیں تھا کہ انبیاء کرام کی زندگی بعینہٖ دُنیوی زندگی ہے' حاشا وکلا' بلکہ اس سے انبیاء کرام کی برزخی زندگی اور عام لوگوں کی برزخی زندگی سے بعض حیثیت سے امتیاز کا ثبوت تھا۔ ان علماء کا استدلال درج ذیل حدیث سے تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ))(۲۳۱)

"انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔"

اس حدیث کے الفاظ صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ یہ زندگی برزخی ہے جو دُنیوی زندگی سے یکسر مختلف ہے' دُنیوی زندگی پر اسے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ الفاظِ حدیث "اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ" (اپنی قبروں میں زندہ ہیں) سے ظاہر ہوتا ہے' کیونکہ علمائے سلف میں سے کسی نے بھی اس سے دُنیوی زندگی نہیں سمجھا' جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔(۲۳۲)

---

(۲۳۱) مسند البزار (کشف الاستار: ۲۳۳۹' ۳/۱۰۰۔ ومسند ابی یعلیٰ (مجمع الزوائد ۸/۲۱۱) وحیاۃ الانبیاء' ص ۳ بروایت انس بن مالکؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۶۲۱۔

(۲۳۲) اصل میں یہ انسان' روح اور جسم خاکی سے مرکب ہے۔ تمام روحوں کو اللہ تعالیٰ نے ازل میں پیدا فرمادیا تھا اور اس کے بعد انہیں کسی جگہ محفوظ فرمادیا' البتہ جسد خاکی ماں کے پیٹ میں ہی بننا شروع ہوتا ہے اور ایک مقررہ وقت پر روح لا کر اس میں داخل کردی جاتی ہے اور ایک جیتا جاگتا انسان ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثِ عصر علامہ البانیؒ مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرنے اور اس کی صحت کو ثابت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''پھر اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جس زندگی کا ثبوت ہوتا ہے وہ محض برزخی زندگی ہے' دُنیوی زندگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے دُنیوی زندگی کو مثال بنا کر اور اس سے تشبیہ وخاص کیفیت کے تصور کے بغیر اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس بارے میں ایک مؤمن کا یہی موقف ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ بدعتیوں کی طرح اس بارے میں قیاس و آراء کو داخل کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ بعض اہل بدعت (۲۴۴) تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ قبر میں آپ کی زندگی حقیقی

بن کر دنیا میں تشریف لاتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اس دنیا میں رہتا ہے اور وقت مقررہ پر اس کی روح اور جسد خاکی کا باہمی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا نام موت ہے۔ جسد خاکی کو قبر کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور روح اپنے اصل مقام کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ قبر یا اصلی مقام پر روح اور جسد خاکی کو ملا دیا جاتا ہے۔ اس کا نام برزخی زندگی ہے۔ اس زندگی میں مؤمن و کافر یکساں ہیں' البتہ درجہ و مقام کے لحاظ سے ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ کی زندگی پر دنیا کی زندگی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دُنیوی زندگی پر برزخی زندگی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہر مرحلے کے اپنے اپنے احکام و تقاضے ہیں۔ جس طرح انبیاء و رسل' شہید و نیک و صالح انسان برزخی زندگی میں زندہ ہیں اسی طرح فاسق و فاجر حتیٰ کہ منافق اور کافر و مشرک بھی برزخی زندگی میں زندہ ہیں۔ البتہ ان کے مراتب و مقام اور کیفیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (البتہ انبیاء کی حیاتِ برزخی اہل سنت و جماعت کے نزدیک شہداء سے بہتر اور قوی تر ہے۔ برزخ میں عبادت' تسبیح و تہلیل اور رفع درجات ان کو حاصل ہے)۔ یہ سب باتیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں وارد نصوص سے ثابت ہیں اور یہی سلفِ صالحین کا مسلک و مذہب ہے۔ ان سے ہٹنا یا نصوص کی من مرضی تاویل و تحریف کرنا گمراہی کا راستہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (نورانی)

(۲۴۴) امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی ''نونیہ'' میں اس مسلک کی تردید بڑے زوردار انداز میں کی ہے اور حیاۃ نبوی کو دُنیوی زندگی کہنے والوں کو اہل بدعت کہا ہے' جس سے پتہ چلتا ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے یہ آواز بدعتی فرقے نے اٹھائی تھی اور بعد میں بھی یہی لوگ اسے ہوا دیتے رہے ہیں۔ دیکھئے مسئلۃ حیاۃ النبی ﷺ' ص ۲۲' ۲۳ اور ۳۰۔ ⇐

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی ہے جہاں آپ کھاتے پیتے حتیٰ کہ اپنی ازواجِ مطہرات سے ہم بستری بھی فرماتے ہیں' جبکہ یہ زندگی بالکل برزخی ہے جس کی حقیقت اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔"

خلاصہ یہ نکلا کہ نبی اکرم ﷺ کی برزخی زندگی کو دُنیوی زندگی کے مشابہ قرار دینے والوں کا عقیدہ قرآن و حدیث کے فرمودات اور صحابہ و تابعین اور ائمہ اُمت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ طالبانِ علومِ شرعیہ سے گزارش ہے کہ اس موضوع کو تفصیل و دلیل کے ساتھ سمجھنے کے لئے علامہ محمد اسماعیل خطیب سلفی آف گوجرانوالہ کا رسالہ "مسئلۂ حیاۃ النبی ﷺ" کا مطالعہ ضرور کریں۔

اختصار کے باوجود حق کے چاہنے والوں کے لئے گزشتہ سطریں الحمدللہ کافی ہیں' اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ البتہ دو اہم شبہات کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلا شبہ اور اس کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے بقیدِ حیات ہونے کی بڑی واضح دلیل یہ ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی میراث وارثوں میں تقسیم نہیں کی گئی اور نہ ہی آپ کی ازواجِ مطہرات کو شادی کی اجازت تھی۔ بلکہ ایک کہنے والے نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ:

"انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات حقیقی جیسے کہ دُنیوی ہے' ان پر تصدیق

⇦ ایک عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ عقائد کے معاملہ میں خبرِ واحد سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب کسی ایسے مسئلہ کی بات ہوتی ہے جو ان کی خواہش کے موافق ہو تو اس میں نہ صرف خبرِ واحد سے استدلال کرنے لگتے ہیں بلکہ ضعیف اور موضوع احادیث سے بھی استدلال کر لیتے ہیں تاکہ کسی طرح ان کی بات صحیح ثابت ہو جائے خواہ سارے کے سارے اصول و ضابطے ٹوٹ جائیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ سلف صالحین نصوصِ شریعت سے احکام حاصل کرتے تھے اور خود غرض خواہش پرست لوگ اپنی رائے پر نصوصِ شریعت کو چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں' اگر پوری آ گئیں تو ٹھیک ورنہ تاویل کی سان چڑھا کر ان کا حلیہ بگاڑ دیتے ہیں۔ (نورانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے' پھر فوراً اُن کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات میں وہی احکامِ دُنیویہ ہیں' ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا' ان کی ازواج کا نکاح حرام' نیز ازواجِ مطہرات پر عدت نہیں۔"(۲۳۴)

اس بیان میں دو چیزیں قابل تبصرہ ہیں:

۱۔ انبیاء علیہم السلام کا ترکہ اس لئے نہیں تقسیم کیا جاتا کہ وہ بقید حیات ہیں۔

۲۔ انبیاء کی ازواجِ مطہرات کو نکاح کی اجازت اس لئے نہیں کہ آپ ﷺ بقیدِ حیات ہیں۔

ا) انبیاء کا ترکہ تقسیم نہ ہونا

یہ بات علمائے اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ))(۲۳۵)

"ہمارا (انبیاء علیہم السلام کا) کوئی وارث نہیں بنتا' جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔"

یہ ہے وہ حدیث نبوی جس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ نبی ﷺ بقید حیات ہیں' حالانکہ یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ عہد صحابہؓ سے لے کر آج تک کسی بھی عالمِ حدیث و فقہ نے اس حدیث سے حیاتِ نبویؐ پر استدلال نہیں کیا' بلکہ اس سے ایک شرعی مسئلہ اخذ کیا کہ کسی نبی کا ترکہ ان کے

---

(۲۳۴) ملفوظاتِ بریلویہ ۲/۲۷۶۔ نقلاً عن کتاب بریلویت' ص ۱۴۲۔ تالیف علامہ احسان الٰہی ظہیر۔

(۲۳۵) صحیح البخاری: ۳۰۹۲' فرض الخمس۔ وصحیح مسلم: ۱۷۵۹' الغنیمة بروایت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ متعدد صحابہؓ سے یہ حدیث مروی ہے۔ امام سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں دیگر آٹھ صحابہ کے نام دیئے ہیں۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۷۵۵۹' ۷۵۶۰' اور ۷۵۶۱۔ ۲/۱۲۵۴ و ۱۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراثوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ نبی کا ترکہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور نبی کا قائم مقام اس میں تصرف کا حق رکھتا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا نُوْرَثُ ' مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ ' وَاِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبَتِهِمْ وَلِضَيْفِهِمْ' فَاِذَا مِتُّ فَهُوَ اِلَى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِي))(۲۳۶)

''ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا' جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ یہ مال (میری زندگی میں) آلِ محمد کی ضرورتوں اور ان کے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے ہے' اور جب میں موت سے ہم کنار ہو جاؤں گا تو یہ مال میرے بعد مسلمانوں کے امام کے تصرف میں ہوگا۔''

واضح رہے کہ ان حدیثوں یا آپ ﷺ کے ترکے کے تقسیم نہ ہونے کا تعلق حیاتِ نبویؐ سے قطعاً نہیں ہے اور نہ ہی کسی عالم نے اس سے حیاتِ نبویؐ پر استدلال کیا ہے' بلکہ حضرت ابوبکر الصدیق اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے جس شانِ نزول میں یہ حدیث لوگوں کے سامنے پیش کی ہے' اگر اسے سامنے رکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

اِنَّ فاطمةَ ابنةَ رسُولِ اللّٰهِ ﷺ سالَتْ ابابكرِ الصّدّيق بعدَ وفاةِ الرّسولِ ﷺ اَن يَقسِمَ لها ميراثَها مِمّا ترَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِمّا اَفاءَ اللّٰهُ عليه' فقال ابوبكرٍ: اِنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال: ((لَانُوْرَثُ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ))(۲۳۷)

''رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے

(۲۳۶) سنن ابی داوٗد: ۲۹۷۷' الخراج' باب ۱۹۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۷۵۶۱۔
(۲۳۷) صحیح البخاری: ۲۰۹۲' ۲۰۹۳' الخمس۔ وصحیح مسلم: ۱۷۵۹' الغنیمة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ترکہ سے انہیں میراث کا حصہ دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فئی کی صورت میں (فدک وغیرہ) دیا تھا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا' ہمارا ترکہ (چھوڑا ہوا مال) صدقہ ہوتا ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے:

انّ ازواجَ النّبیّ ﷺ حینَ تُوُفّیَ رسولُ اللّٰہ ﷺ اَرَدْنَ اَنْ یَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بنَ عفّانَ الٰی ابی بَکْرٍ فَیَسْأَلْنَہٗ مِیْرَاثَھُنَّ مِنَ النّبیّ ﷺ. قَالَتْ عَائِشَۃُ لَھُنَّ: أَلَیْسَ قَدْ قَالَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا نُوْرَثُ' مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ))(۲۲۸)

''ازواجِ مطہراتؓ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس نبی ﷺ کے ترکہ سے میراث کے مطالبہ کے لئے بھیجنا چاہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: کیا اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

قارئین! ان دونوں حدیثوں پر غور کریں کہ تقسیم میراث کے بارے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور صدیقہ کائنات نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ بقیدِ حیات ہیں اور جو شخص بقیدِ حیات ہو اُس کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا' بلکہ یہ کہا کہ نبی ﷺ اور اسی طرح دوسرے تمام انبیاء کی میراث کے بارے میں شرعی قانون یہ ہے کہ اسے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی وفات کے بعد عام مسلمان مستحقین پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر صدیق اکبر اور صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہما کا وہی عقیدہ تھا جو حیاتِ نبیؐ کے قائل حضرات ثابت کرنا چاہتے ہیں تو جائیداد کی عدمِ تقسیم پر یہ

(۲۲۸) صحیح البخاری: ٤٠٣٤' المغازی۔ وصحیح مسلم: ١٥٧٥' الغنیمۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل زیادہ قوی اور دلوں کو بھانے والی تھی۔

اسی طرح ان حدیثوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خود آپ ﷺ کے اہل خانہ' خواہ آپؐ کی لختِ جگر' جنت میں تمام عورتوں کی سردار' حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہوں یا آپؐ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن' ان سب کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ کا تعلق دُنیوی زندگی سے کٹ چکا ہے' اب آپ اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں' ورنہ ترکہ اور میراث کی تقسیم کا خیال ان کے دلوں میں اٹھتا ہی کیوں؟ اور میراث کا مطالبہ کیوں کر ہوتا؟ کیونکہ شرعی اصطلاح میں میراث اس مال کو کہا جاتا ہے جو میت کے ترکہ سے حاصل ہوتا ہے' زندوں کی جائیداد کو میراث سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ (۲۳۹)

ب) ازواجِ مطہرات کا نکاح حرام ہونا

رہا پہلے شبہ کا دوسرا جزء تو اس کی بنیاد درجِ ذیل آیت قرآنیہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اور تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو' یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں صراحت کے ساتھ ازواجِ مطہرات سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے جس سے ہمارے بھائیوں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح ناجائز ہے اس لئے آپؐ کی ازواج سے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے۔

(۲۳۹) ترکہ کی تقسیم اور عدمِ تقسیم پر ایک اچھی بحث دیکھئے رسائل و مسائل میں: ۲/۳۷۹ تا ۳۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات سے نکاح کی حرمت مسلّم اور اہل سنت و جماعت کا متفق علیہ فتویٰ ہے' لیکن اس حرمت کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں اہل بدعت اہل سنت سے مختلف ہیں۔ ہم پہلے اہل سنت کا موقف واضح کرتے ہیں' پھر اس کے بعد اہل بدعت کے موقف کی کمزوری یا غیر معقولیت کی طرف اشارہ کریں گے۔

ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کی حرمت کی وجہ خود قرآنِ مجید نے واضح کر دی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الاحزاب:٦)

''بلاشبہ نبی اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔''

اس آیت کریمہ نے صراحت کے ساتھ اس علت کو واضح کر دیا جس کی وجہ سے نبی ﷺ کی بیویاں مسلمانوں پر حرام ہیں۔ یعنی حرمت کی اصل علت یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات کی حیثیت عام مسلمانوں کی ماؤں کی ہے' نہ کہ حرمت کی وجہ یہ کہ نبی ﷺ زندہ ہیں' جیسا کہ اہل بدعت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات مسلمانوں کی مائیں کس معنی میں ہیں؟ اس کی وضاحت علمائے اہل سنت نے اس طرح کی ہے کہ جس طرح ماں کا احترام' اطاعت' تعظیم اور نکاح کی حرمت ایک مسلّمہ چیز ہے' اسی طرح نبی ﷺ کی بیویوں کی تعظیم و تکریم' اطاعت واحترام اور ان سے نکاح کی حرمت ہونی چاہیے۔ چنانچہ امام المفسرین ابوجعفر ابن جریر الطبریؒ فرماتے ہیں:

﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ يقول: حرمة ازواجه حرمة امهاتهم عليهم في انهنّ يحرّم عليهم نكاحهنّ من بعد وفاته كما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يحرّم عليهم نكاح امّهاتهم (۲۴۰)

''اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا احترام اسی طرح واجب ہے جیسا کہ مسلمانوں پر اُن کی ماؤں کا احترام واجب ہے' اس معنی میں کہ جس طرح ان کا اپنی ماؤں سے نکاح حرام ہے اسی طرح اُن کا نکاح آپؐ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہراتؓ سے بھی حرام ہے۔''

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

''نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں' یعنی حرمت واحترام' تعظیم وتوقیر اور اکرام واعظام میں۔'' (۲۴۱)

محی السنہ امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ:

''نبی کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں اس معنی میں کہ اُن کا حق بہت بڑا ہے' ہمیشہ کے لئے ان سے نکاح حرام ہے' البتہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے خلوت اسی طرح حرام ہے جیسے اجنبی عورتوں کے ساتھ۔'' (۲۴۲)

ان تین جلیل ائمہ تفسیر کے اقوال کے بعد کسی دوسرے کا قول نقل کرنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ اس بارے میں مفسرین کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کی حرمت کا معنی اُن کی تعظیم اور نبی کریم ﷺ کے حقوق کی پاسبانی ہے نہ کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ زندہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ عظام اور علمائے کرام نے نبی اکرم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی شمار کی ہے کہ آپؐ کی ازواجِ مطہرات کا نکاح آپ کی وفات کے بعد کسی سے جائز نہیں۔ (۲۴۳)

---

(۲۴۰) تفسیر الطبری: ۲۵۹/۱۰۔ (۲۴۱) تفسیر ابن کثیر: ۶۱۸/۳۔

(۲۴۲) تفسیر البغوی: ۳۱۹/۶۔

(۲۴۳) دیکھئے الفصول لابن کثیر' ص ۳۲۷۔ وخصائص افضل المخلوقین لابن الملقن' ص ۳۴۳۔ وکشف الغمة لابی الحسن المصری' ص ۳۱۸۔ وخصائص المصطفی ﷺ للصادق محمد ابراهیم' ص ۷۷' وغیرهم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہیں سے اُن اہل بدعت کی بیان کردہ علت کی غیر معقولیت ثابت ہو جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح اس لئے حرام ہے کہ نبی اکرم ﷺ بقید حیات ہیں اور (معاذ اللہ) اپنی ازواج کے ساتھ شب باشی بھی فرماتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی بیان کردہ علت صحیح ہے تو اس سے نبی ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ زندہ شخص کی بیوی سے نکاح جائز نہیں، خواہ وہ شخص مؤمن ہو یا کافر۔ جیسا کہ محرم رشتوں کے بیان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ﴾ (النِّساء: ٢٤)

''اور حرام کی گئی ہیں شوہر والی عورتیں، مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام فرض کئے ہیں۔''

اس لئے حق یہی ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات کے نکاحِ ثانی کا حرام ہونا نبی ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اگر امام ابن کثیرؒ کی کتاب ''الفصول في سيرة الرّسول ﷺ'' سے ایک اقتباس کا خلاصہ نقل کر دیا جائے جس سے اس موضوع پر مزید روشنی پڑتی ہے تو انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کو اوروں پر جو فضیلتیں اور خصوصیات حاصل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ﴾

(الاحزاب: ٦)

''بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔''

ماں ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کا احترام کیا جائے، ان کی اطاعت بجا لائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے' ان کی تعظیم کو واجب سمجھا جائے' ان کے ماں ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ازواجِ مطہرات کی بیٹیاں مسلمانوں پر حرام اور ان کے ساتھ خلوت وغیرہ بھی جائز ہے۔''

چند سطور کے بعد حافظ ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

''آپ ﷺ کی جو اَزواجِ مطہرات آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں ان سے شادی کرنا حرام ہے۔ یہ مسئلہ علمائے اُمت کے بیچ متفق علیہ ہے۔ اس خصوصیت و حرمت کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیویاں ہیں۔ چنانچہ عورت اگر اپنے شوہر کے انتقال کے بعد دوسری شادی نہ کرے تو وہ جنت میں (اگر جنت نصیب ہوئی تو) اس کی بیوی رہے گی۔ جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے قصے میں ہے کہ مرض الموت کے وقت ان کی بیوی اُمّ درداءؓ نے کہا کہ اے ابو درداء! آپ نے میرے اہل خانہ کو مجھ سے شادی کا پیغام دیا تو انہوں نے یہ پیغام قبول کر کے میری شادی آپ سے کر دی اور اب اِس وقت میں آپ کو اپنی شادی کا پیغام دیتی ہوں (یعنی میں آپ کی بیوی رہنا چاہتی ہوں)۔ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا: (اگر تم چاہتی ہو کہ میری بیوی رہو اور آخرت میں ہمارا تمہارا ساتھ رہے تو) میرے بعد شادی نہ کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو درداء کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے اُمّ درداء کو شادی کا پیغام دیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ (۲۴۴)

---

(۲۴۴) معجم الطبرانی الاوسط میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُمّ درداءؓ سے شادی کا پیغام بھیجا تو حضرت اُمّ درداءؓ نے یہ کہتے ہوئے پیغام واپس کر دیا کہ ہم نے ابو درداءؓ سے سنا ہے' وہ بیان کرتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ایّما امرأۃٍ توفّی عنها زوجها فتزوّجت بعد فهی لآخر ازواجها)) یعنی جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا اور اس نے اس کے بعد دوسری شادی کر لی تو وہ اپنے آخری شوہر کے ساتھ رہے گی۔ اس لئے میں ابو درداءؓ پر آپ کو فوقیت نہیں دوں گی۔ الطبرانی الاوسط: ۳۱۳۰۔ ۲۷۲/۳۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۲۸۱۔ ومجمع الزوائد ۲۷/۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی "عیسیٰ بن عبدالرحمٰن السلمی بروایت ابو اسحاق صلہ بن زفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم یہ چاہو کہ جنت میں میری بیوی رہو تو میرے بعد شادی نہ کرنا' کیونکہ عورت جنت میں اپنے اُسی شوہر کے ساتھ رہے گی جو دُنیا میں اس کا آخری شوہر ہوگا۔ (۲۴۵)

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات پر شادی کرنا حرام تھا' تاکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیویاں بن کر رہ سکیں''۔ (۲۴۶)

ذرا غور کریں کہ اس عالم ربانی نے حدیث اور عمل صحابہؓ کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر حرمت نکاح کی علت کس طرح واضح کردی۔ شاید حق کے متلاشیوں کے لئے یہ اقتباس ایک بہترین تحفہ ثابت ہو۔

یہاں پر ایک نکتہ اور بھی قابل غور ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اَبی و اُمّی کی برزخی زندگی بعینہٖ دُنیوی زندگی تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو دوسری شادی کی اجازت نہیں تھی تو اِن ازواج نے دُنیوی زیب و زینت کو کیوں ترک کردیا تھا؟ حتیٰ کہ بعض نے تو اپنے بال مکمل طور پر کٹوا دیئے تھے اور اکثر نے کانوں تک بال چھوٹے کرلئے تھے۔ چنانچہ مشہور تابعی حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے تھے' کہتے ہیں کہ:

کان ازواج النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یاخذن من رؤوسھنّ حتّی الوفرۃ (۲۴۷)

''(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) ازواجِ مطہراتؓ اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا کرتی تھیں۔''

صحیح مسلم کے مشہور شارح امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ازواجِ مطہراتؓ نے شاید ایسا آپ کی

(۲۴۵) السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/ ۲۶۹۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۲۸۱۔

(۲۴۶) الفصول فی سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۳۷ تا ۲۴۰۔

(۲۴۷) صحیح مسلم' ۳۲۰' الحیض' باب ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد کیا تھا' کیونکہ اب بالوں کو لمبا کر کے زینت اختیار کرنے کی ضرورت نہ تھی' نیز اس طرح بالوں کے دھونے میں بھی پریشانی اور مشقت سے بچاؤ تھا۔''

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد امام نوویؒ لکھتے ہیں:

''یہی بات شرح لکھنے والے دوسرے علماء نے بھی کہی ہے اور یہی بات متعین بھی ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ نے ایسا آپ ﷺ کی وفات کے بعد کیا تھا' کیونکہ ازواجِ مطہرات سے یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ آپ ﷺ کی زندگی میں وہ ایسا کریں گی''۔ (۲۴۸)

یزید بن الاصمؒ جو اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے بھانجے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو منڈوا دیتی تھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت یزید سے پوچھا کہ ایسا کیوں تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ دنیا کی زیب و زینت سے بے تعلق رہنا چاہتی تھیں۔ (۲۴۹)

انہی یزید بن الاصمؒ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

''اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے بالوں کو چھلوا دیا تھا' اور جب ان کا انتقال ہوا تو اُن کا سر کالا ہو رہا تھا' یعنی تھوڑے تھوڑے بال آ رہے تھے۔''(۲۵۰)

ذرا سوچیں کیا صحابہ و تابعین اور خود آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا یہ عمل یہی

---

(۲۴۸) شرح صحیح مسلم ٤/٤' ٥۔

(۲۴۹) طبقات ١٣٩/٨۔ وسیر اعلام النبلاء ١٢٩/٨۔ نیز دیکھئے مستدرك الحاکم ٣١/٤۔ والطبرانی (المجمع ٢٠٢/٨) امام حاکمؒ نے اس اثر کو صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے بھی ان کی تائید کی ہے اور امام ہیثمیؒ نے بھی اس اثر کے تمام راویوں کو قابلِ اعتماد بتلایا ہے۔

(۲۵۰) طبقات ابن سعد ١٢٨/٨۔ وسیر اعلام النبلاء ٢٤٣/٢۔ کتب حدیث و سیر کے مشہور محقق اور عالم حدیث شعیب الارناؤط لکھتے ہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے حاشیہ سیر اعلام النبلاء ٢٤٣/٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے باوجود اسی طرح زندہ ہیں جیسے کہ اس سے قبل تھے؟ حاشا و کلاّ سبحانک ھذا بھتان عظیم' بلکہ یہ بیان اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اُن کے نزدیک نبی علیہ السلام کی زندگی دُنیوی کیفیت کے ساتھ قطعاً نہ تھی۔

دوسرا شبہ اور اس کا ازالہ

ایک حدیث ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے:

مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ فَيُقِيمُ فِي قَبْرِهِ إِلَّا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا حَتّٰى تُرَدَّ إِلَيْهِ رُوحُهُ (۲۵۱)

''کوئی بھی نبی موت کے بعد چالیس دن سے زیادہ اپنی قبر میں نہیں ٹھہرتا کہ اس کی روح واپس کردی جاتی ہے۔''

اس حدیث کے بعض الفاظ میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

''(انہیں اٹھالیا جاتا ہے) اور وہ صور پھونکے جانے تک اپنے ربّ کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔''(۲۵۲)

بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اوپر صرف چالیس دن تک موت کا مرحلہ رہتا ہے' پھر انہیں زندہ کر دیا جاتا ہے اور زندہ کرکے انہیں اوپر اٹھالیا جاتا ہے اور وہ اپنے ربّ کے سامنے نماز پڑھنے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

حیاتِ نبی علیہ السلام کی دُنیوی زندگی کے قائلین عوام کے سامنے اس حدیث کو پیش کرکے یہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں' جبکہ اگر تین باتوں پر غور کرلیا جائے تو کسی بھی شکل میں ان کا استدلال محلِ اعتناء نہیں ہے۔

---

(۲۵۱) حلیۃ الاولیاء ۳۳۳/۸۔ ومسند الشامیین للطبرانی:۳۲۱' ۱۹۶/۱۔ بروایت انس بن مالکؓ۔

(۲۵۲) کتاب حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم' ص ۴۔ نقلاً عن الضعیفۃ ۳۶۴/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ یہ حدیث سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے۔ علمائے محققین نے اس کی صراحت اپنی کتابوں میں بیان کردی ہے۔ جیسے امام ابن الجوزی' امام ابن حبان' امام ذہبی' حافظ ابن حجر رحمہم اللہ اجمعین اور آخر میں اس عصر کے عظیم محدث علامہ البانی رحمہ اللہ۔ (۲۵۳)

اب سوال یہ ہے کہ ایک موضوع حدیث سے کسی ایسے مسئلے پر کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے جو قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور بہت سی احادیث کے خلاف ہو۔

۲۔ اس حدیث میں بعض ایسی باتیں مذکور ہیں جیسے چالیس دن کے بعد انبیاء کی روح کا اُن کے جسموں میں برابر رہنا' انہیں اٹھالیا جانا' اللہ کے سامنے نماز پڑھنا' یہ ایسی باتیں ہیں جو صحیح حدیثوں یا بعض قابل اعتبار حدیثوں کے خلاف ہیں۔ مثلاً:

(ا: حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ)) (۲۵۴)

''جس رات مجھے اسراء کرائی گئی تو میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔''

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں نہ کہ آسمان پر اپنے رب کے پاس' جیسا کہ اس موضوع حدیث میں بیان ہوا ہے۔

---

(۲۵۳) الموضوعات الکبریٰ ۱/۳۰۲' ۳/۲۳۹۔ والمجروحین ۱/۲۳۵۔ وتلخیص الموضوعات' ص ۱۲۱'۲۵۹' ۴۶۶' ۱۹۹۔ ومیزان الاعتدال ۱/۵۲۲۔ وتہذیب التہذیب ۲/۳۲۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الضعیفۃ: ۱/۲۰۱' ۲۰۲۔ نیز دیکھئے ضعیف الجامع: ۵۲۲۴' ص ۵۷۷۔

(۲۵۴) صحیح مسلم: ۲۳۷۵' الفضائل۔ وسنن النسائی ۳/۲۱۰، ۲۱۶۔ ومسند احمد ۳/۱۲۰۔ ۱۴۱' بروایت انسؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب : اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ)) (۲۵۵)

''جو کوئی بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔''

یہ حدیث پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ سلام کا جواب دینے کے لئے آپ ﷺ کی روح لوٹائی جاتی ہے اور آپ ﷺ قبر میں آرام فرما ہیں نہ کہ آپؐ کی زندگی دُنیوی ہے کہ لوگوں کے سلام کا جواب دے سکیں۔

ج : ((اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ)) (۲۵۶)

''انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں جہاں وہ نماز پڑھتے ہیں۔''

د : ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ)) (۲۵۷)

''اللہ تعالیٰ نے زمین کے لئے انبیاء (علیہم السلام) کے جسموں کو حرام کر دیا ہے۔''

ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام قبروں میں موجود رہتے ہیں۔

ہ : ایک اور حدیث قابلِ غور و فکر ہے:

ایک بار نبی ﷺ کا گزر کسی بادیہ نشین کے پاس سے ہوا جس نے آپ ﷺ کی بڑی خاطر و مدارات کی، جس کے صلہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

---

(۲۵۵) سنن ابی داوٗد: ۲۰۴۱، المناسک۔ ومسند احمد ۵۲۷/۲۔ وسنن الکبریٰ للبیھقی ۲۴۵/۵۔ بروایت ابوہریرہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۲۲۶۶۔

(۲۵۶) سنن ابی داوٗد: ۱۰۴۸، الجمعۃ۔ وسنن النسائی ۹۱/۳، ۹۲۔ وسنن ابن ماجۃ: ۱۰۸۵، اقامۃ الصلاۃ۔ دیکھئے صحیح الترغیب: ۶۹۶۔

(۲۵۷) اس حدیث کی تخریج قریب ہی گزر چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد کرو کہ ہمارے یہاں ضرور آؤ گے۔ وہ بادیہ نشین جب آپ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کچھ ضرورت ہے تو بتلاؤ۔ اُس نے کہا کہ سواری کے لئے ایک اونٹنی اور بچوں کے دودھ کے لئے ایک بکری کی ضرورت ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَعَجَزْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِثْلَ عَجُوْزِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ))

"کیا تم لوگ بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت جیسے بھی نہ بن سکے؟"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! بنی اسرائیل کی بڑھیا کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مُوْسٰى لَمَّا سَارَ بِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ مِصْرَ ضَلُّوا الطَّرِيْقَ. فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ عُلَمَاءُ هُمْ: نَحْنُ نُحَدِّثُكَ' اَنَّ يُوْسُفَ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللّٰهِ اَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتّٰى نَنْقُلَ عِظَامَهُ مَعَنَا. قَالَ: فَمَنْ يَعْلَمُ مَوْضِعَ قَبْرِهٖ؟ قَالُوْا: مَا نَدْرِيْ اَيْنَ قَبْرُ يُوْسُفَ اِلَّا عَجُوْزٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ. فَبَعَثَ اِلَيْهَا فَاَتَتْهُ فَقَالَ: دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِ يُوْسُفَ. قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ حُكْمِيْ. قَالَ وَمَا حُكْمُكِ؟ قَالَتْ: اَكُوْنُ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ. فَكَرِهَ اَنْ يُعْطِيَهَا ذٰلِكَ. فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ اَعْطِهَا حُكْمَهَا' فَانْطَلَقَتْ بِهِمْ اِلٰى بُحَيْرَةٍ مَوْضِعِ مُسْتَنْقِعِ مَاءٍ. فَقَالَتْ: اِنْضِبُوْا هٰذَا الْمَاءَ. فَاَنْضَبُوْا. قَالَتْ: اِحْفِرُوْا وَاسْتَخْرِجُوْا عِظَامَ يُوْسُفَ. فَلَمَّا اَقَلُّوْهَا اِلَى الْاَرْضِ اِذَا الطَّرِيْقُ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ))(۲۵۸)

(۲۵۸) مسند ابی یعلیٰ: ۷۲۵۴' ۱۳/ ۲۲۶۔ ومستدرک الحاکم ۲/ ۴۰۴' ۴۰۵۔ وصحیح ابن حبان (الموارد: ۲۴۲۵' ص ۶۰۴)۔ والطبرانی (مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۷۰' ۱۷۱) وغیرہ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۳۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو راستہ بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے؟ ان کے علماء نے کہا: ہم حقیقی بات بتلاتے ہیں۔ (اور وہ یوں ہے کہ) جب یوسف علیہ السلام کے مرضِ موت کا وقت تھا تو آپؑ نے ہم سے اللہ کا یہ عہد لیا کہ جب ہم مصر سے نکلیں تو ان کی لاش بھی ضرور ساتھ لے جائیں (راستہ بھولنے کا سبب یہی ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت یوسفؑ کی وصیت کو نافذ نہیں کیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ ان کی قبر کی جگہ کو کون جانتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی قبر کی جگہ کو نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آ گئی تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ یوسفؑ کی قبر تک ہماری راہنمائی کرو۔ اُس بڑھیا نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں اُس وقت تک یوسف علیہ السلام کی قبر نہیں بتا سکتی جب تک کہ آپ میرا مطالبہ نہ پورا کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا مطالبہ کیا ہے؟ بوڑھی عورت نے جواب دیا کہ: میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں۔ موسیٰ علیہ السلام اُسے یہ عہد دینے سے جھجکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اِس کا مطالبہ قبول کرلو۔ اس کے بعد بڑھیا انہیں لے کر ایک جھیل کے پاس گئی اور ایک جگہ جمع شدہ پانی کو ہٹانے کے لئے کہا۔ جب پانی کو ہٹایا گیا تو اُس نے کہا: یہاں کھودو اور یوسف علیہ السلام کی لاش نکال لو۔ لوگوں نے جیسے ہی یوسف علیہ السلام کی لاش کو نکال کر باہر زمین پر رکھا تو راستہ ان کے سامنے سورج کی طرح نظر آ رہا تھا۔''

قارئین سے درخواست ہے کہ اس قصے پر غور کریں اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی زندگی دُنیوی ہے؟ ع

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر غور کریں تو زیر بحث موضوع اور من گھڑت حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ ان صحیح احادیث کے بالکل خلاف ہے۔ خصوصاً آخری حدیث پر غور کریں کہ اگر یوسف علیہ السلام زندہ تھے تو انہیں اٹھا کر لے جانے کی ضرورت کیا تھی؟

۴۔ اس زیر بحث موضوع حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روح ان کے جسموں میں چالیس دن کے بعد لوٹائی جاتی ہے' جبکہ حیاتِ نبویؐ کے قائلین کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً آپ ﷺ پر صرف ایک لحظہ کے لئے موت طاری ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کو صحابہ کرامؓ جب دفن کر رہے تھے تو اُس وقت آپ زندہ تھے اور اُمتی اُمتی فرما رہے تھے' وغیرہ خرافات۔

گویا دوسرے لفظوں میں تمام صحابہؓ پر یہ الزام ہے کہ سب کچھ دیکھتے اور علم رکھتے ہوئے آپ ﷺ کو زندہ ہی مٹی کے نیچے دفن کر دیا۔ سُبحانک! کیا کوئی عقل و ہوش رکھنے والا شخص ایسی بات کہہ سکتا ہے؟

اس لئے عام مسلمان بھائیوں سے ناچیز کی گزارش ہے کہ قرآنِ حکیم اور صحیح احادیث کی روشنی میں نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وفات کا عقیدہ رکھا جائے۔ متعدد احادیث کی روشنی میں آپ ﷺ کی برزخی زندگی پر ایمان رکھا جائے اور اس زندگی کی کیفیت کے علم کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔ اور جب بھی کسی مسئلے خصوصاً عقیدہ کے مسئلے پر استدلال کیا جائے تو اس کے لئے صرف قرآنِ حکیم کی واضح آیات اور صحیح اور مستند احادیث ہی سے استدلال کیا جائے' آپ ﷺ کی محبت آپ کے بارے میں غلو و مبالغہ کا سبب نہ بن سکے' تاکہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہمارا شمار بھی مَغضُوب عَلَيهِمْ اور الضَّآلِّيْنَ میں نہ ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر و ناظر کا عقیدہ

چونکہ آپ ﷺ کی دُنیوی زندگی کا عقیدہ رکھا گیا نتیجتاً اسی عقیدہ کو پروان چڑھا کر جذبۂ محبت میں یہاں تک کہہ دیا گیا کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

حاضر و ناظر ہونے کا معنی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

''نبی ﷺ حاضر اور ناظر ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہوا' ہو رہا ہے اور ہوگا آپؐ ہر چیز کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ آپؐ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں۔''(۲۵۹)

ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ ہر آن اور ہر مقام پر حاضر و ناظر ہیں۔''(۲۶۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ تمام دنیا کو اپنی نظر مبارک سے دیکھ رہے ہیں۔''(۲۶۱)

ان باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ ﷺ ہر وقت ہر جگہ اپنی ذات یا مثال ذات کے ساتھ موجود ہیں اور ہر چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں' دُنیا کا کوئی گوشہ بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا' ان کی تعظیم ہونا' اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر ان کی توبہ کا قبول ہونا آخر تک ان کے سارے معاملات دیکھے ہیں...... الخ(۲۶۲)

''حتیٰ کہ آپ لوگوں کے دل کی دھڑکنوں تک سے واقف ہیں۔''(۲۶۳)

---

(۲۵۹) خالص الاعتقاد بریلوی' ص ۴۶۔

(۲۶۰) تسکین الخواطر فی مسألة الحاضر والناظر' ص ۵۔

(۲۶۱) تسکین الخواطر' ص ۹۰۔ (۲۶۲) جاء الحق' ص ۱۵۵۔

(۲۶۳) خالص الاعتقاد' ص ۴۶۔ یہ تمام حوالے حافظ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتاب بریلویت' ص ۱۹۱ اور اس کے بعد سے لئے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! یہ ہے مسئلہ حاضر و ناظر کا خلاصہ۔ اور جو مذکورہ بالا عقیدے کے مطابق ایمان نہ رکھے وہ اِس عقیدے کو ماننے والوں کے نزدیک گستاخِ رسول بلکہ کافر شمار ہوتا ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر لوگوں کے ایمان و کفر کا معیار قائم کیا گیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسلام کا ایسا مسلّمہ عقیدہ ہے جس کے بارے میں امت کے دو عالموں کی رائے بھی مختلف نہیں ہونی چاہئے۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ میں اس عقیدہ کا ذکر تک نہیں ملتا اور نہ ہی کسی امام و فقیہ نے اس پر اپنے قلم کو جنبش دی ہے۔ عقیدہ پر لکھی گئی کتابوں میں بھی کہیں اس عقیدہ کا ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے اس باطل عقیدے کی تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں جہاں بہت سے انبیاء و صلحاء کے قصے بیان ہوئے ہیں وہیں پر بعض قصوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو یوں مخاطب کرتا ہے کہ یہ حادثہ پیش آتے وقت آپ وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی آپ اور آپ کی قوم کو آج سے قبل اس واقعہ کی اطلاع تھی' اب یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آپ کو اس پر مطلع کر رہا ہے۔

چند شواہد ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ اس دنیا میں آنے والے سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کی ہلاکت کا عبرت انگیز قصہ تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

(هود:٤٩)

''یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم آپ کی طرف کرتے ہیں' انہیں اس سے پہلے آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم' اس لئے آپ صبر کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں، یقین مانیے کہ انجامِ کار پرہیز گاروں کے لئے ہی ہے۔"

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کے تفصیلی بیان کے بعد اس کے خاتمے پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ۝﴾ (یوسف:۱۰۲)

"یہ غیب کی خبروں میں سے ہے، جس کی ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ جب وہ لوگ (یوسف علیہ السلام کے بھائی) آپس میں مشورہ کر رہے تھے اور (یوسف علیہ السلام کے ساتھ وہ) فریب میں لگے ہوئے تھے تو آپ ان کے پاس موجود نہ تھے۔"

آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ یعقوب و یوسف علیہما السلام اور برادرانِ یوسف کا قصہ ان غیبی باتوں میں سے ایک ہے جس کا علم آپ کو آج سے قبل نہ تھا۔ کیونکہ اُس وقت جب وہ لوگ یوسف علیہ السلام کو باپ کی نظر سے دُور کر دینے کا مشورہ کر رہے تھے تو آپ وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی آپ اُس وقت وہاں تھے جب وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آ کر جھوٹی قسمیں کھا رہے تھے اور یہ بہانہ بنا رہے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے جس کی دلیل خون میں لت پت ان کا یہ کُرتا ہے۔

۳۔ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے لے کر فرعون کے دربار میں دعوتِ حق لے جانے تک کا قصہ تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ (القصص:٤٤)

"(اے نبی ﷺ!) تم اُس وقت مغربی گوشہ میں موجود نہ تھے جب ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ فرمانِ شریعت عطا کیا اور نہ تم دیکھنے والوں میں شامل تھے۔"

اسی سورۃ میں ایک آیت کے بعد یوں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ......﴾

(القصص: ۴۶)

"اور تم طور کے دامن میں بھی اُس وقت موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو پہلی مرتبہ پکارا تھا، مگر یہ تمہارے رب کی رحمت ہے۔"

سورۂ آل عمران میں حضرت مریم اور جلیل القدر رسول حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کے تذکرے میں ہے:

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾

(آل عمران: ۴۴)

"(اے نبی ﷺ!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتلا رہے ہیں، ورنہ تم اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے (جب ہیکل کے خادم) یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کا سرپرست کون ہو، اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے، اور نہ تم اُس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔"

حق کے متلاشیوں سے گزارش ہے کہ وہ ان آیات کو ایک بار پھر پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ آیتیں کتنے واضح الفاظ میں عقیدۂ حاضر و ناظر کی تردید کر رہی ہیں۔ خصوصاً سورۃ القصص کی آیت ۴۴ تو اس قدر واضح ہے کہ ایک حقیقت پسند کے لئے اس کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ ایک طرف جہاں جملہ ﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ﴾ (طور کے مغرب میں تو موجود نہ تھا) "عقیدۂ حاضر" کی تردید کر رہا ہے تو دوسری طرف اس آیت کے آخری الفاظ ﴿وَمَا كُنْتَ مِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشّٰهِدِيْنَ﴾ (اور تو دیکھنے والوں میں نہ تھا) ''عقیدۂ ناظر'' کو باطل قرار دے رہے ہیں' بلکہ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے فرما رہا ہے کہ آپ اُس وقت وہاں پر نہ حاضر تھے نہ ناظر تھے۔

ان آیات کا مفہوم اس قدر واضح ہے کہ اس پر کسی کلام یا تفسیر کی ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی کسی مفسر نے ان آیات کے ظاہری معنی سے ہٹ کر کوئی دوسرا معنی مراد لیا ہے' بلکہ یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ علمائے اُمت میں سے کسی عالم نے بھی ان آیات کے ظاہری مفہوم سے ہٹ کر کوئی اور مفہوم نہیں لیا ہے۔

کتب احادیث میں بھی اس باطل اور کفریہ عقیدہ کی تردید میں اس قدر دلائل موجود ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ اگر درجِ ذیل حدیث پر غور کر لیا جائے تو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عہدِ فاروقی میں جب بھی لوگ قحط زدہ ہوتے تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (کی دُعا) کے وسیلے سے پانی طلب کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! (جب تیرا نبی موجود تھا تو) ہم تیرے نبی (کی دعا) کے وسیلے سے تجھ سے پانی طلب کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا' اور اب (جب تیرا نبی اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو) ہم تیرے نبی کے چچا (کی دعا) کے وسیلے سے تجھ سے پانی طلب کرتے ہیں' تو ہمیں سیراب کر''۔ نتیجتاً بارش برس جاتی۔ (۲۶۴)

اس حدیث پر ذرا رُک کر غور کریں' اگر حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عقیدے کے مطابق حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر تھے تو نہ تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ سے مذکورہ بالا جملہ کہتے' اور اگر بالفرض کہہ بھی دیا ہوتا تو حضرت عباسؓ فوراً ٹوک دیتے

(۲۶۴) صحیح البخاری: ۱۰۱۰' الاستفتاء۔ نیز دیکھئے فتح الباری ۲/۴۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہتے کہ اللہ کے رسول حاضر و ناظر ہیں' مجھ سے دُعا کروانے کی کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح صحابہ کرام بھی حضرت عمرؓ سے اختلاف کرتے۔ اس سے بڑی اور واضح دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں تو کسی صحابی کو یہ جرأت و جسارت نہیں ہوئی کہ آپ کی موجودگی میں امام بنتا' جبکہ آپ کی رحلت کے بعد یکے بعد دیگر بہت سارے لوگ مسجد نبویؐ میں امامت کروار ہے ہیں۔

عقل حیران ہے' فہم ماتم کناں ہے کہ ہمارے بھائیوں کو کیا ہو گیا ہے' اتنے واضح اور صاف دلائل ہونے کے باوجود بھی اپنی ضد پر اُڑے ہوئے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

قرآنِ مجید میں تین جگہ نبی ﷺ کی صفت ''شاہد''(۲۶۵) اور چار جگہ ''شہید''(۲۶۶) وارد ہوئی ہے' جس کا ترجمہ بعض حضرات (۲۶۷) حاضر و ناظر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی بھی شخص شاہد و شہید یعنی گواہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حاضر و ناظر نہ ہو۔

بہت سے عوام اور غیر عربی دان حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں نبی ﷺ کو حاضر و ناظر کہا گیا ہے' حالانکہ اردو زبان کے سبھی ترجمہ نگاروں نے لفظ ''شاہد و شہید'' کا معنی ''بتانے والا'' یا ''گواہی دینے والا'' کیا ہے۔ اسی طرح

---

(۲۶۵) علی سبیل المثال: سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (آیت ۴۵) ''اے نبی یقیناً ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا' گواہی دینے والا' خوش خبریاں سنانے والا اور آگاہ کرنے والا۔'' نیز الفتح آیت ۸ اور المزمل آیت ۱۵۔

(۲۶۶) مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرة: ۱۴۳) ''ہم نے اس طرح تمہیں عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں''۔ نیز سورۃ النساء آیت ۴۱' سورۃ النحل آیت ۸۹ اور سورۃ الحج آیت ۷۸۔

(۲۶۷) دیکھئے احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن میں مذکورہ آیات کا ترجمہ اور ان پر نوٹ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان کے کسی مفسر نے بھی شاہد وشہید کا وہ معنی نہیں لیا ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ "شاہد وشہید" کا ترجمہ "حاضر وناظر" سے کرنا عہدِ صحابہؓ سے لے کر آج تک کے تمام مفسرین کی مخالفت اور قرآنِ مجید کی معنوی تحریف ہے۔ اب چونکہ عوام میں یہ شبہ عام ہو چکا ہے اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

کیا گواہی کے لئے دیکھنا اور حاضر رہنا ضروری ہے؟

سب سے قبل تو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کے لغت وعرف اور شریعت میں کسی بھی اعتبار سے ہر گواہی کے معنی ومفہوم میں یہ چیز داخل نہیں ہے کہ انسان جس چیز کی گواہی دے رہا ہے اُسے دیکھا بھی ہو' جس کی سب سے واضح مثال کلمۂ شہادت ہے کہ ہم نے نہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے ہیں' پھر بھی یقین کامل اور صمیم قلب سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ موجود ہے' وہی اکیلا عبادت کا حق دار ہے اور نبی ﷺ اللہ کے سچے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بلکہ ہر اُس چیز کی گواہی دیتے ہیں جس کی خبر اللہ اور اُس کے رسول نے دی ہے۔

اس لئے یہ کہنا کہ گواہی دینے کے لئے حاضر وناظر ہونا شرط ہے' ایک دھوکہ اور بہت سی قرآنی آیات کریمہ اور نبی ﷺ سے ثابت احادیث کے انکار کا ہم معنی ہے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ ہر مسلمان کو اِس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ کسی بھی ذریعے سے حاصل شدہ یقین واطمینان کی بنیاد پر گواہی دینا صحیح ہے۔ چنانچہ مشہور امامِ لغت راغب اصفہانی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "المُفردات" میں لکھتے ہیں کہ "شہادت کا معنی کسی چیز کا مشاہدہ کرنا ہے خواہ بصر سے ہو یا بصیرت سے"۔ (۲۶۸)

(۲۶۸) المفردات فی غریب القرآن' ص ۲٦۷۔ اردو ترجمہ ۵۵۳/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بصیرت کے ذریعے جس چیز کا یقین حاصل ہو جائے اس کی گواہی دی جاسکتی ہے، جس کی شریعت میں واضح مثال درج ذیل واقعہ ہے:

سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے کہ ایک بار نبی ﷺ نے کسی سفر میں کسی بادیہ نشین سے ایک گھوڑے کا سودا کیا' اور جب معاملہ طے ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے کی قیمت آگے چل کر ادا کرتا ہوں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس واقعے کا علم قطعاً نہ تھا' اس لئے راستے میں وہ لوگ بھی اس گھوڑے کا سودا کرنے لگے یہاں تک کہ کسی نے اس گھوڑے کی قیمت نبی ﷺ سے طے شدہ قیمت سے زیادہ لگا دی۔ وہ بادیہ نشین لالچ میں پڑ گیا اور آپ ﷺ کو بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ اسے میں بیچ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس گھوڑے کا سودا میں نے تم سے نہیں کر لیا؟'' وہ بادیہ نشین قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ ہمارے اور آپ کے بیچ کوئی معاملہ طے نہیں ہوا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا تمہارا سودا طے ہو چکا ہے۔ اس بات پر وہ بادیہ نشین کہنے لگا کہ کوئی گواہی پیش کرو۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ فرما رہے ہیں تو سچ فرما رہے ہیں' انہوں نے تم سے یہ سودا ضرور طے کیا ہے' لیکن وہ بادیہ نشین اپنی ضد پر اڑا رہا اور گواہی کا مطالبہ کرتا رہا۔ اس پر حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے یہ گھوڑا خریدا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے خزیمہ! تم یہ گواہی کس بنیاد پر دے رہے ہو جبکہ تم اُس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! چونکہ آپ کے سچا ہونے کا مجھے یقین ہے اس لئے میں نے یہ گواہی دی ہے۔ اس بات پر نبی ﷺ بہت خوش ہوئے اور مستقبل میں ان کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دے دیا حتیٰ کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ کا لقب ہی ''ذُوالشہادتین'' پڑ گیا۔ (۲۶۹)

سوال یہ ہے کہ اگر شاہد ہونے کے لئے حاضر و ناظر ہونا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ نے حضرت خزیمہؓ بن ثابت کی گواہی بن دیکھے کیوں کر قبول فرمائی؟ اور معاملہ صرف قبولیت کی حد تک محدود نہ رہا بلکہ اُس اَن دیکھی شہادت کا انہیں وہ صلہ ملا جو کسی دوسرے صحابی کو بھی حاصل نہ ہوا۔

نبی ﷺ کے شاہد و شہید ہونے کا کیا معنیٰ ہے؟

(ا: اس بارے میں حدیثِ رسول کیا کہتی ہے؟

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُوْلُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ، فَيَقُوْلُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهُ، فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾)) (۲۷۰)

''حضرت نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن پکارا جائے گا تو وہ جواب دیں گے: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ (اے ربّ میں حاضر ہوں اور بار بار حاضر ہوں)۔ اللہ ربّ العزت فرمائے گا: کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام جواب دیں گے: ہاں! (میں نے تیرا پیغام بحسن و خوبی

(۲۶۹) سنن ابی داؤد: ۳۶۰۷، الاقضیۃ۔ وسنن النسائی ۳۰۱/۷، البیوع۔ ومستدرک الحاکم ۱۸/۲۔ وطبقات ابن سعد ۳۷۸/۴، ۳۷۹۔ نیز دیکھئے عون المعبود ۲۰،۱۹/۱۰۔

(۲۷۰) صحیح البخاری: ۴۴۷۸، التفسیر۔ وسنن الترمذی: ۲۹۶۱، التفسیر۔ ومسند احمد ۳۲/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا دیا تھا)، پھر ان کی اُمت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح نے تم لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ قوم کے لوگ جواب دیں گے کہ ہم تک تیری طرف سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھے گا کہ تمہارے حق میں گواہی کون دے گا؟ نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ محمد (ﷺ) اور اُن کی اُمت"۔ یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ﴾ (البقرة: ۱۴۳) "اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔"

ناظرین سے گزارش ہے کہ اس حدیث کو غور سے پڑھیں اور اس مضمون سے متعلق دوسری روایات کے لئے فتح الباری شرح صحیح البخاری کو دیکھیں، پھر فیصلہ کریں کہ کیا اس آیت میں مذکور لفظ شہید سے مراد "حاضر و ناظر" ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو نبی ﷺ کی اُمت کا ہر ہر فرد حاضر و ناظر ہوگا۔

ب: علمائے تفسیر اس بارے میں کیا لکھتے ہیں؟

مذکورہ حدیث سے ان آیات میں وارد الفاظ شاہد و شہید کا معنی کس قدر واضح ہو جاتا ہے، لیکن مزید تفصیل کے لئے مفسرین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے مفسرین کے اقوال کا خلاصہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"نبی ﷺ کو گواہ بنانے کا مفہوم اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے جس میں تین قسم کی شہادتیں شامل ہیں:

ایک قولی شہادت، یعنی یہ کہ اللہ کا دین جن حقائق اور اصولوں پر مبنی ہے نبی ان کی صداقت کا گواہ بن کر کھڑا ہو اور دُنیا سے صاف صاف کہہ دے کہ وہی حق ہیں اور ان کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ (۲۷۱)

---

(۲۷۱) تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۳/ ۶۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے عملی شہادت' یعنی یہ کہ نبی اپنی پوری زندگی میں اس مسلک کا عملاً مظاہرہ کرے جسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے وہ اٹھا ہے۔ اُس کی ذات اس کی تعلیم کا ایسا مجسم نمونہ ہو جسے دیکھ کر ہر شخص معلوم کر لے کہ جس دین کی طرف وہ دنیا کو بلا رہا ہے وہ کس معیار کا انسان بنانا چاہتا ہے' کیا کردار اس میں پیدا کرنا چاہتا ہے اور کیا نظامِ زندگی اس میں برپا کرنا چاہتا ہے۔

تیسرے اُخروی شہادت' یعنی آخرت میں نبی اس امر کی شہادت دے کہ جو پیغام اس کے سپرد کیا گیا تھا وہ اس نے بے کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیا اور اُن کے سامنے قول و عمل سے حق کو واضح کر دینے میں اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔'' (۲۷۲)

اور اسی بنیاد پر اُمت مسلمہ حشر کے میدان میں حضرات نوحؑ' ہودؑ صالحؑ اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے حق میں گواہی دے گی اور خود نبی اپنی اُمت کی صداقت پر گواہ بنیں گے۔

یہ تھیں چند باتیں جو مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق لکھی گئیں' جن سے اصل مسئلے پر روشنی پڑتی ہے۔ تفصیل کے خواہاں حضرات مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگریؒ کی کتاب ''تردید حاضر و ناظر'' کا مطالعہ کریں۔

آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا

آپ ﷺ سے محبت میں غلو و مبالغہ نے جن غلط عقائد کو جنم دیا ہے ان میں سے ایک عقیدہ آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا بھی ہے۔ جو شخص آپ کو عالم الغیب نہیں مانتا اُسے گستاخ رسول اور وہابی ہونے کا لقب دیا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ عقیدہ بھی اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے' کیونکہ یہ صفت صرف باری تعالیٰ کی ہے کہ وہ عَالِمُ الْغَیب

(۲۷۲) تلخیص تفہیم القرآن' ص ۶۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والشّھادۃ .اورعالم غیب السّماوات والارض ہے۔متعدد آیات میں علم غیب کواللہ تبارک وتعالیٰ کا خاصہ قرار دیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام: ۵۹)

''غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے علاوہ اورکوئی نہیں جانتا۔''

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ (النّمل: ٦٥)

''کہہ دو کہ آسمان والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔اور (جنہیں تم پکارتے ہواورغیب دان سمجھتے ہو) انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ کب اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے۔''

غیراللہ سے علم غیب کے بارے میں شک وشبہ کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کوحکم الٰہی ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭوَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

''کہہ دو کہ میں خود اپنی ذات کے لئے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا' مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے چاہا ہو' اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا' میں تو محض خبردار کرنے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

کمزور ایمان والوں اور توہم پرستوں کے دل سے اس غلط خیال کو زائل کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے ایک سے زائد بار فرمایا:

((لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ)) (۲۷۳)

(۲۷۳) الطبرانی الکبیر ۲۴/ ۲۷۴۔ والطبرانی الاوسط: ۲۲۹۰ '۴/ ۱۷۹۔ والبیہقی ۷/ ۲۸۹۔ ومستدرک الحاکم ۲/ ۱۸۴۔ بروایت عائشہؓ۔نیز دیکھئے فتح الباری ۹/ ۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کل یعنی غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ ' لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ ' وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ ' وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ ' وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللّٰهُ ' وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ)) (۲۷۴)

''غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا: اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا' اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے' اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی' اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اُس کی موت کس سرزمین پر ہوگی' اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔''

ذرا درج ذیل حدیث بھی غور سے پڑھیں:

''حضرت رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری شادی کی صبح نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے' اُس وقت میرے پاس دو انصاری بچیاں گیت گا رہی تھیں جس میں بدر کے موقع پر قتل شدہ ہمارے خاندان کے شہداء کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں' جو باتیں وہ اپنے گیت میں کہہ رہی تھیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ''وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ'' (ہمارے درمیان ایک نبی ہیں جو کل کی بات بھی جانتے ہیں) یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا هٰذَا فَلَا تَقُولُوهُ ' مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ)) (۲۷۵)

''یہ بات مت کہو' کیونکہ کل یعنی غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔''

مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

---

(۲۷۴) صحيح البخاري: ٤٦٩٧' التفسير سورة الرعد۔ ومسند احمد ۲/ ٥٢۔ بروایت ابن عمرؓ۔

(۲۷۵) سنن ابن ماجة: ١٨٩٧' النكاح' باب ٢١۔ ومسند احمد ٦/ ٢٥٩' ٢٦٠۔ دیکھئے صحيح سنن ابن ماجة: ١٥٣٩۔ الفاظ سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُوتِيَ نَبِيُّكُمْ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مَفَاتِيحَ الْغَيْبِ الْخَمْسِ)) (۲۷۶)

''تمہارے نبی کو غیب کی پانچ باتوں کے علاوہ ہر چیز کا علم دیا گیا تھا۔''

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ لقمان کی درج ذیل آیت کی تفسیر کی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمٰن: ٣٤)

''اُس گھڑی (قیامت) کا علم اللہ ہی کے پاس ہے' وہی بارش برساتا ہے' وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے' کوئی جان نہیں جانتی کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والی ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے' اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْخَمْسُ لَا يَعْلَمُهَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَنَبِيٌّ مُرْسَلٌ مُصْطَفًى (۲۷۷)

''غیب کی یہ پانچ باتیں ہیں جنہیں نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی برگزیدہ نبی درسول انہیں جانتا ہے۔''

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے درج ذیل بیان میں اس مسئلہ کو اور بھی زیادہ دوٹوک لفظوں میں بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ آپؓ کے مشہور شاگرد حضرت مسروق'' فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے ماں! کیا اللہ کے رسولؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: تیرے اس سوال سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے' سنو! تین باتوں کو اچھی طرح سمجھ لو کہ جو کوئی ان کے بارے میں ان کے علاوہ بیان کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۲۷۶) مسند احمد ۱/۳۸۶' ۱/۴۴۵۔

(۲۷۷) زاد المسیر لابن الجوزی ۶/۳۲۱۔ وتفسیر القرطبی ۱۴/۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ محمد ﷺ نے شبِ معراج کے موقع پر اپنے رب کو دیکھا ہے تو اُس نے جھوٹ کہا۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝﴾ (الانعام: ۱۰۳)

''اُس کو (اللہ کو) تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب کی نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے' اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔''

۲۔ اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ آپ ﷺ آئندہ یعنی غیب کی باتیں جانتے تھے تو اُس نے بھی جھوٹ بولا۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ﴾ (لقمان: ٣٤)

''اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائی کرے گی۔''

۳۔ اور جو کوئی یہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ نے وحی میں سے کچھ چھپا لیا ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ﴾ (المائدة: ٦٧)

''اے پیغمبر (ﷺ)! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔''(۲۷۸)

قرآنِ کریم' احادیث شریفہ اور اقوالِ صحابہؓ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا۔ اب ان نصوص سے بھی کوئی عبرت و نصیحت حاصل نہ کرے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝﴾ (ق: ۳۷)

''اس کے اندر نصیحت و سامانِ عبرت ہے ہر اُس شخص کے لئے جس کے

---

(۲۷۸) صحیح البخاری: ٤٨٥٥' التفسیر ۔ وصحیح مسلم: ۱۷۷' الایمان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینے میں دل ہے یا جو توجہ سے بات کو سنے۔"

ان نصوص کی روشنی میں تمام علمائے اُمت کا اتفاق ہے کہ غیب دانی صرف اللہ کا خاصہ ہے' اور وہ جب چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے اپنے بعض بندوں کو غیب کی باتیں بتلا دیتا ہے۔ چاہے تو وحی کے ذریعے لوحِ محفوظ کا علم دے دے اور نہ چاہے تو جوتے کے نیچے لگی ہوئی نجاست سے بے خبر رکھے۔ ان دونوں اصولوں کو دلیل و تفصیل سے سمجھ لینے سے بات واضح ہوتی ہے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور تمام علماء ربانی زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اسی عقیدہ پر رہے ہیں اور کسی نے بھی اس عقیدہ کو محبت رسول ﷺ میں خلل تصور نہیں کیا' بلکہ مشہور حنفی عالم ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات واضح رہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی صرف اتنی ہی باتیں جانتے تھے جتنی اللہ انہیں کبھی کبھار بتلا دیتا تھا۔ اور علمائے احناف نے تو اس کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی ﷺ کل غیب جانتے تھے تو وہ شخص کافر ہے' اس لئے کہ یہ عقیدہ قرآن کی درج ذیل آیت کے خلاف ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ﴾

"آپ کہہ دیں کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔"(۲۷۹)

صرف علمائے احناف نہیں بلکہ دوسرے بہت سے علماء' بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تمام علماءِ اُمت اس عقیدے کو کفر سمجھتے ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ سعودیہ عربیہ کے مفتیٔ اعظم ابن باز رحمہ اللہ سے کسی نے یہی سوال کیا تو آپ نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ: یہ اعتقاد کہ محمد ﷺ بشر نہیں تھے اور غیب جانتے تھے' کفر ہے' اور

(۲۷۹) شرح الفقہ الاکبر' ص ۲۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان کفرِ اکبر کا مرتکب ہے۔ (۲۸۰)

خلاصہ یہ کہ تمام اگلے پچھلے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ علم غیب کا جاننا اللہ کا خاصہ ہے جس میں اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے' اس میں سے کسی کو بھی کوئی حصہ نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ ایسا اعتقاد رکھنا قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کا انکار اور کفرِ صریح ہوگا۔ اس مختصر بحث میں ساری تفصیل نہیں رکھی جا سکتی' علماء نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ خصوصاً علامہ نذیر احمد املوی کی کتاب ''ردّ عقائد بدعیہ'' اس موضوع پر بہترین شاہکار ہے۔

آپ ﷺ کے جاہ' ذات اور مرتبہ کا وسیلہ پکڑنا

نبی اکرم حضرت محمد ﷺ سے محبت میں غلو و افراط کا ایک طریقہ آپ ﷺ کی ذات و مقام کو دُعا کرتے وقت وسیلہ بنانا ہے' اور یہ مسئلہ امت میں بہت بڑے اختلاف کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس مسئلے کی وضاحت راقم سطور نے اپنی کتاب ''حقیقت وسیلہ'' (۲۸۱) کے اندر تفصیل سے بیان کر دی ہے' تفصیل و حقائق کے خواہاں حضرات اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

یہاں مختصراً صرف یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ آپ ﷺ سے محبت اور آپ کی ذات و مقام کا وسیلہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں کی الگ الگ حدود ہیں' اور ضروری ہے کہ ان حدود کو شریعت کی روشنی میں متعین کیا جائے۔ بغیر دلیلِ شرعی کے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا اور ایک کے وجود کو دوسرے کے وجود پر دلیل بنانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے' کیونکہ وسیلہ ایک شرعی اور تعبدی مسئلہ ہے

(۲۸۰) فتاوی علماء البلد الحرام' ص ۲۰۲۵ء۔

(۲۸۱) اس کتاب کو پاکستان میں ہمارے محترم ابوعبدالرحمٰن نے نظرثانی کے بعد نور اسلام اکیڈمی لاہور سے شائع کیا ہے اور سعودیہ میں مکتب الدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات الغاط نے شائع کیا ہے۔ کتاب تقریباً ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور سستے دام پر دستیاب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا جواز' اس کی کیفیت اور اس کی حدود کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں ائمہ کے اقوال کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ اور جب اس نقطۂ نظر سے زیر بحث مسئلے پر غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ نبی ﷺ کا وسیلہ لینے کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

ا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانا' آپؐ کی اتباع کرنا اور آپؐ سے محبت کرنے کو نیکی کا درجہ دے کر اس سے وسیلہ پکڑنا

یعنی دعا کرنے والا یوں کہے کہ اے اللہ! میں تیرے نبی پر ایمان لایا' ان کی اتباع کی اور ان سے محبت رکھتا ہوں۔ اگر آپ کی جناب میں میری یہ نیکی قبول ہے تو اس نیکی کے واسطے سے عرض کرتا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو معاف کر دے' یا میرا یہ کام پورا کر دے وغیرہ۔ ان اصولوں کے مطابق وسیلہ پکڑنا صحیح اور شرعاً ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی دعا ان الفاظ میں منقول ہے:

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾

(آل عمران:۵۳)

''اے ہمارے پالنے والے محبوب! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی' اس لئے تو ہمارا نام گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ دے۔''

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ہی دلیل پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ تفصیل کے لئے محولہ بالا کتاب ''حقیقت وسیلہ'' صفحہ ۵۳ سے صفحہ ۶۰ تک دیکھئے۔

۲۔ آپ ﷺ سے دُعا و شفاعت کا وسیلہ پکڑنا

یعنی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مطلوبہ مراد پوری ہونے کی دعا کریں' جیسا کہ صحابہٴ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے کہ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر آپؐ سے دعا کی درخواست کرتے تھے اور آپ حسب حالات ان کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے' جس کی بہت سی مثالیں کتب سنت میں موجود ہیں۔ ایک مثال حاضر ہے:

ایک صحابیہ جن کا نام اُمّ زفرؓ بتلایا جاتا ہے' خدمت نبوی میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں مرگی کے دورے میں مبتلا ہوں اور جب دورہ پڑتا ہے تو بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس خبیث مرض سے شفا مل جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُعَافِیَکِ))

''اگر چاہو تو صبر سے کام لو تو تمہارے لئے جنت ہے' اور اگر چاہو تو میں تمہاری شفا کے لئے اللہ سے دُعا کر دوں۔''

اس پر اس نیک خاتون نے عرض کیا کہ میں صبر سے کام لیتی ہوں' لیکن چونکہ اس حالت میں بے پردہ ہو جاتی ہوں اس لئے آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں بے پردہ نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ (۲۸۲)

قرآنِ مجید کی درج ذیل آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝﴾ (النّساء:٦٤)

''اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا' تمہارے پاس

(۲۸۲) صحیح البخاری: ٥٦٥٢' المرضیٰ' باب ٦۔ وصحیح مسلم: ٢٥٧٦' البر والصلة' باب ١٤۔ بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔"

وسیلہ کی یہ شکل بھی جائز اور مشروع ہے لیکن دو بڑی اہم شرطوں کے ساتھ مشروط ہے:

ا: آپ ﷺ حاضر اور بقیدِ حیات ہوں، ورنہ یہی وسیلہ بدعت و شرک کا ذریعہ بن جائے گا۔

ب: آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو محض وسیلہ کا درجہ دیا جائے اور آپ کے اندر کسی غیر فطری قوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔ (۲۸۳)

۳۔ آپ ﷺ کی ذات کا وسیلہ پکڑنا، آپ کی وفات کے بعد آپ کی دعا کا وسیلہ پکڑنا، آپؐ کے جاہ و مقام کا وسیلہ پکڑنا، وسیلہ کے انداز میں خود آپ ہی سے سوال کرنا

وسیلہ کی یہ تمام صورتیں بدعت اور ان میں سے بعض شرکِ صریح ہیں، کیونکہ عہد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی قرآن و سنت میں اس کے جواز پر کوئی دلیل موجود ہے۔ جن بعض آیات و احادیث سے لوگوں کو شبہ ہوا ہے وہ اپنے مفہوم میں یا تو صریح نہیں ہیں، اور اگر صریح ہیں تو ثبوت کے اعتبار سے صحیح نہیں ہیں۔ کتاب "حقیقت وسیلہ" میں "شبہات کا ازالہ" کے بیان میں اس موضوع کو تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی ذات و مقام کے وسیلے کا آپ کی محبت سے کوئی تعلق نہیں جڑتا، اور اسی طرح آپ کی ذات کو وسیلہ نہ بنانا آپؐ سے بغض کی دلیل نہیں ہے، بلکہ آپؐ کے ساتھ سچی محبت یہ ہے کہ آپ ﷺ سے ثابت شدہ وسیلہ

(۲۸۳) تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب "حقیقت وسیلہ" ص۶۰ تا ۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا جائے اور غیر ثابت شدہ وسیلہ کی شکلوں کو ترک کر دیا جائے' کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی اصل محبت ہے' جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث: "لَو لاکَ لَمَا خَلَقتُ الافلاک"

(اگر آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا)

نبی اکرم ﷺ کی محبت میں غلو کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ سارے عالم کی پیدائش کا سبب آپ ﷺ کا وجود قرار دیا جائے۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ اس کی دلیل کے طور پر درج ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"

''(اے محمد ﷺ!) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔''

یہ حدیث دو اعتبار سے ساقط الاعتبار ہے:

۱۔ یہ حدیث قرآن سے ثابت شدہ عقیدہ کے خلاف ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی تخلیق کا سبب توحید و عبادت کو قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذّٰریٰت:٥٦)

''میں نے جن و انس کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

جبکہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جن و انس ہی نہیں بلکہ سارے عالم کی تخلیق کا سبب نبی ﷺ ہیں۔ نیز کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ دنیا و مافیہا کی تخلیق نبی ﷺ کے طفیل یا برکت سے ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ملاحظہ کریں گے کہ کسی بھی معتبر کتابِ حدیث میں کوئی اس قسم کی حدیث موجود ہی نہیں' البتہ قصہ گو واعظین اور عام لوگوں کی زبان پر مذکورہ حدیث کے الفاظ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ تفصیل مزید کے لئے اگلی سطریں دیکھئے!

۲۔ یہ حدیث مشہورِ عام ہونے کے باوجود حدیث کی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی، البتہ جن علماء نے لوگوں کو حقیقت حال سے متنبہ کرنے کے لئے من گھڑت اور موضوع حدیثوں سے متعلق کتابیں لکھی ہیں ان میں اس حدیث کا ذکر ضرور پایا جاتا ہے۔ جیسے: تذکرة الموضوعات للفتنی، ص ۸٦۔ المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع لملا علی القاری، ص ۱۵۰، ۲۵۵۔ الاسرار المرفوعة لعبد الحی اللکنوی، ص ٤٤۔ الاحادیث الموضوعة للصغانی، ص ۷ وغیرهم۔ نیز دیکھئے الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی: ۲۸۲۔ ٤٥/۱۔

نیز مسند الدیلمی کے حوالے سے ایک حدیث ان الفاظ میں نقل کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتانی جبریلُ فقال: یا مُحمّد لولاکَ لما خُلِقَتِ الجنّة ولولاکَ لما خُلِقَتِ النّار (۲۸۴)

"میرے پاس جبریل آئے اور فرمایا کہ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو جنت پیدا نہ کی جاتی اور اگر آپ نہ ہوتے تو جہنم کی پیدائش نہ ہوتی۔"

اوّلاً: اس حدیث کی سند بھی سخت ضعیف، بلکہ موضوع ہے۔ جیسا کہ علامہ البانی نے "سلسلة الاحادیث الضعیفة" میں اس کی وضاحت کی ہے۔ (۲۸۵)

ثانیاً: اس حدیث کا ذکر صرف مسند الفردوس میں ملتا ہے اور مسند الفردوس علماء کی تصریح کے مطابق موضوع اور ضعیف احادیث کا خزینہ ہے (۲۸٦)۔ حتیٰ کہ امام

---

(۲۸۴) مسند الدیلمی (کنز العمال: ۳۲۰۲۵، ۱۱/ ٤۳۱)

(۲۸۵) سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة ٤٥۱/۱۔

(۲۸٦) امام علامہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ حافظ دیلمیؒ صحیح وضعیف میں تمیز کا ملکہ نہیں رکھتے تھے اس وجہ سے ان کی کتاب میں موضوع اور واہی حدیثیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ بستان المحدثین (عربی) ص ۹٤۔ نیز دیکھئے منهاج السنة لابن تیمیة ۱۳۹/۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السیوطی رحمہ اللہ نے الجامع الکبیر کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اگر کسی حدیث کی نسبت مسند الدیلمی کی طرف کی جائے اور اس پر کوئی کلام نہ کیا گیا ہو تو یہ اس کے ضعیف ہونے کے لئے کافی ہے۔ (۲۸۷)

اسی طرح امام ابن الجوزیؒ نے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَلَقَدْ قَرَنْتُ اسْمَکَ مَعَ اسْمِیْ فَلَا اُذْکَرُ فِیْ مَوْضِعٍ حَتّٰی تُذْکَرَ مَعِیَ، وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ کَرَامَتَکَ عَلَیَّ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ، وَلَوْلَاکَ یَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا (۲۸۸)

"(اے محمد ﷺ!) تیرے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے تا کہ جہاں کہیں میرا ذکر ہو وہاں تیرا نام بھی لیا جائے، اور میں نے دنیا اور دنیا میں رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ انہیں یہ بتلا دوں کہ تیرا اکرام اور تیرا مقام میرے نزدیک کس قدر اہم ہے، اور اے محمد! اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔"

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا حديث موضوع لا شك فيه

"اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔"

حافظ سیوطیؒ نے بھی اس حدیث کے من گھڑت ہونے کی تائید کی ہے۔ (۲۸۹)

اس مختصر بیان سے قارئین نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس مفہوم کی تمام حدیثوں کے من گھڑت ہونے پر علماء کا اتفاق ہے، اور جس کسی نے بھی اسے نقل کیا ہے تو یہی واضح کرنے کے لئے نقل کیا ہے کہ یہ فرمانِ نبوی نہیں ہے، بلکہ کسی

(۲۸۷) مقدمة صحيح الجامع الصغير للعلامة الألباني رحمه الله ١/ ٣٠، ٣١۔
(۲۸۸) الموضوعات الكبرى ١/ ٢٨٩۔
(۲۸۹) اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ١/ ٢٧٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی طرف سے گھڑ کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے' لہٰذا اس سے ہوشیار رہنا' کسی مغالطے میں نبی ﷺ کا فرمان نہ سمجھ بیٹھنا![1]

پھر یہ ستم ظریفی بھی دیکھئے کہ جس چیز سے متنبہ کرنے کے لئے علماء نے یہ حدیث اپنی کتابوں میں نقل کی تھی ہمارے بھائیوں نے اُسی چیز کو بالائے طاق رکھ دیا اور عوام کے سامنے اس حدیث کو اِس انداز سے پیش کیا کہ گویا یہ فرمانِ رسول ﷺ ہے' اور ایک مصنوعی موتی کو اصلی ہیرے کا نام دے دیا۔ آخر اب اس جنونی کا کیا علاج ہے؟

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

کسی شخص کو مستدرک حاکم کی ایک حدیث سے شبہ ہو سکتا ہے اور اسے زیرِ بحث حدیث کی تائید میں پیش کر سکتا ہے' اس لئے اس کی بھی وضاحت ضروری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ: یَا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

---

[1] ہم اپنے قارئین کے سامنے ایک اصولی بات رکھنا چاہتے ہیں کہ اسے سمجھ لیں' اس پر غور کریں اور کسی حدیث کو دلیل بنانے سے پہلے اس کو پرکھ لیں۔ بات یہ ہے کہ جس کسی جملے کے ساتھ ''حدیث' قولِ رسول' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' لکھا ہو اُس کو آنکھیں بند کر کے قبول نہ کر لیں' بلکہ حدیث معلوم ہونے کے بعد کسی صاحب علم سے ضرور بالضرور پوچھ لیں کہ یہ حدیث کیسی ہے' صحیح ہے؟ حسن ہے؟ یا ضعیف؟ اور آیا یہ حدیث قابل عمل بھی ہے کہ نہیں؟ ممکن ہے حدیث اپنی جگہ صحیح ہو لیکن قابل عمل نہ ہو۔ مثلاً آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہو جیسے چار سے زیادہ بیویاں ایک وقت میں رکھنا' یا منسوخ ہو' مثلاً حقنہ کرنا' یا مرجوح ہو' جیسے جمعہ کے روز غسل کرنا' بعض لوگوں نے ظاہری احادیث پر عمل کرتے ہوئے اسے واجب قرار دیا ہے' جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم کتابوں سے نہیں بلکہ اہل علم سے حاصل کرنا چاہئے۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر قسم کی کتاب نہیں پڑھنی چاہئے' بلکہ اہل علم سے مشورہ کر کے کتاب پڑھنی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عام آدمی اچھی نیت اور اچھے جذبات کے باوجود کسی غلط فکر پر مبنی کتاب کا شکار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائے۔ (نورانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَا غَفَرْتَ لِی' قَالَ اللّٰهُ یَا آدَمُ وَکَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ؟ قَالَ: یَا رَبِّ لِاَنَّکَ خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِکَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ' فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تَضِفْ اِلٰی اسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ' فَقَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّهُ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ' اُدْعُنِیْ بِحَقِّهِ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ' وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ)) (۲۹۰)

''جب آدم علیہ السلام سے غلطی کا ارتکاب ہوا تو وہ یوں دعا گو ہوئے: اے میرے رب! میں آپ سے محمد (ﷺ) کے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! محمد (ﷺ) کو تم نے کیسے پہچانا جبکہ ابھی تو ہم نے انہیں پیدا ہی نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! اس لئے کہ جب آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا کہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ چنانچہ میں جان گیا کہ تو اپنے نام کے ساتھ صرف اپنی سب سے محبوب مخلوق کا نام ہی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا' وہ میرے نزدیک سب سے محبوب ہیں' ان کے حق کے وسیلے سے مجھ سے سوال کرو۔ یقیناً میں نے تمہیں معاف کر دیا' اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔''

یہ ہے وہ حدیث جس سے نبی اکرم ﷺ کی ذات کے وسیلے کی مشروعیت پر بھی استدلال کیا جاتا ہے اور زیر بحث من گھڑت حدیث کی تائید میں بھی اسے

(۲۹۰) مستدرك الحاكم ۲/ ٦١٥۔ ودلائل النبوة للبيهقي ٥/ ٤٨٩۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا جاتا ہے۔

اس شبہ کے ازالے کے لئے درج ذیل امور پر توجہ دیں:

۱۔ یہ حدیث بھی علماء کے نزدیک سخت ضعیف اور من گھڑت ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی تخریج میں امام بیہقی کا ذکر اس سے قبل ہوا کہ انہوں نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کے ضعف کو بھی واضح کر دیا ہے۔ نیز امام ذہبیؒ مستدرک حاکم کی تلخیص میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اسی طرح امام موصوف نے میزان الاعتدال میں بھی اسے باطل قرار دیا ہے۔(۲۹۱)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی لسان المیزان میں امام ذہبیؒ کی تائید کی ہے۔(۲۹۲)

امام ابن تیمیہؒ نے بھی اپنی کتاب الرّد علی البکری میں اس حدیث کو غلط قرار دیا ہے اور اس کے بطلان پر متعدد دلیلیں پیش کی ہیں۔ تفصیل کے خواہاں حضرات اس کتاب کی طرف رجوع کریں جس سے کافی استفادہ کر سکتے ہیں۔(۲۹۳) عصر حاضر کے عظیم محدث علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔(۲۹۴) ان علماء نے اس حدیث کے من گھڑت ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید ہے جو اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا۔

۲۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور کچھ لوگوں نے اسی بنیاد پر اس حدیث کو قبول بھی کیا ہے، لیکن یہاں دو قابل توجہ باتیں ہیں۔

---

(۲۹۱) تلخیص المستدرک ۲/۶۱۵ مع المستدرک۔ و میزان الاعتدال ۲/۵۰۴۔

(۲۹۲) لسان المیزان ۳/۲۶۰۔

(۲۹۳) الرّد علی البکری: ٤ تا ١١۔ نیز دیکھئے ڈاکٹر البریوائی کی کتاب "شیخ الاسلام ابن تیمیه و جهوده فی الحدیث وعلومه" ج ٤، ص ۱۲۲ اور اس کے بعد۔

(۲۹۴) الاحادیث الضعیفة: ۲۵۔ شاید طالبانِ علوم شرعیہ کو اس موضوع پر اتنی جامع بحث کہیں دوسری جگہ نہ مل سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا: امام حاکم رحمہ اللہ تصحیح حدیث کے سلسلے میں اس قدر کوتاہ اور نرم ہیں کہ بسا اوقات موضوع احادیث کو بھی صحیح قرار دے دیتے ہیں' جیسا کہ اہل علم پر یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کی سب سے واضح دلیل امام ذہبی رحمہ اللہ کی تلخیص المستدرک ہے جس میں امام حاکم کی صحیح کردہ بہت سی احادیث کو ضعیف' موضوع' باطل اور بے بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ انہی احادیث میں سے ایک زیر بحث حدیث بھی ہے۔

ب: خود امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "المدخل الی الصّحیح" میں کچھ راویانِ حدیث کی ایک فہرست ذکر کی ہے جس میں کچھ ایسے نام ذکر کئے ہیں جو من گھڑت حدیثیں بیان کرتے تھے' اس لئے ان سے روایت اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ ان کا حال لوگوں کے سامنے واضح نہ کر دیا جائے۔ (۲۹۵) اسی سلسلۂ بیان میں جب عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے نام پر پہنچتے ہیں تو لکھتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ سے موضوع حدیثیں روایت کی ہیں اور اہل فن پر یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کی ساری ذمہ داری اسی عبدالرحمٰن بن زید پر ہے۔ (۲۹۶)

واضح رہے کہ یہ وہی عبدالرحمٰن ہے جس کی وجہ سے علماء نے زیر بحث حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ قابل غور مقام ہے کہ جس راوی سے متعلق امام حاکم یہ لکھ رہے ہوں کہ ان کا عیب ظاہر کئے بغیر ان کی حدیث روایت نہ کی جائے گی اور اپنے باپ سے یہ راوی موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے' پھر اسی راوی کی حدیث کو صحیح قرار دیا جا رہا ہے' جس کا واضح مفہوم ہے کہ یہ امام موصوف کی بھول چوک یا مغالطہ ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس قسم کی بہت سی کوتاہیاں امام حاکم سے ہوئی ہیں' اِس لئے طالبانِ علوم کو اس پر دھیانِ دینا چاہئے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے

---

(۲۹۵) المدخل' ص ١١٤۔

(۲۹۶) المدخل' ص ١٥٤۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال ۶۰۸/۲ و تذکرۃ الحفاظ ۱۰۴۳/۳ و ۱۰۴۵۔ لسان المیزان ۲۲۳/۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ امام موصوف کی کوششوں کو قبول فرمائے' ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور انہیں ائمہ ہدایت میں شمار کرے۔ آمین!

ج: اس حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ "اے آدم! تم نے محمد (ﷺ) کو کیسے پہچانا جب کہ ابھی تک محمد کو ہم نے پیدا ہی نہیں کیا۔"

جبکہ ہمارے ان بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اُس وقت حاضر و ناظر تھے اور ہر چیز کا مشاہدہ کر رہے تھے' جیسا کہ حاضر و ناظر کی بحث میں ان کے اقوال گزر چکے ہیں۔ اب نہیں معلوم کہ ان حضرات کا جواب کیا ہوگا؟ حق بات یہ ہے کہ جب تک کوئی ٹھوس علمی اصول سامنے نہ ہو اسی قسم کی الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کا جذبہ ہمیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ ہم آپ ﷺ کی طرف منسوب ہر ایسی بات قبول کر لیں جس سے آپؐ کی کوئی فضیلت' خاصیت اور دوسرے لوگوں سے آپؐ کا امتیاز ثابت ہوتا ہو' کیونکہ یہ چیز مؤمن کے عقیدہ میں داخل ہے اور اہل سنّت و جماعت کے نزدیک کسی حکم کے ثابت ہونے کے لئے کسی صحیح حدیث کا ہونا ضروری ہے' خواہ وہ چیز احکام سے تعلق رکھے یا عقائد سے۔ اہل سنت و جماعت کا مسلک یہی ہے اور فی الواقع نجات اسی راہ پر چلنے پر منحصر ہے۔ ع

مسلک سنّت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی ﷺ کی سنّت پر زندہ رکھے' اور اسی پر موت کی توفیق بخشے۔ آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کو واجب سمجھنا

اور وہاں کے لئے مخصوص اذکار و ادعیہ کا التزام کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین کا وہ حصہ جو نبی ﷺ کے جسد اطہر کو چھپائے ہوئے ہے وہ بڑا ہی لائق احترام اور باعث شرف ہے۔ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کو آنے والے کے لئے اس جگہ کی زیارت جائز و مستحب ہے' البتہ بغیر کسی دلیل کے قبر نبوی کی زیارت کو واجب قرار دینا اور حج و عمرہ کا ایک لازمی جزو تصور کرنا اور اس کے بغیر حج و عمرہ کو نامکمل سمجھنا غلط اور بے بنیاد ہے۔ مزید برآں اس زیارت کو ترک کرنے والے پر وہابی اور گستاخِ رسول ہونے کا الزام لگانا سراسر نادانی اور لاعلمی کی دلیل ہے۔ البتہ نماز کے تارک' داڑھی جیسی واجبی سنت کے تارک حتیٰ کہ سود خوروں پر انگلی اٹھانے والا کم ہی ملے گا۔

آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان مسجد میں داخل ہو' مسجد کے داخلہ کی دعا پڑھے' پھر اگر ممکن ہو تو ریاض الجنہ ورنہ کسی دوسری جگہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرے' اس کے بعد آپؐ کی قبر مبارک کے پاس جا کر "السَّلامُ علیکَ یا رسولَ اللّٰہ" کہتے ہوئے نذرانہ سلام پیش کرے' پھر آگے بڑھ کر "السَّلامُ علیک یا ابابکر" اور "السَّلامُ علیک یا عمر" کا تحفہ پیش کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے واپس آتے تھے تو اسی طرح حاضری دیتے۔ (۲۹۷)

البتہ دیر تک کھڑے ہو کر وہاں درود و سلام پڑھنا اور دعائیں کرنا صحابہ کرام' تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے' اور نہ ہی صحابہ کا یہ معمول رہا ہے کہ جب بھی مسجد نبویؐ کے لئے حاضری دیں وہ آپ ﷺ کی قبر کے پاس

---

(۲۹۷) محبۃ الرسول ﷺ بین الاتباع والابتداع' ص ۲۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہوکر درود وسلام بھی پڑھیں۔ بلکہ امام دار الہجرۃ مالک بن انس ؒ نے تو اسے مکروہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

هو بدعةٌ لم يفعلها السّلف، ولن يصلح آخر هذه الأمّة الا ما صلح اوّلها (۲۹۸)

''یہ بدعت ہے' کیونکہ سلف صالحین نے ایسا کام نہیں کیا ہے' اور اس اُمت کے بعد والے لوگوں کی اصلاح بھی اسی عمل سے ہوگی جس عمل سے پہلے والے لوگوں (صحابہ وتابعین) کی اصلاح ہوئی ہے۔''

لیکن جوشِ جذبات' کم علمی اور جہالت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات جاگزیں ہوچکی ہے کہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت واجب اور حج وعمرہ کا ایک حصّہ ہے' جس کا سب سے بڑا سبب دین کی صحیح تعلیم سے ناواقفیت اور سلف اُمت کے طریق سے دُوری کے علاوہ بعض موضوع اور سخت ضعیف حدیثوں کی شہرت ہے' حتیٰ کہ بعض خاصا علم رکھنے والے بزرگ بھی فضائل اعمال کے نام پر اِن احادیث کا ذکر کردیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ علم شریعت سے ناواقف حضرات اس سے غلط نتائج اخذ کرلیں گے۔ اور یہی کوتاہی دین میں بدعات بلکہ شرکیات کا سبب بنی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت سے متعلق جتنی احادیث وارد ہیں سب کی سب ضعیف اور موضوع ہیں۔ (۲۹۹) علیٰ سبیل المثال:

۱) مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي

''جس نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو اس نے میرے اوپر ظلم کیا۔''

---

(۲۹۸) مجموع الفتاویٰ ۲۷/ ۳۸۴۔ ہر طالب علم کے لئے فتاویٰ میں اس بحث کا پڑھنا بہت ہی مفید ہے۔

(۲۹۹) القاعدة الجليلة' ص ۵۷۔ ومجموع الفتاویٰ ۲۷/ ۳۸۵ و ۳۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتفاق محدثین یہ حدیث موضوع ہے۔ امام ذہبی امام الصغانی اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہم نے اس کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے۔ (۳۰۰)

۲) مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ (۳۰۱)

"جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے حالت حیات میں میری زیارت کی۔"

یہ حدیث بھی سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے۔ (۳۰۲)

۳) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (۳۰۳)

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

علماء نے اس حدیث کو بھی منکر اور سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ (۳۰۴)

بڑے تعجب کی بات ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ بے شمار لوگوں نے حج کیا تھا اور ان میں اکثریت اُن لوگوں کی تھی جو مکہ مکرمہ کے راستے میں آپؐ کے ساتھ ہوتے رہے' لیکن ان میں سے کسی کو بھی نبی ﷺ نے مدینہ منورہ کی زیارت کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی آپؐ کے حج کا قصہ نقل کرنے والے کسی صحابی نے اس سلسلے میں کچھ نقل کیا ہے۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حدیث کی وہ کتابیں جن پر عقائد واَحکام کی بنیاد ہے ان میں سے کسی کتاب میں کسی مؤلف نے کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس کا واضح مفہوم ہو کہ زیارتِ قبرِ

(۳۰۰) میزان الاعتدال ۲۳۷/۳۔ والاحادیث الموضوعة للصغانی' ص ٦۔ وسلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی: ٤٥' ٦٠/١۔

(۳۰۱) الطبرانی الکبیر (مجمع الزوائد ٢/٤) بروایت ابن عمرؓ۔

(۳۰۲) تفصیل کے لئے دیکھئے سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة ٦٢/١' ح ٤٧۔

(۳۰۳) سنن الدار قطنی ٢٧٨/٢۔

(۳۰۴) ضعیف الجامع: ٥٦١٨۔ تفصیل کے لئے دیکھئے التعلیق المغنی للعظیم آبادی ٢٧٨/٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ﷺ کا حج سے کوئی تعلق ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کے آداب' جیسے کھڑے ہونے کا مخصوص انداز' دل کی مخصوص کیفیت اور اس کے لئے مخصوص دعا و ذکر کا التزام وغیرہ جو کچھ آپ ﷺ کی محبت کے نام پر ایجاد کئے گئے ہیں اور جن کا ذکر بعض بے تحقیق کتابوں میں ملتا ہے سب کی سب بدعت ہیں۔ قرآن وحدیث اور سلف اُمت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ تفصیل مزید کے لئے شیخ الاسلامؒ کی "مجموع الفتاویٰ" اور شیخ عبدالرؤف عثمان کی کتاب "محبتِ رسول ﷺ" مفید رہیں گی۔ (۳۰۵)

محفلِ میلاد کا قیام

نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کے جذبے اور غیر قوم سے مشابہت میں مسلمانوں نے محفل میلاد کے قیام کی بدعت بھی ایجاد کرلی ہے' حالانکہ عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے خیر القرون میں اس بدعت کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اور جب فاطمیوں کے زمانے میں یہ بدعت ایجاد ہوئی تو حکام اور عوام کے ساتھ مداہنت میں بعض علماء نے اس کے لئے دلائل تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ (۳۰۶)

دین کے بارے میں باغیرت علماء نے اس بدعت کا سختی سے مقابلہ کیا اور بعض نے اس بدعت کی تردید میں مستقل رسالے تصنیف کئے۔ جزاهم الله عن الاسلام والمسلمین احسن الجزاء۔ (۳۰۷) آمین!

---

(۳۰۵) مجموع الفتاویٰ ۳۸۳/۲۷ اور اس کے بعد۔ محبة الرسول ﷺ' ص ۲۷۵ اور اس کے بعد۔

(۳۰۶) یہ بالکل الٹی منطق ہے کہ کسی چیز کا جب وجود ہو جائے تو اس کے لئے نصوص شرع میں دلائل کا پتہ لگایا جائے' جبکہ حق یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا عمل جس کا تعلق ثواب یا عبادت سے ہو' پہلے اس کے جائز ہونے پر دلیل موجود ہو تو اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔

(۳۰۷) سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے افتاء نے ان رسائل کو دو جلدوں میں جمع کر دیا ہے۔ اہل علم حضرات ان سے کافی استفادہ کرسکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں سب سے زیادہ شرم ناک بلکہ خطرناک بات یہ ہے کہ محفلِ میلاد کے نام پر بعض مسلمانوں نے ایسی ایسی بدعات ایجاد کی ہیں کہ انہیں دیکھ کر ایک باغیرت مسلمان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے' بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہندوؤں نے رام لیلا وغیرہ سے متعلق بہت سے طریقے مسلمانوں سے سیکھے ہیں۔ خصوصاً وہ علاقے جہاں ہندو مسلمانوں کی کثرت یا قوت سے دبے ہوئے تھے' اب انہی چیزوں کو دیکھ کر وہ بھی ویسے ہی جلوس نکالتے اور سڑکوں پر ڈرامہ بازی کرتے ہیں۔ سچ ہے ع

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں ہنود!

ناظرین! اس عمل کے بدعت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ عہدِ نبویؐ' عہدِ صحابہؓ اور اسلام کے عہدِ زریں میں یہ عمل نہیں تھا اور نہ ہی ائمہ اسلام میں سے کسی نے اسے بہتر یا مستحب سمجھا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))(۳۰۸)

''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اُس میں نہیں ہے تو وہ عمل ناقابلِ قبول ہے۔''

مسلم شریف کی ایک روایت ان الفاظ میں ہے کہ:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))(۳۰۹)

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود یعنی غیر مقبول ہے۔''

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے سنت و بدعت کا ایک واضح معیار قائم کر دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جو عمل اس آنے والی حدیث کے معیار پر

---

(۳۰۸) صحیح البخاری: ۲۶۹۷' الصلح۔ وصحیح مسلم: ۱۷۱۸' الاقضیۃ۔ بروایت عائشہؓ

(۳۰۹) صحیح مسلم ۳/۱۲۴۴' تحقیق فؤاد عبدالباقی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اترتا ہے وہ حق اور سنّت ہے اور جو اِن حدیث کے معیار پر نہیں اترتا وہ باطل اور بدعت وضلالت ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا جس میں آپ نے ایسا وعظ فرمایا کہ ہمارے دل دہل گئے اور ہماری آنکھیں اَشک بار ہوگئیں۔ ہم نے عرض کیا: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ کوئی الوداعی پیغام اور خطاب ہے' آپ ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرما دیجئے جو ہمارے لئے مشعلِ راہ بن سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا ' لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ ' وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ' فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ' وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ' عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ' فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ حَيْثُمَا انْقِيدَ انْقَادَ)) (۳۱۰)

''میں نے تمہیں اس روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن ہی کی طرح روشن ہے۔ میرے بعد اس راستے سے وہی بھٹکے گا جس کے لئے ہلاکت ہی مقدر ہوگی' اور میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ اختلافِ شدید دیکھے گا' تو ایسی صورت میں میری سنّت اور میرے بعد آنے والے راہِ ہدایت پر گامزن خلفائے راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو۔ اور دیکھو امیر کی اطاعت پر جمے رہنا اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اور دیکھو سنّت اور اطاعتِ امیر کو مضبوطی سے پکڑے رہنا' کیونکہ مؤمن کی مثال زخمی

(۳۱۰) مسند احمد ٤/١٢٦' ح ١٧١٤١ و ١٧١٤٤۔ وسنن ابن ماجة: ١٤٣ المقدمة۔ ومستدرك الحاكم ١/٩٦۔ دیکھئے صحیح الجامع: ۲۳۶۹' ۲/۸۰۵۔ یہ حدیث بعض الفاظ کے فرق کے ساتھ متعدد کتب حدیث میں مروی ہے۔ ہم نے مسند احمد پر اعتماد کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیق مسند احمد ۲۸/۲۶۸ اور اس کے بعد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتھنے والے اونٹ جیسی ہے کہ اُسے جدھر لے جایا جائے وہ چلا جاتا ہے۔''

مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے:

((عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ' وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ ' فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ' وَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))(۳۶۱)

''میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو ڈاڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا اور نئے ایجاد شدہ کاموں سے بچتے رہنا' کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس حدیث مبارک سے چند بڑے اہم فائدے حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ دین کی راہ بالکل واضح ہے' حق و باطل میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے' بلکہ حق کی باطل سے تمیز کر لینا بہت ہی آسان ہے۔

۲۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص حق کو اختیار نہیں کرتا تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ بدبختی اُس کا نصیب بن چکی ہے۔

۳۔ وفاتِ نبوی ﷺ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے' یہ اختلافات سیاسی نوعیت کے بھی ہوں گے اور دینی نوعیت کے بھی۔

۴۔ دینی اختلافات سے بچنے اور محفوظ رہنے کا راستہ کتاب اللہ' سنتِ رسولؐ اور سنتِ خلفاءِ راشدین میں پنہاں ہے۔

۵۔ سیاسی نوعیت کے اختلافات سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ امیر' خلیفہ اور حاکم وقت کی اطاعت میں منحصر ہے' بشرطیکہ شریعت کے خلاف کسی معاملے میں اطاعت نہ ہو۔

۶۔ مؤمن کی صفت عناد' ضد اور ہٹ دھرمی نہیں ہے' بلکہ حق اور دین کے سامنے ہمیشہ نرم اور مطیع ہونا ہے۔

(۳۶۱) مسند احمد: ۱۷۱٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ سنتِ رسول اللہ ﷺ اور سنتِ خلفائے راشدین پر جمے رہنے ہی میں ہر قسم کے فتنوں سے نجات اور حفاظت ہے۔

۸۔ دین میں کوئی بھی بات جس پر قرآن وحدیث اور سنتِ خلفائے راشدین سے دلیل موجود نہ ہو وہ بدعت ہے' جس سے پرہیز ضروری ہے۔

۹۔ چونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور جن لوگوں نے بدعت کو بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ میں تقسیم کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے' اس لئے کہ نبی ﷺ نے صاف فرمادیا ہے کہ "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

۱۰۔ گمراہی وضلالت کی جو بھی نوعیت ہو وہ جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ اپنے ہر خطبے میں اس کا اظہار یوں فرمایا کرتے تھے:

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ ' وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ' وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ' وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ' وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))(۳۶۲)

''سب سے بہتر بات کلامِ الٰہی ہے' اور سب سے بہتر طریقہ طریقِ محمدی ہے' اور سب سے برا کام دین میں نئے کام ہیں' اور دین میں ہر نیا ایجاد شدہ کام بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے' اور ہر گمراہی جہنم میں داخلے کا ذریعہ ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ عید میلاد النبیؐ نہ تو نبی ﷺ کی سنت ہے' نہ ہی خلفائے راشدین کا اس پر عمل رہا ہے اور نہ ہی کسی امام نے اسے کارِ خیر قرار دیا ہے' تو کیا اس کے بدعت وگمراہی ہونے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ عید میلاد النبیؐ کا انعقاد بدعت ہے اور اس کے بدعت ہونے پر

---

(۳۶۲) سنن النسائي ۳/۱۸۸و۱۸۹' كتاب العيدين۔ وصحيح ابن خزيمة: ۱۷۸۵' الجمعة ۳/ ۱۴۳۔ بروایت جابر بن عبداللہؓ۔ دیکھئے صحیح النسائی: ۲۰۱۴۸۷/۳۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کثرت سے دلائل موجود ہیں کہ ان کا ذکر یہاں مشکل ہے۔ نبی ﷺ کی محبت کے دعوے داروں اور اس محبت میں غلو کر کے بدعت کو رواج دینے والوں سے صرف یہ گزارش ہے کہ وہ درجِ ذیل دونوں آیتوں اور ان پر علماء کے کلام کو غور سے پڑھیں اور اللہ کا خوف کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ٦٣)

''رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا اُن پر دردناک عذاب نہ آ جائے''۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ٢١)

''درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول (ﷺ) میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔''

ان دونوں آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں کامیابی اور آپ کی مخالفت میں فتنہ اور دردناک عذاب کا خطرہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا محفل میلاد کا انعقاد اور اِس میں مرد و عورت کا اختلاط مزید برآں سڑکوں پر جلوس اور اِس میں ڈرامہ بازی اور پھر اِن محفلوں اور جلسوں میں شرکیہ اور کفریہ امور کا ارتکاب' یہ تمام امور اُسوۂ رسول ﷺ کے موافق ہیں؟ اور اگر مخالف ہیں' اور یقیناً مخالف ہیں' تو ان لوگوں کو فتنہ اور عذابِ الیم کا خوف نہیں ہے؟ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ !!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود وسلام کے ایسے صیغے ایجاد کرنا جن میں شرکیہ الفاظ پائے جاتے ہیں

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کا اہتمام بڑے اجر کا کام اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے' جس کا ذکر مختصراً گزر چکا ہے۔ لیکن ہمارے بعض بھائیوں نے آپ ﷺ کی محبت میں غلو کر کے آپ ﷺ پر درود و سلام سے متعلق متعدد جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے میں اس قدر تجاوز کر گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا بیان مکمل طور پر مضمحل ہو کر رہ گیا ہے۔ بعض فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے ہر موقع پر خود ساختہ الفاظ کے ساتھ صرف آپ ﷺ کے نام اور آپ پر درود کا ورد کرتے ہیں'(۲۱۳) جبکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اُس کی حمد وثنا ہر مسلمان کے دل و زبان پر ہر وقت جاری رہے اور اُس کی عطا کردہ لامحدود نعمتوں پر اُس کا شکر بجالایا جائے اور نبی ﷺ سے مروی اس دعا کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔

(اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ' اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ)(۲۱۴)

''اے اللہ! میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا' تیرا مقام وہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

اسی لئے نبی ﷺ ہر خطبہ شروع کرتے ہوئے سب سے قبل اللہ کی حمد وثنا

(۲۱۳) ایک محبت رسول کے دعوے دار کے بارے میں مجھے تاکیدی طور پر اطلاع ملی کہ وہ شخص اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ذکر باری تعالیٰ کے بجائے یا رسول اللہ کا ورد کرتا تھا۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔

(۲۱۴) صحیح مسلم: ۴۸۶ الصلاۃ' وسنن ابی داؤد: ۸۷۹' الصلاۃ. بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان فرماتے' پھر اُس کے رسول کا ذکر خیر کرتے۔ خطبہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ' وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ' وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) (۳۱۵)

۲۔ بعض ایسی جگہوں پر بطورِ عبادت درود و سلام کا التزام کرنا جہاں نبی ﷺ پر درود پڑھنا ثابت نہیں ہے' جیسے اذان سے قبل اور بعد لاؤڈ سپیکر پر درود و سلام کا بلند آواز سے پڑھنا' نماز کے بعد کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر درود و سلام پڑھنا وغیرہ۔

۳۔ درود و سلام کے بعض ایسے الفاظ اور صیغے ایجاد کرنا جو نبی ﷺ اور سلف اُمت سے ثابت نہیں ہیں۔ مزید برآں درود کے ان خود ساختہ صیغوں میں اس حد تک غلو سے کام لینا کہ بعض بدعیہ اور شرکیہ کلمات کا استعمال کرنا' اور پھر درود کے یہ الفاظ پڑھنے اور ان کے وِرد کرنے پر ایسا اجر بیان کرنا جو نبی ﷺ سے ثابت شدہ درود و سلام کے لئے وارد نہیں ہے' جیسے درود لکھی' درودِ اکبر اور درودِ تاج وغیرہ۔

مثلاً ایک کتابچہ میں درودِ تاج کی فضیلت اس طرح مذکور ہے کہ:

''اس درود شریف کے خواص بے شمار ہیں' ان کا احاطہ اس مختصر میں نہایت دشوار ہے۔''

پھر بعض خواص کا ذکر اس طرح کیا ہے:

''اگر کوئی شخص زیارتِ جمالِ بے مثال آنحضرت ﷺ کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہو تو عروجِ ماہ میں شب جمعہ کو بعد فراغ نمازِ عشاء قبلہ رخ ہو کر جامۂ پاک و خوشبودار پہن کر ایک سو ستر (۱۷۰) بار اس درود شریف مکرم کو پڑھ کر سو رہے' گیارہ راتیں اس طرح پڑھے' ان شاء اللہ شرف زیارتِ بابرکت سرورِ عالم ﷺ سے مشرف ہوگا۔'' (۳۱۶)

---

(۳۱۵) صحیح مسلم: ۸۶۸' الجمعة۔ ومسند احمد ۱/ ۲۰۲۔ وسنن ابن ماجه: ۱۸۹۳' النکاح۔ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳۱۶) سولہ سورہ مع وظائف رضویہ' ص ۱۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درودِ تاج میں وارد بعض شرکیہ اور غیر شرعی الفاظ

آپ ﷺ سے متعلق مذکور ہے:

دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم

''بلاء ومصیبت' وبا وقحط سالی اور اَمراض وتکلیف کو دُور کرنے والے۔''

اسی درود میں ایک اور جگہ مذکور ہے:

وجبریل خادمه ''اور جبریلؑ آپؐ کے خادم ہیں۔''

ایک اور جگہ مذکور ہے:

راحة العاشقین ''عاشقوں کے لئے راحت ہیں۔''

جبکہ ہر قسم کی مصیبت وقحط سالی اور مرض واَلم کو دُور کرنے والی ذات صرف اور صرف باری تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان امور میں تصرف کا اختیار کسی نبی وولی کو نہیں دیا ہے' بلکہ یہ باری تعالیٰ کا وہ حق ہے کہ اگر کسی کو اس میں شریک کیا گیا تو وہ شرکِ اکبر میں شمار ہوگا۔

ذرا درج ذیل ارشادِ باری تعالیٰ کو پڑھیں اور اس میں غور کریں' حقیقت واضح ہو جائے گی:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ۝﴾

(النمل:٦٢)

''بے کس ولاچار کی پکار کو جب وہ پکارے' کون قبول کر کے سختی کو دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت اور عبرت حاصل کرتے ہو۔''

اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی ﷺ کا خادم کہنا ایسی تعبیر ہے جو قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے استعمال میں وارد نہیں ہے۔ اسی طرح لفظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"راحة العاشقین" یعنی اللہ کے محبین کو عاشق سے تعبیر کرنا بھی غلط ہے' بلکہ یہ بدعت اسلام میں صوفیاء کے ذریعے داخل ہوئی ہے۔

اسی طرح درودِ اکبر کی یہ فضیلت بیان کی جاتی ہے کہ:

"اس درود کا جو روزانہ بلا ناغہ وِرد کرے' دنیا کی تمام ضرورتوں سے بے نیاز ہو اور حج وزیارت سے مشرف ہو' ایمان پر خاتمہ ہو' قبر میں نور ہی نور ہو' آفتاب محشر کی گرمی سے نجات ہو اور درودِ اکبر کا پڑھنے والا جنت کا مستحق ہو۔"(۳۱۷)

اس درود میں بھی متعدد غیر شرعی الفاظ ہیں' جیسے:

یا نور عرش اللّٰہ' یا مرآۃ جمال اللّٰہ' سیّد العاشقین' سیّد المعشوقین

ان غیر شرعی عبارتوں کے علاوہ اس درود میں عربی ترکیبات کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں جو کسی معمولی عربی داں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ سب ملاحظات اس کے علاوہ ہیں کہ درودِ مذکور میں اللہ کے رسول ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے اور عام مخاطب کرنے والوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور ہماری پکار کو سن رہے ہیں' حالانکہ یہ خود ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔

اس مصنوعی درود کے اہتمام سے دو بڑی خطرناک خرابیاں لوگوں میں پیدا ہوئی ہیں۔

۱۔ عوام نے اس خود ساختہ درود پر بیان شدہ اجر کو ایک شرعی امر سمجھ رکھا ہے' جبکہ شریعت وہ ہے جو نبی ﷺ سے ثابت ہو' کیونکہ اجر و سزا اور ثواب و عقاب کا تعین صاحب شریعت کا کام ہے' اس سلسلے میں کسی عالم اور پیر و

(۳۱۷) سولہ سورہ مع وظائف رضویہ' ص ۱۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرشد کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

۲۔ صحیح احادیث سے ثابت شدہ درودِ ابراہیمی اور دیگر اَعمال واَذکار کو عوام نے بالائے طاق رکھ دیا ہے اور انہیں اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی اس مصنوعی درود کو دیتے ہیں' جب کہ ایک معمولی عقل وسمجھ رکھنے والا مسلمان یہ سمجھ سکتا ہے کہ نبی ﷺ کی زبان ناطقِ وحی سے نکلے ہوئے اَلفاظ و کلمات میں جتنی برکتیں پوشیدہ ہیں وہ کسی دوسرے کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ نیز یہ امر بھی ہر شخص کے مشاہدے میں ہے کہ ان مصنوعی اوراد کی مزعومہ برکات کو حاصل کرنے کی جلدی میں فرض نمازوں کے بعد وارد مسنون اَذکار واوراد اور دُعاؤں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

کیا ہی خوب ہے یہ حدیث:

((مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ ' فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ))(۳۱۸)

''کسی قوم نے جب بھی کوئی بدعت ایجاد کی ہے تو اس کے بدلے ایک سنت اٹھالی گئی ہے' اس لئے سنت پر جمے رہنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔''

اور یہ امر واقعہ ہے جسے ہر دیدۂ عبرت نگاہ رکھنے والا مسلمان بخوبی دیکھ سکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں کتنی ہی خود ساختہ بدعتوں نے سنتوں کی جگہ لے لی ہے جس کے نتیجے میں نبی ﷺ سے ثابت شدہ کتنی ہی سنتیں قصۂ پارینہ بن چکی ہیں' بلکہ ان بدعتوں کو چھوڑنے اور ان کی تردید کرنے والا شخص لوگوں کی نظر

(۳۱۸) مسند احمد ۱۰۵/۴۔ و مسند البزار (کشف الاستار: ۱/۱۳۱' ۸۲۔ بروایت غضیف بن حارث۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو سند کو جید (فتح الباری ۱۳/۲۵۳) اور علامہ البانی نے ضعیف (ضعیف الترغیب ۱/۴۰) کہا ہے۔ اس مفہوم کی دوسری حدیثیں مجمع الزوائد (۱/۱۸۸) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپسندیدہ اور دین کا باغی بن کر رہ گیا ہے' اور یہ ساری برکتیں انہی بدعتوں کی ترویج اور ان کے اہتمام کا نتیجہ ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صحابیٔ رسول حبر الامت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے ایسے ہی زمانہ سے متعلق فرمایا تھا:

کیف بکم اذا لَبِسَتْکُمُ الفِتنۃُ یربُو فیھا الصَّغیرُ ویَھْرَمُ فیھا الکبیرُ ' وتتَّخِذُ سُنَّۃً ' فان غیّرت یومًا قیل ھٰذا مُنکر ' قیل ومتٰی ذٰلک؟ قال: اذا قلَّت اُمناؤکم و کثُرت اُمراؤکم ' وقلَّت فقھاؤکم و کثُرت قُرّاؤکم ' وتفقّہ لغیر الدّین والتُمِسَتِ الدُّنیا بعمل الآخرۃ (۳۱۹)

''اُس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب فتنہ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا؟ اسی فتنہ میں بچہ پلے بڑھے گا' بڑا بوڑھا ہو جائے گا' اور لوگ اسے سنت سمجھ بیٹھیں گے۔ پھر اگر اسے بدلا گیا تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو بہت برا ہوا۔ شاگردوں نے عرض کیا: ایسا کب ہوگا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تمہارے درمیان امانت دار تو کم ہوں گے مگر لیڈر زیادہ ہوں گے' سمجھنے والے کم ہوں گے مگر پڑھنے والے بہت ہوں گے' اور دین کے لئے علم حاصل نہ کیا جائے گا اور آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا طلب کی جائے گی۔''

حدیثِ نور

محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں غلو بلکہ شدتِ غلو کا ایک مظہر ''حدیثِ نور'' کا لوگوں میں مشہور ہونا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۱۹) مصنف عبدالرزاق ۳۵۲/۱۱۔ دیکھئے صحیح الترغیب ۱۵۵/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا' پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اُس وقت نہ لوح و قلم کا وجود تھا اور نہ ہی جنت و دوزخ کا' نہ فرشتے تھے اور نہ ہی آسمان و زمین' نہ ہی جن و انس اور نہ ہی سورج و چاند۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے' ایک حصہ سے قلم کو پیدا فرمایا' دوسرے سے لوح کو' تیسرے سے عرش کو اور چوتھے سے ساری مخلوق پیدا کی گئی......" (۳۲۰)

اس حدیث کے لئے امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ مزید یہ بھی سنئے کہ یہ نور کب پیدا کیا گیا؟ اس سے متعلق یوں کہا جاتا ہے کہ:

"ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: میں اچھی طرح تو نہیں جانتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ تھا (بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ قطب تارہ تھا) جو ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میں نے اس کو بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) مرتبہ دیکھا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پروردگار کے عزت و جلال کی قسم! وہ ستارہ میں ہی ہوں۔" (۳۲۱)

اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اوّلاً تو نبی ﷺ نوری ہیں خاکی نہیں ہیں' ثانیاً آپ کی تخلیق تمام مخلوق سے پہلے بلکہ بہت پہلے ہے۔

پہلی حدیث کی نسبت' جیسا کہ گزرا' امام عبدالرزاق بن ہمام کی طرف کی جاتی ہے' لیکن حق یہ ہے کہ امام عبدالرزاق کی کسی بھی کتاب میں یہ حدیث دستیاب نہیں ہے' نہ ہی مصنف میں اور نہ ہی تفسیر میں' نہ ہی جامع میں اور نہ ہی کسی اور تالیف

---

(۳۲۰) المواهب اللدنية ۸۹/۱۔ و کشف الخفا ۲۱۱/۱۔

(۳۲۱) شریعت و طریقت' ص ۳۶۳۔ مؤلف کتاب مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ نے یہ معلومات سر الاسرار اور ریاض الصالحین جیسی کتابوں سے نقل کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں، حتیٰ کہ عصر حاضر کے سب سے عظیم محدث اور حدیثوں کی مطبوعہ و مخطوطہ کتابوں پر گہری نظر رکھنے والے عالم حدیث علامہ البانی" لکھتے ہیں کہ:

وقد جهدت في ان اقف على سنده فلم تيسّر لي ذلك (۳۲۲)

''میں نے بڑی کوشش کی کہ اس حدیث کی کوئی سند مل جائے لیکن اس کی کوئی سند میسر نہ آئی۔''

ایک عالمِ حدیث جن کا تصوف سے بھی ایک گونہ تعلق ہے، شیخ عبداللہ بن الصدیق الغماری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے متعلق حافظ سیوطی کا صرف یہ کہہ دینا کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے، بہت بڑی کوتاہی ہے، بلکہ اس حدیث کا من گھڑت اور منکر ہونا واضح ہے اور اس سے صوفیت کی بو آ رہی ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں: بڑے تعجب کی بات ہے کہ سیوطی نے اس کی نسبت عبدالرزاق کی طرف کی ہے، جبکہ یہ حدیث نہ تو امام عبدالرزاق کی مصنف میں موجود ہے نہ ہی تفسیر میں اور نہ ہی ان کی کتاب الجامع میں۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ شنقیط کے رہنے والے کسی صوفی نے امام عبدالرزاق کی طرف اس کی نسبت کو تسلیم کر کے عبدالرزاق سے جابر بن عبداللہ تک اس کی ایک سند بھی گھڑ لی، حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت سے بری ہیں اور امام عبدالرزاق نے یہ حدیث کبھی سنی ہی نہیں ہے۔ سب سے پہلے جن صاحب نے اس حدیث کو رائج کیا وہ (مشہور صوفی) ابن عربی حاتمی ہیں، اب یہ پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے یہ حدیث کس سے سنی ہے۔ (۳۲۳)

---

(۳۲۲) تعلیق علی المشکاۃ ۱/۳۴۔

(۳۲۳) یہ عبارت خصائص المصطفیٰ ﷺ بین الغلو والجفا، ص ۹۶ سے لی گئی ہے، اور انہوں نے شیخ کے اس مقدمہ سے لی ہے جو انہوں نے قصیدہ بردہ کے شروع میں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک مشہور شامی محقق ومؤلف شیخ عداب محمود الحمش لکھتے ہیں:

""عجلونی نے (کشف الخفا میں) اس حدیث کی نسبت عبدالرزاق کی طرف کی ہے اور ایک مدت تک میں سمجھتا رہا کہ یہ حدیث امام عبدالرزاق کی تفسیر میں ہوگی' کیونکہ بڑی کوشش کے باوجود بھی مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث مجھے نہ مل سکی...... لیکن آخر میں یہ واضح ہوا کہ یہ حدیث ابن عربی' ابن حمویہ اور البکری' جو سب کے سب مشہور صوفی ہیں' ان کے عجائبات میں سے ہے۔"(۳۲۴)

ایک ضرورت کے تحت راقم سطور کو مصنف عبدالرزاق کی ایک ایک حدیث پر نظر ڈالنے کا موقع ملا اور مصنف کی گیارہ جلدیں ختم ہوگئیں لیکن اس حدیث کا سراغ کہیں نہیں ملا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے' حدیث کی کسی بھی کتاب میں اس کا وجود نہیں ہے' بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی دشمن دین نے اس حدیث کو گھڑ کر لوگوں میں عام کیا اور لوگوں نے نبی ﷺ کی محبت اور بیان کرنے والے سے حسن ظن کی بنیاد پر اسے قبول کرلیا' اور چونکہ اس کا تعلق فضائل سے تھا اس لئے اس کی چھان پھٹک کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک زمانہ تک اس جھوٹی اور من گھڑت حدیث کی حیثیت صرف فضائل ہی کی رہی اس لئے کسی بھی عالم نے اس پر کسی عقیدہ کی بنیاد نہ رکھی' لیکن جب یہی حدیث عام ہوئی تو صوفیاء اور ان سے متاثر ہندوستانی واعظین نے اسے کچھ اور ہی رنگ دے دیا۔

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کے لئے!

(۳۲۴) النور المحمدی' ص ۴۶۔ یہ معلومات ناچیز نے شیخ الصادق محمد ابراہیم کی کتاب خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم' ص ۹۵ سے لی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصۂ کلام یہ کہ علماء کی گزشتہ تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث جھوٹی اور من گھڑت ہے' کسی بھی کتابِ حدیث میں اس کا وجود نہیں ہے' اس لئے اس پر کسی عقیدہ کی بنیاد رکھنا اور قرآن وحدیث اور تاریخ سے ثابت شدہ حقیقت کو بالائے طاق رکھنا ہٹ دھرمی اور ضد کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اس من گھڑت حدیث پر متعدد ملاحظے ہو سکتے ہیں جن کا یہ مختصر رسالہ متحمل نہیں ہے۔ البتہ ناظرین کی توجہ ان دو باتوں کی طرف دلاؤں گا جو بالکل واضح ہیں۔

ا۔ یہ حدیث قرآن وحدیث اور تاریخ سے ثابت شدہ مسلمات کے خلاف ہے

ا: نبی ﷺ اولادِ آدم سے ہیں اور آدم علیہ السلام کی تخلیق قرآن وحدیث کی رو سے مٹی سے ہے اور مٹی سے ہونے کے باوجود آدم علیہ السلام مسجودِ ملائک بھی ہیں۔ تو اگر فرشتوں کا نور سے ہونا حضرت آدم علیہ السلام پر ان کی فضیلت کا سبب نہ بن سکا تو ہمارے نبی ﷺ کا مٹی سے پیدا ہونا بھی آپ کی منزل ومقام کو کچھ کم نہیں کرتا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ کی پیدائش بھی اُسی چیز سے ہے جس سے عام بشر کی پیدائش ہے' اور کوئی بھی بشر نور سے پیدا نہیں ہوا ہے' بلکہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُورٍ وَّخَلَقَ إِبْلِيسَ مِنْ نَارٍ وَخَلَقَ آدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ)) (۳۲۵)

''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور ابلیس کو آگ سے' اور آدم علیہ السلام کو جس چیز سے پیدا کیا وہ تمہیں بتلا دیا ہے''۔ (یعنی مٹی سے'

(۳۲۵) صحیح مسلم: ۲۹۹۶' الزهد۔ ومسند احمد ۱۵۳/۶۔ بروایت عائشہؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۴۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ قرآنِ مجید میں متعدد جگہ وارد ہے۔)

تو بعض مخلوقات کی فضیلت بعض پر اس لئے نہیں ہے کہ ان کی پیدائش کس مادّے سے ہے' بلکہ ایک مؤمن سے کبھی کافر پیدا ہوتا ہے اور کافر سے کبھی کبھار مؤمن پیدا ہوتا ہے' جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا انہی کے نطفے سے تھا اور ابراہیم علیہ السلام آزر سے پیدا ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ چنانچہ جب اُن کا ڈھانچا بنایا اور ان کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی' پھر فرشتوں سے سجدہ کرا کے' ہر چیز کا نام سکھا کر' اپنے دست مبارک سے پیدا کر کے اور ان کے علاوہ دیگر امور کے ذریعے انہیں فرشتوں پر فضیلت بخشی تو معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام اور ان کی نیک ذُرّیت فرشتوں سے افضل ہیں' اگرچہ ان کی پیدائش مٹی سے ہے اور فرشتوں کی پیدائش نور سے۔(۳۲۶)

ب: صحیح حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مخلوقات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ' فَقَالَ لَهُ: اُكْتُبْ' قَالَ: رَبِّ وَمَاذَا اَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبْ مَقَادِيْرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ))(۳۲۷)

''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا' پھر اُس کو حکم دیا کہ لکھو! قلم نے سوال کیا کہ اے ربّ! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت تک کی ہر مخلوق کی تقدیر لکھو۔''

یہ صحیح حدیث اس مسئلے پر بالکل صریح ہے کہ ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کے ذریعے ہر چیز کی تقدیر لکھی' پھر مخلوقات کی پیدائش کی باری آئی' جبکہ زیر بحث من گھڑت اور موضوع حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ

(۳۲۶) مجموع الفتاویٰ ۱۱/۹۴ و ۹۵۔

(۳۲۷) سنن ابی داوٗد: ۴۷۰۰' السنۃ' باب ۱۷۔ وسنن الترمذی: ۲۱۵۵' القدر۔ ومسند احمد ۵/۳۱۷۔ بروایت عبادہ بن الصامتؓ۔ دیکھئے الصحیحۃ: ۱۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا نور سب سے قبل پیدا کیا گیا۔ یہ اس حدیث کے جھوٹ اور من گھڑت ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم!

تفصیل کے لئے دیکھئے علامہ البانی کی کتاب سلسلة الاحاديث الصحيحه ۱/۴۰' ح۴۲۲.

۲۔ کیا ساری مخلوق نوری ہے؟

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ساری مخلوق حتیٰ کہ عرش و کرسی بھی نبی ﷺ کے نور سے پیدا کی گئی ہے' بلکہ انسان' جن اور شیاطین بھی اسی نور سے پیدا ہوئے ہیں' بلکہ کافر و منافق کی پیدائش بھی اسی نور سے ہوئی ہے۔ تو گویا ہر چیز نوری ہے' نہ ہی کوئی چیز ناری اور نہ ہی کوئی چیز خاکی' جبکہ یہ قرآن کے مسلمات کے خلاف ہے' اس حدیث سے عقیدۂ وحدۃ الوجود کی بو آ رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کسی الحادی ذہن رکھنے والے صوفی نے اپنے عقیدے کو تقویت دینے کے لئے اس حدیث کو گھڑا ہے۔ (۳۲۸) واللہ اعلم۔

بہت ممکن ہے یہ حدیث شیعوں سے لی گئی ہو' کیونکہ ان کی مشہور اور معتمد کتاب اصول کافی میں اس مفہوم کی ایک روایت موجود ہے۔ جیسا کہ پاکستان کے مشہور عالم حدیث حافظ زبیر زئی حفظہ اللہ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ روایت نہ تو مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے اور نہ تفسیر عبدالرزاق میں' بلکہ تلاش بسیار کے باوجود اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ یہ صحیح روایت کے بھی خلاف ہے۔ دیکھئے محترم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب ''نور من نور اللہ کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث کی روشنی میں'' صفحہ ۴۰' ۴۸۔ اس مفہوم کی ایک مختصر روایت رافضیوں کی اصول کافی جلد ا صفحہ ۴۴۲' حدیث ۱۰ میں ابو جعفر الباقر سے منقول ہے' لیکن یہ سند اہل السنہ

(۳۲۸) تفصیل کے لئے دیکھیے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی کتاب شریعت و طریقت' ص ۳۶۲ اور اس کے بعد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اہل الرفض دونوں کے نزدیک موضوع ہے۔ محمد بن سنان اور جابر الجعفی کے علاوہ اس کی سند میں المفضل بن صالح (ابو جمیلہ الاسدی) ہے جسے ابن الغضائری (رافضی) وغیرہ نے کذّاب یضع الحدیث (جھوٹا اور حدیثیں گھڑنے والا) قرار دیا ہے"۔ (۳۲۹)

علمائے کرام کے ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیثِ نور کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نہ ہی نبی ﷺ نے اس بارے میں کچھ فرمایا ہے' بلکہ قرآنِ کریم اور صحیح احادیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی صحابی سے بھی اس سلسلے میں کچھ منقول نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث کی کتاب میں کسی مصنف و محدث نے ایسی کوئی حدیث نقل کی ہے۔

اسی طرح اس سلسلۂ بحث میں مذکور دوسری حدیث بھی کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس معنی اور مفہوم کی جتنی حدیثیں ہیں ان کا ذکر صرف تصوف کی کتابوں میں پایا جاتا ہے' جس سے میرے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حدیثیں الحادی ذہن رکھنے والے متصوفہ نے اپنے باطل عقیدے وحدۃ الوجود کو تقویت دینے کے لئے گھڑی ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ دیکھئے ان کی کتاب "شریعت و طریقت" کا نواں اور دسواں باب۔

خلاصہ یہ کہ حدیثِ نور کی کوئی حیثیت نہیں' بلکہ اسے ایک افسانہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا' چہ جائیکہ اس سے کوئی عقیدہ ثابت کیا جائے۔

(۳۲۹) تجدید ایمان' ص ۱۵۶' ۱۵۷۔ تالیف ڈاکٹر شفیق الرحمٰن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے سایہ کا مسئلہ

نبی ﷺ کی محبت میں غلو و مبالغہ نے ''آپ ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں تھا'' کے مسئلہ کو بھی اُمت میں تفرقہ کا سبب بنا دیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اس بات کی کوئی شرعی دلیل تو نہیں پیش کی جاتی' البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کا سایہ زمین پر پڑتا تو چلنے والے اسے اپنے پیروں سے روندتے جس سے آپؐ کے سایۂ مبارک کی توہین ہوتی' اس لئے توہین سے بچانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کے جسم مبارک کا سایہ نہ رکھا تھا۔

مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ حقیقتاً نوری اور ظاہراً بشر تھے اور نوری جسم کا سایہ نہیں ہوتا اس لئے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

یہ ہے اس مسئلہ کا خلاصہ۔ چونکہ ایک عام مسلمان اپنے دل میں نبی ﷺ کا احترام اور آپ کی محبت رکھتا ہے لہٰذا بڑی آسانی سے اس بات کو قبول کر لیتا ہے۔ عوام کی سادگی اور بے علمی سے غلط فائدہ اٹھا کر محبت رسول ﷺ کے بہت سے دعویداروں نے عوام کو غلط راستے پر لگا رکھا ہے' حتیٰ کہ جو شخص ان کے مَن گھڑت نظریئے کے مطابق عقیدہ نہ رکھے یا اس مسئلہ میں ان کی موافقت نہ کرے اسے کافر اور گستاخِ رسول (نعوذ باللہ) قرار دیا جاتا ہے۔

اس مختصر کتاب میں اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ تفصیل مزید کے خواہاں حضرت علامہ نذیر احمد دہلویؒ کی نادر کتاب ''عقائد بدعیہ'' اور شیخ مبشر رحمانی کی تالیف ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' (۱۴۰/۱ اور اس کے بعد) کا ضرور مطالعہ کریں۔

ہم یہاں مختصر طور پر اس مسئلے کو درج ذیل نقاط پر بیان کرتے ہیں:

(۱) اس غلط عقیدے کی بنیاد کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) کیا کسی چیز کا سایہ ہونا اس میں کسی قسم کی کمی کی دلیل ہے؟

(۳) کیا نبی ﷺ کا سایہ کسی بھی حدیث سے ثابت ہے؟

(۴) کیا واقعتاً نوری جسموں کا سایہ نہیں ہوتا؟

(۵) اور آخر میں یہ کہ کیا کسی کے سایہ کو روندا جا سکتا ہے اور اس طرح اس کی توہین کی جا سکتی ہے؟

(۱) اس عقیدے کی بنیاد کیا ہے

تلاشِ بسیار کے باوجود اس مسئلے پر کوئی دلیل نہ مل سکی۔ آپ ﷺ کا سایہ نہ ہونے پر کوئی دلیل قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف میں موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں راقم سطور نے بعض محققین سے بھی رابطہ کیا لیکن کسی کے یہاں سے کوئی تشفی بخش جواب نہ مل سکا، البتہ بعض ایسے سیرت نگاروں نے جن کے یہاں نصوص کے صحت و ضعف کا التزام نہیں ہے اور انہوں نے اپنی سادگی اور تساہل کی وجہ سے ہزاروں بدعتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، یہ چیز نبی ﷺ کے خصائص میں شمار کی ہے، جیسے شامی کی سبل الہدیٰ والرشاد۔ (۳۳۰) اس قسم کے تمام سیرت نگاروں کا مرجع حافظ ابن الجوزیؒ کی کتاب "الوفاء بأحوال دار المُصطفیٰ ﷺ" ہے، جس میں امام ابن الجوزی نے بغیر کسی سند اور حوالہ کے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:

> لم یکن لرسول اللہ ﷺ ظلّ ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ ضوء الشّمس ولم یقم مع سراج الا غلب ضوءہ ضوء السّراج (۳۳۱)

---

(۳۳۰) سبل الهدیٰ والرشاد ۲/ ۴۰۔

(۳۳۱) الوفاء ۲/ ۴۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے رسول ﷺ کا سایہ نہ تھا اور جب بھی آپؐ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپؐ کے چہرے کی چمک سورج کی چمک پر غالب آ جاتی اور جب بھی آپ کسی چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو آپؐ کے چہرے کی چمک چراغ کی روشنی پر غالب آ جاتی۔''

تا دمِ تحریر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول مجھے کسی معتبر کتاب میں نہیں مل سکا اور نہ ہی حافظ ابن الجوزیؒ نے اس کی کسی سند کا ذکر کیا ہے۔ اور علماء کے نزدیک حافظ ابن الجوزی خصوصاً فضائل کے میدان میں بہت ہی متساہل واقع ہوئے ہیں، اس لئے جب تک اس اثر کی کوئی سند نہ مل جائے اس پر کسی حکم یا عقیدے کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ پھر تعجب ہوتا ہے کہ ایک غیر معروف اور بے سند روایت پر ایک عقیدے کی بنیاد کس طرح کھڑی کی جا سکتی ہے اور اسے قبول نہ کرنے والوں پر گستاخِ رسول بلکہ صراحتاً کفر کا فتویٰ کس طرح لگ جاتا ہے؟ مزید یہ بھی واضح رہے کہ یہ اثر بعض صحیح حدیثوں کے خلاف ہے، جیسا کہ آئندہ سطور سے معلوم ہوگا۔

(۲) کیا کسی چیز کا سایہ ہونا اس میں کسی قسم کے نقص کی دلیل ہے؟

نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بشر ہونا قرآن و حدیث سے ثابت اور اہل سنت و جماعت کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ نیز تاریخ و عقل سے آپ کا سلسلۂ آدمؑ سے پیدا ہونا ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت کو ماننے سے آپ ﷺ کے مقام میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ خاکی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس مقام پر پہنچایا ہے جس مقام تک کوئی دوسری مخلوق نہ پہنچ سکی ہے اور نہ پہنچ سکے گی، تو آپؐ کا سایہ ہونا آپؐ میں کسی نقص کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ سایہ بھی اللہ کی ایک اہم مخلوق ہے جو اللہ کے سامنے سربسجود ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِo﴾ (الرّعد : ١٥)

''اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتی ہے اور ان کے سائے بھی صبح و شام۔''

یعنی مؤمن تو اللہ کے سامنے بخوشی سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کافر و مشرک ناخوشی سے' جبکہ ان سب کے سائے خوشی خوشی اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ البتہ اس سجدہ کی کیفیت کیا ہے' اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (۳۳۲)

معلوم ہوا کہ کسی چیز کا سایہ ہونا اس کی توہین نہیں ہے' بلکہ یہ فخر کی بات ہے کہ وہ اور اُس کا سایہ دونوں اپنے مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سایہ اتنی اہم چیز ہے کہ حشر کے میدان میں جب کہ سورج صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اعلیٰ مقام پر فائز چند بندوں کو خصوصی طور پر اپنے سایہ (۳۳۳) میں جگہ دے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ)) (متفق علیہ)

''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا اُس دن کہ جس دن کسی اور کا سایہ نہ ہوگا۔''

مذکورہ حدیث میں اللہ تعالیٰ کا سایہ کی نسبت اپنی طرف کرنا اور اپنے چند

---

(۳۳۲) نیز دیکھئے النحل: ٤٨۔

(۳۳۳) ''اپنے سایہ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا سایہ قطعاً نہیں ہے' کیونکہ اُس کی ذات کے سایہ کا مطلب یہ ہوا کہ سورج اللہ تعالیٰ سے اوپر ہوگا' حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ اس سے مراد عرش بریں کا سایہ ہے۔ (فتح الباری ١٤٤/١) ۔ جبکہ علامہ قصیم ابن عثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد کوئی ایسا سایہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اُس دن پیدا فرمائے گا۔ (شرح ریاض الصالحین ٣٠٦/٥)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص ومقرب بندوں کے لئے اس سایہ کا اہتمام کرنا جہاں ان بندوں کی فضیلت کی دلیل ہے وہیں اس سایہ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

(۳) کیا نبی ﷺ کا سایہ کسی بھی حدیث سے ثابت ہے؟

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ حدیث جس میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہونے کا ذکر ہے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تو کیا کوئی ایسی حدیث کتب احادیث میں موجود ہے جس میں نبی ﷺ کا سایہ ہونے کا ذکر ہو؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایک سے زائد احادیث میں نبی ﷺ کے سایہ کا ذکر موجود ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس روایت سے لوگوں نے آپؐ کے سایہ کا نہ ہونا ثابت کیا ہے وہ بے بنیاد اور غلط ہے۔ علی سبیل المثال دیکھئے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی' حالتِ نماز ہی میں آپؐ نے اپنے ہاتھ کو بڑھایا اور پھر سمیٹ لیا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آج آپؐ نے اپنی نماز میں ایک ایسا عمل کیا ہے کہ اس سے پہلے کسی نماز میں نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِّي رَاَيْتُ الْجَنَّةَ قَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ وَرَاَيْتُ فِيهَا دَالِيَةً قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ' حَبُّهَا كَالدُّبَّاءِ ' فَاَرَدتُّ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْهَا ' فَاُوحِيَ اِلَيْهَا اَنِ اسْتَاْخِرِي فَاسْتَاْخَرَتْ ' ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ' حَتّٰى رَاَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ ' فَاَوْمَاْتُ اِلَيْكُمْ اَنِ اسْتَاْخِرُوْا)) (۳۴۴)

''میں نے دیکھا کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی جس میں میں نے انگور

(۳۴۴) صحیح ابن خزیمہ: ۸۹۲' ۲/ ۵۰ و ۵۱۔ ومستدرک الحاکم ۴/ ۴۵۶۔ امام ابن خزیمہ' امام حاکم اور امام ذہبی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اسی طرح صحیح ابن خزیمہ کے محقق نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور علامہ البانی نے بھی ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیلیں دیکھیں' ان کے میوے جھکے ہوئے تھے' میووں کے بیج کدو جیسے تھے۔ جب میں نے ان میں سے کچھ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو جنت کی طرف وحی آئی کہ پیچھے ہٹ جاؤ تو وہ پیچھے ہٹ گئی' پھر میرے سامنے آگ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی' حتیٰ کہ اس آگ (کی روشنی) میں میں نے اپنے اور تمہارے سایہ کو دیکھا (۳۳۵)۔ اسی وجہ سے میں نے تمہیں پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔"

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا' جبکہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ اونٹ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ بیمار پڑ گیا ہے اس لئے تم اپنا اونٹ صفیہ کو دے دو۔ یہ سننا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی رگِ غیرت پھڑک اٹھی اور جذبات میں آ کر کہنے لگیں: "میں اِس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟" حضرت زینبؓ کی اس بات پر اللہ کے رسول ﷺ سخت ناراض ہوئے اور ذی الحجہ کے مہینے کا کچھ حصہ' محرم' صفر اور ربیع الاوّل کے ابتدائی چند دن ان سے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک کہ حضرت زینبؓ آپ ﷺ سے مایوس ہو گئیں اور اپنے بستر کو سمیٹ دیا اور سمجھ بیٹھیں کہ اب اللہ کے رسول ﷺ ان سے لاتعلق ہی رہیں گے۔ اس دوران ایک دوپہر کو وہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ انہیں ایک سایہ آگے بڑھتا دکھائی دیا۔ جب نظرِ اٹھائی تو دیکھتی ہیں کہ نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ (۳۳۶)

---

(۳۳۵) آگے ہونے کے باوجود پیچھے کی طرف لوگوں کے سایہ کو دیکھنا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے' یا پھر آپ ﷺ جب اس آگ کی وجہ سے متوجہ ہوئے تو لوگوں کے سایہ کو دیکھا۔ واللہ اعلم!

(۳۳۶) مسند احمد ۱۲۳/۶۔ والطبرانی الاوسط: ۲۶۰۹' ۹۹/۳۔ والطبقات الکبریٰ ۱۲۸/۸' ذکر صفیۃ۔ امام ہیثمیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں سمیہ ہیں' ائمہ کتب ستہ میں سے صرف امام ابوداؤدؒ نے ان سے روایت کیا ہے' اور ⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ یہی واقعہ خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بھی وارد ہے اور اس میں محل شاہد یہ الفاظ ہیں:

فلمّا كان شهر ربيع الاوّل دخل عليها فرأت ظلّه فقالت انّ هذا لظلّ رجلٍ وما يدخل عليّ رسول الله ﷺ فمن هذا (۳۲۷)

"جب ربیع الاوّل کا مہینہ تھا تو ان کے پاس اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے، جب انہوں نے آپ ﷺ کے سائے کو دیکھا تو کہنے لگیں کہ یہ تو کسی مرد کا سایہ ہے اور رسول اللہ ﷺ تو میرے پاس آتے نہیں، تو یہ کون آدمی ہو سکتا ہے؟"

قابل غور بات ہے کہ ان تینوں حدیثوں میں صراحت کے ساتھ آپ ﷺ کے سایہ کا ذکر ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح عام لوگوں کا سایہ زمین پر پڑتا تھا بعینہٖ اسی طرح نبی ﷺ کا سایہ بھی زمین پر پڑتا تھا۔ میرے علم کے مطابق کسی صحابی، امام اور عالم نے آپ ﷺ کے سایہ کا انکار نہیں کیا ہے اور نہ ہی سایہ نہ ہونے کی تائید کرنے والی من گھڑت روایت اہل علم کے درمیان معروف تھی۔ اور جب بعد میں کچھ لوگوں نے اس من گھڑت اثر کو لوگوں میں عام کرنا بھی چاہا تو چونکہ وہ حقائق سے اس قدر دُور تھا کہ اس کی تردید کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ واللہ اعلم!

⇐ باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ (للمجمع ۳۲۳/٤)۔ مذکورہ سمیہ کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ وہ مقبول ہیں۔ (التقریب، ص ۱۳۵۷)۔ یعنی اگر کوئی راوی ان کی متابعت کرتا ہے تو وہ ثقہ ہیں ورنہ ضعیف۔ مزید برآں حافظ نے یہ اشارہ بھی دیا ہے کہ امام ابوداؤد کے علاوہ امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ راقم سطور نے اس حدیث کو بطور استشہاد اس لئے نقل کیا ہے کہ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ عورتیں جو حدیث کی روایت کرتی ہیں ان سے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے کسی کو متہم قرار دیا گیا ہو یا ان کی حدیث کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ (میزان الاعتدال ٤/٦٠٤۔ ولسان المیزان ٥٢٢/٧)

(۳۲۷) مسند احمد ٣٣٨/٦۔ علامہ الساعاتی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ مجھے کہیں اور نہیں ملی اور اس کی سند جید ہے۔ (الفتح الربانی ١٤٤/٢٢)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) کیا واقعتاً نوری جسموں کا سایہ نہیں ہوتا؟

عوام پر اپنی بات کا اثر پیدا کرنے کے لئے اہل بدعت بطورِ دلیل یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ نبی ﷺ نوری تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لئے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

یہ دلیل بھی رنگِ محفل کے جماؤ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی، حقیقت سے اس کا دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، کیونکہ اس کا پہلا مفروضہ یعنی آپ ﷺ کا ''نوری ہونا'' ہی بے بنیاد ہے، کیونکہ شرع و عقل دونوں اعتبار سے آپ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام کی ذُرّیت سے ہونا ثابت ہے۔ اس کی کچھ وضاحت پچھلے صفحات میں آ چکی ہے۔ پھر جب آپ ﷺ کا جسم خاکی ٹھہرا تو لامحالہ سایہ ہوگا۔ اور اگر بفرضِ محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کا جسم نوری تھا اور نوری جسم کا سایہ نہیں ہوتا تو آپ ؐ کے جسم اطہر پر جو ملبوسات ہوتے تھے ان کا سایہ تو زمین پر پڑتا ہوگا، اور اگر وہ کپڑے اتنے لطیف و باریک ہوتے تھے کہ ان کا سایہ نہ تھا تو پھر ان کے پہننے سے ستر وغیرہ کی حفاظت کیسے ممکن تھی؟

مزید یہ بھی واضح رہے کہ یہ مفروضہ بھی غلط ہے کہ نوری جسم کا سایہ نہیں ہوتا، کیونکہ فرشتوں کا نوری ہونا مسلّم امر ہے اور صحیح احادیث سے فرشتوں کے سایہ کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے صحابی ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا اور ان کی بہن فاطمہؓ رونے لگیں تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ))(۳۳۸)

---

(۳۳۸) صحیح البخاری: ۱۲۴۴، 'الجنائز' باب ۳۔ وصحیح مسلم: ۲۴۷۱، 'الفضائل' باب ۲۶۔ بروایت جابر بن عبداللہؓ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روؤ یا نہ روؤ' جب تک تم لوگوں نے انہیں اٹھایا نہیں فرشتے برابر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔''

کیا سایہ کی توہین ممکن ہے؟

یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ یہ بات عقلاً محال سی محسوس ہو رہی ہے کہ کسی کے سایہ کو روندا جا سکتا ہے' کیونکہ جب بھی کوئی شخص کسی کے سایہ کو روندنا چاہے گا وہ سایہ اُس کے اوپر ہوگا نہ کہ اُس کے پیروں کے نیچے۔ یہ ایسا نکتہ ہے کہ ہر شخص اسے تجربہ کی بھٹی پر رکھ کر اس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ (۳۳۹)

خلاصہ کلام یہ کہ شرع و عقل ہر اعتبار سے نبی ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ ہونا ثابت ہے' جس کا انکار بلا وجہ کی ضد اور مسلکی ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے عوام علم سے دُور اور جذبات سے بھرپور ہوتے ہیں اس لئے ان کی اس کمی سے فائدہ اٹھا کر ہر شخص جو چاہتا ہے کہہ جاتا ہے۔ فاللّٰہ المُستعان!

انگوٹھے چومنا

نبی اکرم ﷺ سے محبت کے نام پر غلو کا ایک مظہر آپ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا اور پھر انہیں آنکھوں سے لگانا بھی ہے۔ بس یہی نہیں! بلکہ اس بدعت کو یہ اہمیت دی گئی ہے کہ ''اسے وہی شخص ناجائز کہے گا جو سید المرسلین ﷺ سے جلتا ہو۔'' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''انگوٹھے چومنے کا انکار اجماعِ اُمت کے منافی ہے۔''(۳۴۰)

زمانۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کی مخالفت میں بھائیوں نے اس بدعت کو سنت اور پھر اس پر اجماع کا حکم لگا دیا تاکہ عوام کو اور کم علم رکھنے

(۳۳۹) دیکھئے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۱/۱۴۲۔

(۳۴۰) یہ عبارت حافظ احسان الٰہی ظہیر مرحوم کی کتاب ''بریلویت'' سے ماخوذ ہے۔ دیکھئے ص ۲۴۰۔ اور مرحوم نے بریلوی کتاب ''منیر العین'' کا حوالہ دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے سنیوں کو مرعوب کیا جا سکے' لیکن پھر بھی ضرورت تھی کہ اس بدعت کی تائید میں کتاب و سنت سے کچھ دلائل مل جائیں جس کے لئے انہوں نے اپنی عام بدعتوں کی طرح بعض موضوع اور من گھڑت حدیثیں ڈھونڈ نکالیں۔ ان میں سے ایک حدیث اس طرح نقل کی گئی کہ ایک بار حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خدمت نبویؐ میں حاضر تھے (اور مؤذن نے اذان دینی شروع کی) اور جب مؤذن کی زبان سے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سنا تو کہا: "وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا"۔ پھر شہادت کی دونوں انگلیوں کی پوروں کو چوما اور دونوں آنکھوں پر پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي)) (۲۳۱)

"جس نے میرے خلیل جیسا عمل کیا اُس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔"

یہ ہے وہ دلیل جو آپ ﷺ کا نام سننے پر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کے جواز بلکہ سنیت میں پیش کی جاتی ہے۔

اب ذرا علماء اہل سنت و جماعت کے اقوال و تحقیقات کے تناظر میں دیکھیں کہ کیا اس دلیل اور اس سے ثابت شدہ حکم کی کوئی اہمیت ہے؟

اوّلاً: علماء کا اجماع ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے' بلکہ سخت ضعیف اور موضوع ہے۔ نیز اس من گھڑت روایت کی تائید میں جتنی روایتیں پیش کی جاتی ہیں سبھی ردّی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہیں اور کوئی بھی ایسی روایت نہیں ہے جس کی نسبت پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف کرنی جائز ہو۔ دیکھئے امام محمد بن طاہر پٹنی کی کتاب **تذکرۃ الموضوعات**' امام سخاوی کی کتاب

---

(۲۳۱) امام سخاویؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے مسند فردوس دیلمی کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھئے المقاصد الحسنۃ' ص ۳۸۴' ح ۱۰۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاصد الحسنۃ 'ملا علی قاری حنفی کی کتاب المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع اور امام شوکانی کی کتاب الفوائد المجموعۃ وغیرہ۔(۳۴۲)

ثانیاً: صحابہ' تابعین' اتباع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے اذان کے آداب وسنن میں انگوٹھا چومنے یا اِسے آنکھوں سے لگانے کا ذکر نہیں کیا ہے' جس کی دلیل وہ تمام کتب حدیث وفقہ ہیں جنہیں عربی مدارس میں بطورِ درس شامل کیا گیا ہے۔ اور یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں کے عہدِ زریں کے کسی بھی مؤلف نے حدیث اور فقہ کی کسی بھی کتاب میں اس حکم کا ذکر نہیں کیا ہے' لیکن جب صحیح علم کے حاملین علماء میں کمی واقع ہوئی اور تصنیف و تالیف کا کام صرف نقل پر محصور ہو کر رہ گیا تو بعض علماء نے انگوٹھا چومنے کو اذان کے آداب میں شمار کیا جن کا استدلال انہی موضوع اور سخت ضعیف روایتوں پر رہا۔ پھر بھی علمائے حق نے اس کی تردید کی اور حق بات کو واضح کیا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنے ایک فتوے میں صراحت کے ساتھ اسے بدعت لکھا ہے۔(۳۴۳)

ثالثاً: یہ حدیث صرف مسند الفردوس یا اس کے بعد کی تالیف شدہ کتابوں میں پائی جاتی ہے اور اس سے پہلے کی تالیف شدہ کسی کتاب میں اس کا نام ونشان نہیں ملتا' اور اہل علم حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جو حدیث اسی طبقہ میں مشہور ہوئی ہو اور اس کا ذکر اس سے قبل نہ مل سکے تو اس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز

(۳۴۲) تذکرۃ الموضوعات' ص ۳٤۔ والمقاصد الحسنۃ: ۱۰۲۱' ص ۳۸٤۔ والفوائد المجموعۃ' ص ۱۹۔ والمصنوع للقاری' ص ۱٦۹۔ نیز دوسرے متعدد محدثین اس حدیث کو ساقط الاعتبار سمجھتے ہیں' حافظ سیوطی کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ نذیریہ ۱/۲۴۲۔

(۳۴۳) دیکھئے فتاویٰ نذیریہ ۱/۲۴۳۔ فتاویٰ نذیریہ میں یہ بحث مطالعہ کے لائق ہے۔ بلکہ اس کتاب میں موجود تینوں فتاویٰ کو اگر رسالہ کی شکل دے دی جائے تو بہت ہی مفید ہوگا' کیونکہ متعدد ایسے علماء اور کتابوں کے حوالے ان فتووں میں دیئے گئے ہیں جن تک مشکل ہی سے رسائی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''چوتھے طبقے کی وہ حدیثیں جن کا پہلے زمانے میں نام ونشان نہ تھا اور متاخرین نے ان کو روایت کیا ہے' ان کا حال دو حیثیتوں سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ یا تو سلف نے ان احادیث کو پرکھا اور ان کی کوئی اصل نہ مل سکی کہ انہیں قابل اعتناء سمجھتے۔

۲۔ ان احادیث کی اصل تو پائی گئی لیکن ان میں ایسے عیب دیکھے کہ ان کا چھوڑ دینا ہی مناسب معلوم ہوا۔

بہر حال وہ حدیثیں کسی طرح بھی اس لائق نہیں ہیں کہ ان پر عقیدہ وعمل کی بنیاد رکھی جائے۔''(۳۴۴)

رابعاً: اس حدیث میں مذکور ہے کہ ''مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي......'' یعنی اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنے ''خلیل'' کا خطاب دیا ہے' جبکہ متعدد صحابہ مثلاً حضرات ابن مسعودؓ ابن عباسؓ' ابن زبیر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم (۳۴۵) سے متعدد کتب حدیث جیسے صحیح البخاری' صحیح مسلم' سنن الترمذی' مسند احمد' سنن ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں دنیا میں کسی کو اپنا خلیل بنانا چاہتا تو ابوبکر کو بناتا' لیکن تمہارا ساتھی تو تمہارے ربّ کا خلیل ہے اور ابوبکر میرے دینی بھائی اور دوست ہیں۔''(۳۴۶)

---

(۳۴۴) تفصیل کے لئے دیکھئے العجالة النافعة (عربی) ' ص ۳۳' ۳٤ مختصراً۔

(۳۴۵) نظم المتناثر من الحديث المتواتر کے مؤلف نے ۱۴ اصحابؓ کے نام ذکر کئے ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے۔ اسی بنیاد پر اس حدیث کا شمار انہوں نے متواتر حدیث میں کیا ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر' ص ۲۰۵۔

(۳۴۶) دیکھئے صحیح البخاری: ۳٦٥٤' الفضائل۔ وصحیح مسلم: ۲۳۸۲' الفضائل۔ بروایت ابوسعید الخدریؓ۔ اس موضوع کی دوسری روایتوں کے لئے دیکھئے صحیح البخاری' کتاب الفضائل' باب ۳ و ۵۔ وصحیح مسلم۔ نیز دیکھئے صحیح الجامع: ٥٢٩٦' ٥٢٩٧' ٥٢٩٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث غلط ہے۔ بردست اس حدیث کے بطلان سے متعلق یہ چند سطور لکھی گئی ہیں' جسے تفصیل درکار ہو وہ فتاویٰ نذیریہ کی طرف رجوع کر لے' شافی جواب مل جائے گا۔

نعتِ رسول ﷺ میں غلو

نبی ﷺ کی مدح ونعت نہ صرف ایک امر مشروع ہے بلکہ ایک سچے مسلمان کا جذبہ وشوق بھی ہے جو الفاظ وعبارات کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اِس بارے میں اوّلین درجہ حاصل ہے جو نظم ونثر میں نبی ﷺ کی مدح بیان کرتے تھے۔ نبی ﷺ اس بارے میں بسا اوقات ان کی بعض عبارات کی اصلاح بھی فرماتے تھے اور افراط وغلو سے سختی سے منع فرماتے' جس کا نتیجہ تھا کہ صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے شعراء کی نعتیں غلو و افراط سے پاک تھیں' لیکن بعد میں علم کی کمی اور نبی ﷺ سے محبت کے جذبے نے افراط وغلو کی شکل اختیار کر لی اور شرک وکفر کے الفاظ نعتیہ قصائد میں کثرت سے جگہ پانے لگے۔ خصوصاً عصر حاضر میں جب کہ علم صحیح کی کمی اور فقہ فی الدین کے فقدان کا دَور دَورہ ہے' یہ برائی بہت ہی عام ہو چکی ہے' حتیٰ کہ توحید کی دعوے دار جماعت کے شعراء بھی اس میں ملوث نظر آتے ہیں۔

یہ موضوع یہاں پر ردّ وقدح کے معیار پر نہیں رکھا جا سکتا' کیونکہ یہ مختصر رسالہ اس کا متحمل نہیں ہے' البتہ محبت رسول ﷺ کے نام پر موجود غلو کے دو اہم مظاہر کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ نعتِ رسول ﷺ میں غلو کمیت کے اعتبار سے

شاید ہی کوئی مسلمان شاعر ہو جس نے اس موضوع پر طبع آزمائی نہ کی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہت سے شاعر تو ایسے ہیں کہ جنہوں نے متعدد نعتیہ قصائد نظم کیے ہیں حتیٰ کہ بعض شاعروں کے مستقل دیوان نعت رسول ﷺ پر مشتمل ہیں' جبکہ حمد باری تعالیٰ پر طبع آزمائی کرنے والے شاعر بہت ہی کم پائے جاتے ہیں' اور اگر بعض شعراء نے کچھ قصائد حمد باری تعالیٰ میں نظم کیے بھی ہیں تو وہ نعتیہ قصائد کے مقابلے میں بہت ہی کم ہیں' جبکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ ایک مؤمن کی زبان نظم و نثر میں سب سے زیادہ حمد الٰہی میں مشغول رہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کی باتیں بہت زیادہ ہیں' مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا:

((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)) (۳۴۷)

''تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے برابر تر رہے۔''

لیکن بدقسمتی سے اب اہلحدیث حضرات کے جلسے جلوس بھی اس غلو سے پاک نہیں رہے۔ جلسوں میں حاضر ہونے والے حضرات اس کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ ابتدائے اجلاس میں تلاوتِ قرآن مجید کے بعد عام طور پر نعتیہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ایک جلسے میں مجھے حاضر ہونے کا موقع ملا جس میں تین لڑکوں کو نظم پیش کرنے کا موقع دیا گیا' اور تینوں لڑکوں نے جو تین نظمیں پیش کیں وہ نعت رسول ﷺ پر مشتمل تھیں' جبکہ حمد باری تعالیٰ سے متعلق کوئی نظم نہیں پڑھی گئی۔ میری ناقص سمجھ کے مطابق ایسا کرنا حق باری تعالیٰ سے متعلق کوتاہی ہے۔

علماء کرام اور طالبانِ علومِ شرعیہ کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔

---

(۳۴۷) سنن الترمذی: ۳۳۷۵' الدعوات۔ وسنن ابن ماجۃ: ۳۷۹۳' الأدب۔ دیکھیے صحیح الترغیب ۲/۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نعتِ رسول ﷺ میں غلو کیفیت کے لحاظ سے

غلط عقیدے کے حامل اور آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں افراط و غلو سے کام لینے والے شعراء، خواہ عربی ہوں یا عجمی، انہوں نے آپ ﷺ سے متعلق جو قصائد نظم کئے ہیں ان میں عمومی طور پر شریعت کے مخالف عقائد کثرت سے پائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ بہت سے قصائد میں شرکِ اکبر تک پایا جاتا ہے۔ عربی زبان کا مشہور نعتیہ قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' اس کا واضح ثبوت ہے۔

یَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَنْ لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعِمَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

''اے سب سے افضل مخلوق! مصائب و پریشانی کے وقت آپؐ کے سوا میرا کون ہے کہ میں اس کی پناہ میں آؤں؟ دنیا و آخرت آپؐ ہی کی جود و سخا کی برکات ہیں اور لوح و قلم کا علم آپؐ کے علم کا ایک جزو ہے۔''

اردو زبان کا ایک شاعر کہتا ہے:

قبر میں فرشتوں سے آپؐ نے یہ فرمایا
جاؤ اس کو سونے دو یہ غلام میرا ہے

سردارِ بریلویت آپ ﷺ کی شان میں کہتے ہیں:

قادرِ کُل کے نائب اکبر
''کُن'' کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے نام کے صدقے جس سے
جیتے ہم ہیں' جلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کُل پہ رکھاتے یہ ہیں

نعوذ باللہ!

ایک اور شاعر کہتا ہے:

یہ مانتا ہوں اے عقل والو کہ میرا محمد خدا نہیں ہے
مگر یہ سچ ہے عقل والو کہ وہ خدا سے جدا نہیں ہے!

نعوذ باللہ!

یہ میدان بہت وسیع ہے۔ اصل مقصد اشعار کا جمع کرنا نہیں ہے' بلکہ صرف اشارہ کرنا ہے کہ محبتِ رسول ﷺ کے نام پر لوگوں نے اسلامی عقیدے کی بنیاد ڈھادی ہے' حتیٰ کہ بسا اوقات آپ ﷺ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ایک شاعر کہتا ہے:

یا محمدؐ بلانا ہوگا
اپنا جلوہ دکھانا ہوگا!

جبکہ قرآنِ مجید میں ''یا محمدؐ'' کہہ کر پکارنے والوں کو جاہل اور بے عقل کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝﴾ (الحُجُرات:٤)

''جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے (یا محمد یا محمد کہہ کر) پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بالکل بے عقل ہیں۔''

اس آیت کے شانِ نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ قبیلۂ بنو تمیم کے بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنوار اور بادیہ نشین قیلولہ کے وقت نبی ﷺ کے حجرے کے پاس کھڑے ہو کر یا محمد یا محمد کی صدا لگانے لگے تاکہ آپ ﷺ باہر تشریف لائیں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور لوگوں کو متنبہ کیا گیا کہ رسول ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ادب و احترام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔(۳۴۸)

چنانچہ علماء نے اس چیز کو نبی ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو "یا محمد" کہہ کر نہیں پکارا ہے' جبکہ دوسرے انبیاء کو یا ابراہیم' یا داؤد وغیرہ سے مخاطب کیا ہے۔(۳۴۹)

نبی ﷺ سے محبت کے نام پر ارتکاب کی جانے والی چند غلطیوں کی طرف یہ مختصر اشارہ تھا۔ ہر موضوع پر تفصیلی گفتگو کا یہ موقع نہیں ہے۔ میرا مقصد اس سے صرف لوگوں کی توجہ ان امور کی طرف مبذول کرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس ناقص کوشش کو قبول کرے اور مسلمانوں کے دل میں نبی ﷺ کی ایسی محبت پیدا کرے جو افراط و تفریط اور غلو و جفا سے پاک ہو اور آپ کے جملہ حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

والحمد لله الذی بنعمته تتمّ الصّالحات

وصلّی الله علی نبیّنا مُحمّد وبارک وسلّم

ابو کلیم مقصود الحسن الفیضی

جمعیة الغاط الخیریة

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

---

(۳۴۸) تفسیر ابن جریر الطبری ۲۶/ ۷۷۔ واسباب النزول للواحدی' ص ۳۸۷۔ تحقیق عصام الحمیدان۔

(۳۴۹) دلائل النبوة لابی نعیم: ۱۱۰۹۔ وخصائص الکبریٰ للسیوطی ۳/ ۱۴۱۔ وبدایة السول للعز بن عبدالسلام' ص ۳۷' ۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

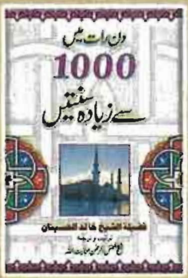

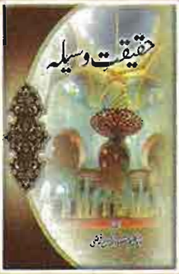

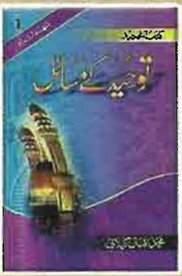

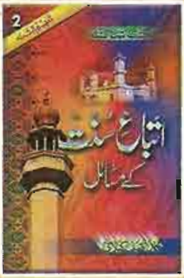

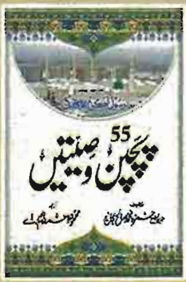

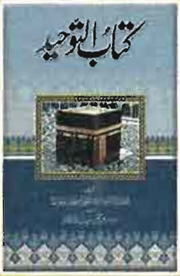

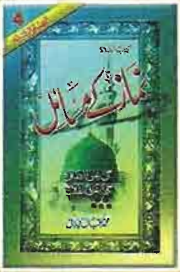

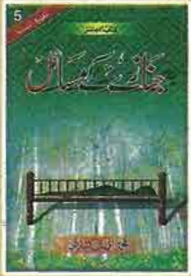

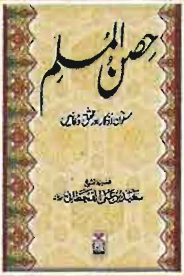

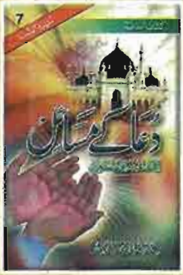

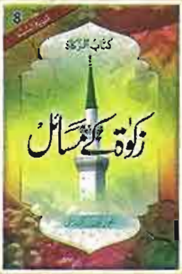

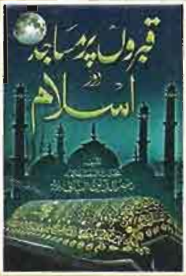

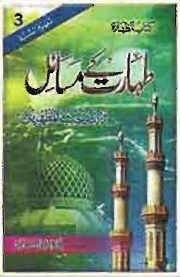

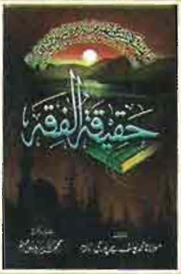

سلفی پبلیکیشنز
SALAFI PUBLICATIONS
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110 006.

₹. 100/-